عمران سیریز

جلد نمبر
17

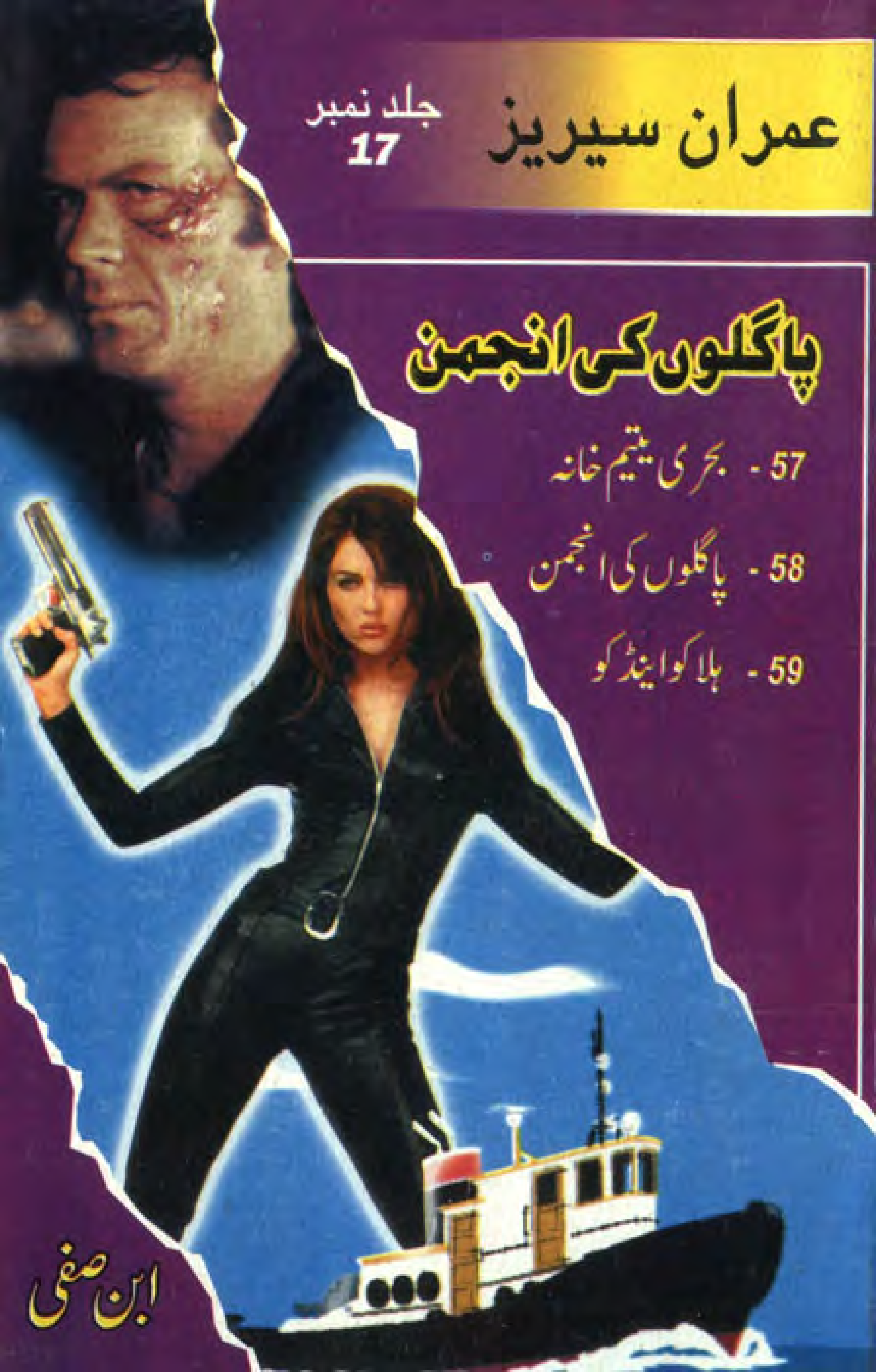

پاگلوں کی انجمن

57 - بحری یتیم خانہ

58 - پاگلوں کی انجمن

59 - ہلاکو اینڈ کو

ابن صفی

عمران سیریز نمبر 57

بحری یتیم خانہ

(مکمل ناول)

پیشرس

بحری یتیم خانہ ملاحظہ فرمائیے۔ وہ سب مل کر سازش کرتے ہیں۔ ظالم اور مظلوم دونوں سازشی۔ لیکن دیکھئے کہ عمران کس چابکدستی سے اس سازش کا پردہ چاک کردیتا ہے۔

آپ کو یہ ایک سیدھی سادی کہانی لگے گی۔ آخیر میں آپ محسوس کریں گے کہ کہانی کی تشکیل میں ٹوٹل بلائینڈ ٹیکنیک بروئے کار لائی گئی ہے!”

اچانک ایک بڑے راز سے پردہ اٹھتا ہے، جس کی سن گن بھی کہانی کی ابتداء میں ملنی مشکل ہے!

اس کوشش میں کہ آپ کو ہر بار نئے انداز کی کہانی دوں کبھی کبھی آپ کو مجھ سے شکایت بھی ہوجاتی ہے۔ مثال کے طور پر بعض حضرات کو پچھلی کتاب ”ریگم بالا“ کا اختتام ”زوردار“ نہیں لگا.... نہ لگا ہو۔ لیکن آپ اس سے انکار نہیں کرسکتے کہ اختتام کا انداز نیا تھا۔ یہی بات آپ اس کتاب کے اختتام میں بھی پائیں گے، ویسے اگر آپ یہی چاہتے ہیں کہ مجرم اور سراغرساں کی ”کشتی“ دیر تک جمے تو یہ بعض حالات میں فنی نقطۂ نظر سے مناسب نہیں ہوتا۔ اس کا دارومدار حالات پر ہے!

ریگم بالا پڑھ کر ایک صاحب نے مجھے لکھا تھا۔ آخر زیرولینڈ کی بڑی ہستیاں عورتیں ہی کیوں ہیں؟ مرد کیوں نہیں؟ گذارش ہے

کہ جب عورتوں سے کام نکلتا ہو تو حتیٰ الامکان "صورت حرام" مردوں سے گریز ہی کرنا چاہئے۔

دوسرے صاحب نے "اسلامی سوشلزم" اور "خالص سوشلزم" کا فرق پوچھا ہے۔ بھائی کسی سیاست داں سے پوچھئے.... میں تو ایک عام آدمی کی حیثیت سے اتنا کہہ سکتا ہوں کہ اسلامی سوشلزم کے تحت چار شادیاں کی جا سکیں گی۔ (خالص سوشلزم اس کی اجازت نہیں دیتا) اور "خاندانی منصوبہ بندی" کی صورت یہ ہوگی۔

پہلی بیوی = لیڈی ڈاکٹر
دوسری بیوی = لکچرر
تیسری بیوی = سوشل ورکر
چوتھی بیوی = مڈوائف

اگر سوشل ورکر بیوی اتفاق سے وزیر بن گئی تو پھر شوہر کی اقتصادی حالت کا کیا پوچھنا۔ ہاں تو میری دانست میں "عورت" ہی سب سے بڑی "دولت" ہے اور اسکی تقسیم ایسی ہی منصفانہ ہونی چاہئے۔

اگر آپ میرے اس جواب سے مطمئن نہ ہوں تو سیاست دانوں سے رجوع کیجئے۔

فی الحال عمران کے بعد پھر عمران ہی آئے گا۔ لیکن زیرِ نظر ناول مکمل ہے! بھڑکنے کی ضرورت نہیں۔

ابن صفی
۱۴؍مارچ ۱۹۷۰ء

* * *

آج ٹپ ٹاپ نائٹ کلب میں کلاسیکی موسیقی کا پروگرام تھا۔

کلب کی تاریخ میں پہلی بار دیسی قسم کی محفل کا انعقاد ہونے جا رہا تھا۔ بعض مستقل ممبروں نے اس کا اہتمام کیا تھا۔

استاد دلفگار نے ٹھمری شروع کی۔

نندیا.... آ.... آ.... آ.... تانن دیا۔

نندیا کاہے.... اے.... اے.... اے اے.... کاہے۔

نندیا کاہے مارے بول....

اور جو اس مصرعے کی تکرار شروع کی ہے تو عمران کو مزہ آگیا۔

تین منٹ بعد گھڑی دیکھی لیکن گاڑی اسی ایک مصرعے پر اٹکی نظر آئی۔

پانچ منٹ گذرے.... لیکن وہی ایک رٹ.... نندیا کاہے مارے بول۔

ساتویں منٹ پر وہ اپنی جگہ سے اُٹھا اور استاد کے سامنے جا کھڑا ہوا اور ہاتھ جوڑ کر بڑی لجاجت سے بولا۔ "حضور اب آپ کی تکلیف نہیں دیکھی جاتی .... آپ مجھے اپنی نندیا کا پتہ بتائیں.... ابھی دوڑ کر پوچھے آتا ہوں کہ کاہے مارے بول....!"

استاد نے پہلے تو اُسے حیرت سے دیکھا پھر سر منڈل پھینک کر اٹھ کھڑے ہوئے ان کی تنک مزاجی سارے شہر میں مشہور تھی۔ ناک پر مکھی نہیں بیٹھنے دیتے تھے۔ لہٰذا نندیا کا پیچھا چھوڑ کر انہوں نے عمران کا گریبان پکڑنے کی کوشش کی۔

لوگ چاروں طرف سے دوڑ پڑے.... اچھا خاصہ ہنگامہ برپا ہو گیا.... عمران گھیر لیا گیا۔

"کون ہیں... صاحب آپ؟" ایک صاحب گرجکر آگے بڑھتے ہوئے بولے "یہ کیا بیہودگی۔!"

"ان کی نندیا.... میری بھی رشتے دار ہیں۔!" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "میں اُن کو اس کی اجازت نہیں دے سکتا کہ پبلک مقامات پر ان کی توہین کرتے پھریں.... ترم خاں ہوں گے تو اپنے گھر کے ہاں....!"

"آپ کا دماغ تو نہیں چل گیا۔!"

"جی نہیں....!"

"ارے یہ بہرام خاں حرام خاں کا کوئی گرگا ہے حرامی....!" استاد دہاڑے۔

"آپ غلط کر رہے ہیں جناب!" عمران بڑے ادب سے بولا۔ "میں آپ کی نندیا کا سالا ہوں۔!"

"دھکے دے کر باہر نکال دو....!" کوئی اور گرجا۔

"بڑے دیکھے ہیں نکالنے والے.... کوئی ہاتھ لگا کر تو دیکھے۔!"

اتنے میں منیجر بھی آپہنچا.... اور عمران کی شکل دیکھی تو بُری طرح بوکھلا گیا۔

"کیا بات ہے جناب عالی....!" وہ گڑگڑایا۔

"باجہ بجا بجا کر میری عزیزہ کی توہین کی رہے ہیں جناب....!" عمران نے استاد کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"ابے جاتا ہے کہ بتاؤں....!" استاد اُس پر جھپٹے.... لیکن منیجر بیچ میں آتا ہوا بولا۔ "صبر کیجئے جناب.... صبر کیجئے۔!"

اور پھر اس نے عمران کا ہاتھ پکڑا اور اپنے دفتر کی طرف چل پڑا۔ عمران مڑ مڑ کر استاد کو قہر آلود نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔

دو تین آدمی اور بھی ان کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ ان میں ایک قوی ہیکل غیر ملکی بھی تھا۔

وہ سب منیجر کے دفتر میں داخل ہوئے۔

کچھ لوگ باہر ٹھہرے تھے اور زور زور سے کہہ رہے تھے۔ "پولیس کے حوالے کرو۔!"

منیجر نے دروازہ بند کر کے بولٹ کر دیا۔

"اب بتایئے کیا بات ہے....!" منیجر نے پوچھا۔

"بتا تو چکا ہوں....!"

"مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آپ اپنے وعدے پر قائم نہیں رہے۔!"

"کیسا وعدہ....؟"

"آپ نے پچھلی بار وعدہ کیا تھا کہ آئندہ آپ یہاں محتاط رہیں گے۔!"

"اے تو اپنے رشتے داروں کی توہین برداشت کرتا رہوں۔!"

"کیا بات تھی....؟" دفعتاً غیر ملکی نے پوچھا۔

عمران مڑ کر اُسے بتانے لگا کہ موسیقار کیا گا رہا تھا۔

"نیندیا کیا چیز ہے....؟" غیر ملکی نے سوال کیا۔

"شوہر کی بہن کو کہتے ہیں مقامی زبان میں....!"

"اس کے شوہر کی بہن....؟" غیر ملکی کے لہجے میں حیرت تھی۔

عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اتنی بڑی مونچھیں بھی رکھتا ہے اور شوہر بھی رکھتا ہے.... جھوٹا کہیں کا.... ہونہہ۔!" غیر ملکی بُرا سا منہ بنا کر بولا۔

"اور اب یہ لوگ مجھے پولیس کے حوالے کر دینا چاہتے ہیں۔!" عمران نے گلوگیر آواز میں کہا۔

"اوہو.... تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں....! تم میرے ساتھ چلو.... کوئی تمہارا بال بھی بیکا نہ کر سکے گا۔!"

لوگ باہر سے دروازہ پیٹ رہے تھے.... غیر ملکی نے منیجر سے کہا۔ "میں بہت سخت گیر آدمی ہوں.... ان لوگوں سے کہو چلے جاؤ.... میری پناہ میں آیا ہوا کوئی بھی آدمی ہر حال میں محفوظ رہتا ہے۔!"

"اگر میں نے دروازہ کھولا تو وہ سب اندر آجائیں گے۔!" منیجر بولا اور ان تین آدمیوں نے بیک وقت بولنا شروع کر دیا.... جو اس کے ساتھ آئے تھے۔

"یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں....!" غیر ملکی نے عمران سے پوچھا۔

"یہ لوگ بھی کہہ رہے ہیں کہ مجھے پولیس کے حوالے کر دیا جائے۔!"

"بکواس کرتے ہیں.... تم بے فکر رہو....!" غیر ملکی بولا۔ اس نے شراب پی رکھی تھی۔

"اچھا....!" عمران نے سعادت مندانہ انداز میں سر ہلا کر کہا۔

ادھر منیجر فون پر کاؤنٹر کلرک سے کہہ رہا تھا۔ ”دوبارہ محفل جمانے کی کوشش کرو.... شرارت کرنے والوں کے خلاف قانونی کارروائی کی جارہی ہے۔ استاد دلفگار کے دشمنوں سے نپٹ لیا جائے گا۔ یہ کلب کے وقار کا سوال ہے۔!“

عمران غیر ملکی کو بتانے لگا کہ وہ فون پر کیا کہہ رہا ہے۔

”تم فکر نہ کرو... بالکل فکر نہ کرو....!“ وہ عمران کا شانہ تھپک کر بولا۔ ”اب میں نے بھی تمہیں اپنی عزت کا سوال بنالیا ہے.... میں ایک خوف ناک آدمی ہوں.... یہ لوگ ابھی دیکھیں گے۔!“

دوسرے اس کے تن و توش سے پہلے ہی مرعوب نظر آرہے تھے.... اس لہجے میں گفتگو سنی تو بغلیں جھانکنے لگے۔

منیجر فون کا ریسیور کریڈل پر رکھ کر ان کی طرف مڑا تو اس کے ہونٹوں پر بڑی دلآویز مسکراہٹ تھی.... اس نے کہا۔ ”حکمت عملی.... آپ دونوں بُرا نہ مانیں.... اس کے علاوہ اور کوئی چارہ ہی نہیں تھا کہ ڈائننگ ہال میں اس قسم کا اعلان کرا کے موسیقی کا سلسلہ دوبارہ جاری کرادیا جائے۔!“

”اچھا.... اچھا یہ بات ہے۔!“ غیر ملکی ہنسنے لگا اور تینوں مقامی آدمی کچھ بڑبڑائے تھے اس پر منیجر نے کہا۔ ”حضرات بات بڑھانے سے کیا فائدہ استاد بہرام کے گرگوں کو کون نہیں جانتا.... میں اپنے کلب میں توڑ پھوڑ ہرگز پسند نہیں کروں گا۔!“

عمران اُسے آنکھ مار کر مسکرایا۔

”ہم باہر جانا چاہتے ہیں....!“ تینوں میں سے ایک بولا۔

”ضرور تشریف لے جایئے، لیکن خدارا امن پسندی کا ثبوت دیجئے گا۔ آپ کو کلب کے خیر اندیشوں میں سمجھتا ہوں۔!“

وہ کچھ نہ بولے۔

منیجر نے دروازہ کھولا.... باہر کچھ لوگ موجود تھے.... انہوں نے بھی اندر گھسنا چاہا.... لیکن غیر ملکی.... جھپٹ کر ان کی راہ میں حائل ہو گیا۔

”گٹ بیک.... گٹ بیک....!“ وہ دہاڑا۔ ”قانونی کارروائی ہو رہی ہے چلے جاؤ۔!“

وہ پیچھے ہٹتے چلے گئے اور ان تینوں کے باہر نکل جانے کے بعد غیر ملکی نے دروازہ بند کر کے بولٹ کر دیا۔

اب وہ تینوں خاموش کھڑے تھے.... دفعتاً منیجر نے غیر ملکی سے پوچھا۔

”کیا آپ انہیں جانتے ہیں۔!“

”ہاں جانتا ہوں....!“

”تو پھر ٹھیک ہے....!“

وہ پھر خاموش ہو گئے.... تھوڑی دیر بعد عمران بولا۔ ”اب استاد گا رہے ہوں گے۔ ”میں کا کروں رام، مجھے بڈھا مل گیا۔!“

”آپ بعض اوقات سچ مچ حد سے گذر جاتے ہیں.... وہ تو کہئے کہ استاد بہرام خاں والا حربہ کارگر ہوا ورنہ قیامت آجاتی۔!“

”خواہ میری جان چلی جائے، لیکن میں ابابیلی مونچھوں کے پیچھے سے نسوانی آواز ہرگز نہ سنوں گا۔ غضب خدا کا اب مردوں کے بھی نندیا ہونے لگی.... کل ایک مونچھ والے کو گاتے سنا تھا، سیاں نے انگلی مروڑی رے رام قسم شرما گئی میں۔!“

”اللہ آپ پر رحم کرے....!“ منیجر نے ٹھنڈی سانس لے کر بے بسی سے کہا۔

”اگر تم لوگ انگلش میں گفتگو کرو تو بہتر ہے۔!“ غیر ملکی بُرا سا منہ بنا کر بولا۔ ”مجھے الجھن ہو رہی ہے۔!“

”کوئی خاص بات نہیں ہے جناب....!“ منیجر خشک لہجے میں بولا۔

”نہیں....!“ غیر ملکی پیر پٹخ کر بولا۔ ”میری موجودگی میں گفتگو انگریزی ہی میں ہو گی۔!“

”اچھا.... تو سنئے....!“ منیجر بھنا گیا۔ ”آپ ان صاحب کے بارے میں کیا جانتے ہیں۔!“

”میں تو.... ہاں تم کیا بتانا چاہتے ہو۔!“

”میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ دوسروں کو چڑھانا ان حضرت کی ہابی ہے۔!“

عمران کے چہرے پر حماقتوں کے ڈونگرے برس گئے.... غیر ملکی نے اس کی طرف دیکھا اور اس طرح پلکیں جھپکائیں.... جیسے اُسے سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو۔!

دفعتاً فون کی گھنٹی بجی.... منیجر نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا اور اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔

ریسیور رکھ کر اس نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری تھی۔

"کیا بات ہے....!" غیر ملکی نے پوچھا۔

"پپ.... پولیس....!"

"اوہو.... اچھا....!" غیر ملکی کی پیشانی پر شکنیں پڑ گئیں۔

"پولیس کا مطلب یہ ہے کہ حمایتی کا وجود لوگوں کو گراں گذرا ہے.... میرے خدا.... وہ لوگ مجھے مار ڈالنا چاہتے ہیں۔!" عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"تم پرواہ نہ کرو....!" غیر ملکی نے پتلون کی جیب سے ایک بڑا سا چاقو نکال کر کھولتے ہوئے کہا۔ "یہ شخص ہمیں بحفاظت کسی دروازے سے باہر نکال دے گا۔!"

"کک.... کیا.... مم.... طلب....؟"

"میں کہہ رہا ہوں ہمیں اس طرح باہر نکال دو کہ اُدھر والوں کو نہ معلوم ہو سکے۔!"

"لیکن.... لیکن....!"

"شٹ اپ....!" اس نے چاقو والے ہاتھ کو جنبش دی۔

منیجر بوکھلا کر کھڑا ہو گیا.... عمران کا چہرہ اس وقت کسی ایسے بچے کے چہرے کی طرح کھل اٹھا تھا جس کی کوئی پسندیدہ شرارت عمل میں لائی جانے والی ہو۔!

منیجر کے جسم پر کپکپی طاری ہو گئی تھی.... وہ اپنی پشت والے دروازے کی طرف مڑا۔

پھر جب وہ تینوں اس دروازے سے گذر چکے تو کسی نے دفتر والے دروازے پر دستک دی۔ لیکن غیر ملکی منیجر کو آگے بڑھائے لیتا چلا گیا۔

یہ غالباً کلب کا گودام تھا جس کا ایک دروازہ عمارت کی پشت پر کھلتا تھا۔

اس طرح وہ دونوں باہر نکل سکے۔

"تمہاری اپنی گاڑی ہے....؟" غیر ملکی نے عمران سے پوچھا۔

"نہیں....! میں ٹیکسی سے آیا تھا۔!"

"یہ اچھی بات ہے ورنہ شائد ہم اس وقت پارکنگ شیڈ تک نہ جا سکتے۔!"

عمران احمقانہ انداز میں اس کی ہاں میں ہاں ملاتا رہا۔

"اور اب میں تفریح کرنا چاہتا ہوں.... مجھے کسی اچھی سی تفریح گاہ میں لے چلو....!" غیر ملکی نے کہا۔

"کس قسم کی تفریح پسند فرمائیں گے، جناب عالی....!" عمران نے بڑے ادب سے پوچھا۔

"میرا نام برجر ہے.... ایڈولف برجر.... میری تفریح.... چھلکتی ہوئی آگ ہے.... بھڑکتی ہوئی آگ نہیں.... فرق سمجھتے ہو نہ....!" وہ عمران کے شانے پر ہاتھ مار کر بولا۔

"چھلکتی آگ.... بھڑکتی آگ.... فرق....!" عمران سر کھجانے لگا۔

وہ قہقہہ لگا کر بولا۔ "نہیں سمجھے.... چھلکتی آگ بوتلوں میں بند ہوتی ہے.... اس سے دماغوں میں اجالا پھیلتا ہے۔!"

"اچھا.... اچھا....!" عمران نے بھی ہنس کر کہا۔ "میں سمجھ گیا واٹر بری کمپاؤنڈ....!"

"گدھے ہو....! میں شراب کی بات کر رہا تھا۔!"

"ارے باپ رے....!"

"کیا کہا....؟"

"کچھ نہیں.... مطلب یہ کہ پھر کسی بار میں چلیں۔!"

"ہاں ہاں.... تم کون سی پیتے ہو۔!"

"میں تو ابھی دودھ پیتا ہوں....!"

"تو اس کا یہ مطلب ہے کہ مجھے تنہا پینی پڑے گی....!" وہ غصے سے پیر پٹخ کر بولا۔ "تم لوگ معلوم نہیں کیوں شراب سے نفرت کرتے ہو۔!"

"بہت مہنگی آتی ہے.... افورڈ نہیں کر سکتے.... فی کس آمدنی....!"

"شٹ اپ.... سیاست پر بور نہ کرنا.... تمہارے یہاں تو کتے کا پلا بھی سیاست بھونک سکتا ہے.... میں اچھی طرح جانتا ہوں.... لیکن مجھے سیاست سے نفرت ہے۔ عورت، شراب اور پیٹ بھر روٹی کے علاوہ دنیا کی کوئی چوتھی چیز میری سمجھ میں کبھی نہیں آئی۔!"

"بجا ارشاد ہے....!"

"چلو....!" وہ اُسے دھکا دے کر آگے بڑھاتا ہوا بولا۔ "گھبراؤ نہیں میں تمہاری جیب پر بار نہیں ڈالوں گا۔!"

"بہت بہتر جناب....!"

"آداب والقاب اپنے پاس رکھو.... میں برجر ہوں....!"

"بہت اچھا برجر....!" عمران کا لہجہ سعادت مندانہ تھا۔

وہ اسے ایک اچھے بار میں لے گیا اور برجر کسی بلانوش کی طرح شراب پیتا رہا۔

عمران خاموش بیٹھا اُسے ایسے انداز میں دیکھے جا رہا تھا جیسے وہ شراب پی چکنے کے بعد اُس کے بہتر مستقبل کے لئے دعائیں دے گا۔

دفعتاً برجر نے اس سے پوچھا۔ "تم کیا کرتے ہو....؟"

"بس یہی سب کچھ کرتا پھرتا ہوں....!"

"کوئی ڈھنگ کا کام کیوں نہیں کرتے....؟"

"جو کام مجھے آتا ہے اس کی کوئی آسامی فی الحال کہیں خالی نہیں ہے۔!"

"مجھے بتاؤ.... کیا کام کر سکتے ہو....!"

"میں نے ریڈیو آفیسر کا کورس کیا تھا.... پھر چھ ماہ کی ٹریننگ لی.... لیکن سب بیکار....!"

برجر کا منہ متحیرانہ انداز میں کھلا ہوا تھا اور آنکھیں اس طرح چمک رہی تھیں جیسے غیر متوقع طور پر کوئی خزانہ ہاتھ آگیا ہو۔

عمران اپنی دھن میں کہتا رہا۔ "ایک بیکار اور کیا کر سکتا ہے.... ادھر اُدھر بیٹھ کر وقت گذاری بھی نہ کرے تو پاگل ہو جائے۔!"

پھر خاموش ہو کر اُس نے برجر کی حالت دیکھی اور احمقانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔

برجر اب بھی منہ پھاڑے بیٹھا تھا اور اب اس کی آنکھوں میں کچھ اس قسم کے تاثرات تھے جیسے وہ اس کی باتوں کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو!

اچانک وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔!"

"سچ....؟ کیوں نہیں....؟" عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

"مائی لیڈ....!" وہ ہاتھ بڑھا کر اس کا شانہ تھپکتا ہوا بولا۔ "تم خوش نصیب ہو کہ مجھ سے اس طرح ملاقات ہو گئی؟"

عمران نے پہلے تو احمقانہ انداز میں دانت نکالے پھر سنجیدہ صورت بنا کر اُسے غور سے دیکھنے لگا۔

"یوں نہ دیکھو....!" برجر سر ہلا کر بولا۔ "یہ نشے کی ترنگ نہیں ہے۔! اس نشے کو میں ہمیشہ

ترستا ہوں.... جو عقل و خرد سے بیگانہ کر دے میں ہوش میں ہوں پیارے لڑکے! بس یہ سمجھ لو کہ تمہیں کام مل گیا۔!"

یعنی کہ کک کام....!"

"یعنی.... کل تم اپنے کاغذات لے کر اس پتہ پر پہنچ جاؤ....!" اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر پرس نکالتے ہوئے کہا۔ پھر پرس سے ایک کارڈ نکال کر عمران کے سامنے ڈال دیا۔

* * *

جولیانا کار میں صفدر کی منتظر تھی اور یہ کار سڑک کے کنارے فٹ پاتھ سے لگا کر اسطرح کھڑی کی گئی تھی کہ یہاں سے روانگی کے وقت اُسے سڑک پر لانے میں کوئی دشواری پیش نہ آئے۔!"

کچھ دیر بعد صفدر آیا اور بڑی جلدی میں کار اسٹارٹ کرتا ہوا بولا۔ "وہ کامیاب ہو گیا ہے۔!"

کار سڑک پر اتر آئی تھی.... اور تیزی سے آگے بڑھ گئی تھی۔

"چکر کیا ہے....؟" جولیا نے پوچھا۔

"میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ اُسے ایڈولف برجر سے متعارف ہونا تھا۔!"

"لیکن تم کیا کرتے رہے....!"

"عمران نے مجھ سے کہا تھا کہ میں اس سے کچھ فاصلے پر رہوں۔!"

"ٹپ ٹاپ میں کسی قسم کا ہنگامہ ہوا تھا کیا....؟"

"ہاں.... اور اُس کے ذمہ دار بھی وہی حضرت تھے....! کلاسیکل میوزک میں ٹانگ اڑا دی تھی.... ہنگامہ برپا ہو گیا.... لیکن....!"

"لیکن کیا....؟"

"اگر وہ آدمی ایڈولف برجر عمران کا حمائتی نہ بن گیا ہوتا تو ہاتھا پائی کی نوبت بھی آجاتی۔!"

"میں پوچھ رہی ہوں کہ تم لوگوں کے ساتھ میرا کیا مصرف ہے.... مجھے کیوں ساتھ لایا گیا تھا۔!" جولیا کے لہجے میں جھلاہٹ تھی۔

"یقین کرو.... میں نہیں جانتا.... عمران کی تجویز تھی۔!"

"اب ہمیں کہاں جانا ہے۔!"

"سائیکو مینشن....!"

جولیا خاموش ہو گئی۔

صفدر نے بائیں ہاتھ سے سگریٹ سلگایا اور بولا۔ "جس کام کی ابتداء عمران کے ہاتھوں ہوتی ہے وہ بے سروپا ہی معلوم ہوتا ہے۔!"

"اور شریک کار خود کو احمق سمجھنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔!" جولیا نے تلخ لہجے میں کہا۔

وہ ہنس کر چپ ہو رہا اور جولیا بڑبڑاتی رہی۔ "میں سمجھتی تھی کہ ایکس ٹو کوئی بیدار مغز آدمی ہے لیکن مجھے بڑی مایوسی ہوئی ہے اُسے عمران جیسے آدمی پر اس حد تک اعتماد نہ کرنا چاہئے۔!"

"محترمہ.... ابھی تک تو اُس کے اعتماد کو ٹھیس نہیں لگی۔!" صفدر نے خشک لہجے میں کہا۔

"تم بھی احمقوں کی جنت کے باشندے معلوم ہوتے ہو....!"

"کچھ بھی سمجھو....! عمران بے مثال ہے۔!"

"آج کے شیئر مارکیٹ کا حال سناؤ....!" جولیا بیزاری سے بولی۔

صفدر کی ہنسی تلخ تھی.... اُس نے سگریٹ باہر پھینکتے ہوئے کہا۔ "تنویر نے شاعری شروع کر دی ہے۔!"

"تم پرانے کوٹ بیچا کرو....!"

"آخر تم عمران سے خفا کیوں ہو....؟"

"میں کسی سے بھی خفا نہیں ہوں.... مجھے ایکس ٹو کا طریق کار پسند نہیں ہے۔!"

"میں نہیں سمجھا....!"

"اب اُس کے احکامات ہمیں عمران کے توسط سے ملتے ہیں۔!"

"اوہو.... تو یہ بات ہے....؟ تمہاری نیابت ختم ہو گئی.... ورنہ اس سے پہلے تم ایکس تھری تھیں۔!"

"تم غلط نہیں کہہ رہے....!"

"لیکن اب بھی کبھی کبھی تمہارے ہی توسط سے ایکس ٹو کے احکامات ہم تک پہنچتے ہیں۔!"

"پوری ٹیم میں تمہارے علاوہ اور.... کوئی اُسے پسند نہیں کرتا۔!"

"میرے علاوہ بھی ایک فرد ایسا ہے....!" صفدر مسکرا کر بولا۔

جولیا نے اس فرد کے متعلق استفسار نہیں کیا تھا۔

پھر خاموشی سے وہ سائیکو مینشن جا پہنچے تھے۔ وہاں سب سے پہلے انہیں آپریشن روم میں جانا تھا۔ ٹیلی فون سے منسلکہ ٹیپ ریکارڈر پر کسی پیغام کا نشان موجود تھا.... صفدر نے اس کا سوئچ آن کر کے ٹیپ کو ایک مخصوص نشان تک ریوائنڈ کیا.... اور پھر چند لمحوں کے بعد ایکس ٹو کی آواز سنائی دی۔ "تم دونوں کا کام ختم ہو گیا.... عمران سے دور رہنا۔!"

ٹیپ ریکارڈر کا سوئچ آف کر کے صفدر جولیا کی طرف مڑا وہ بُرا سا منہ بنائے کھڑی تھی۔

"میں نہیں سمجھ سکتا۔!"

"کیا نہیں سمجھ سکتے....؟"

"یہی کہ اس میں بُرا ماننے کی کیا بات ہے....!"

"میں خود بھی نہیں سمجھ سکتی۔!" جولیا نے کھسیانی ہنسی کے ساتھ کہا۔

* * *

دوسرے دن عمران.... روآنا شپنگ ایجنسی کے دفتر میں دکھائی دیا۔ پچھلی رات ایڈولف برجر نے یہیں کا پتہ دیا تھا.... ایجنٹ نے برجر کا کارڈ دیکھ کر خاصی آؤ بھگت کی اور پوچھا۔

"کاغذات آپ لائے ہیں۔!"

"جی ہاں....!" عمران نے سبز رنگ کا ایک فائل اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ایجنٹ فائل کی ورق گردانی کرتا رہا.... اتنے میں فون کی گھنٹی بجی.... ایجنٹ نے فائل کے ایک صفحے پر نظر جماتے ہوئے ریسیور اٹھا لیا۔

"اوہ یس پلیز....! جی ہاں.... وہ صاحب آ گئے ہیں۔!"

کاغذات مطمئن کر دینے والے ہیں....! ہاں.... ہاں.... عملی تجربے کے سرٹیفکیٹ بھی موجود ہیں.... ہوں.... ہوں.... بہت بہتر.... میں پاس بنوائے دیتا ہوں۔!"

ریسیور رکھ کر وہ عمران کی طرف دیکھتا ہوا مسکرایا۔

"آپ کا کام ہو گیا جناب....!" اُس نے کہا۔ "کچھ دیر بعد آپ کو پاس مل جائے گا.... اور آپ ایس ایس لیونا، پر تشریف لے جا سکیں گے۔! ایڈولف برجر ہی آپ سے مزید معاملات پر گفتگو کریں گے۔!"

گیارہویں برتھ پر جہاز لیونا لنگر انداز تھا.... گودی میں داخلے کا پاس مل جانے کے بعد

عمران جہاز پر پہنچا۔

ایڈولف برجر نے اُسے ہاتھوں ہاتھ لیا تھا۔

"میں اس جہاز کا مالک ہوں....!" اُس نے عمران سے کہا۔

"اُوہ....!" عمران نے مصنوعی حیرت کا مظاہرہ کیا۔

عمران نے کاغذات کا فائیل پیش کرنا چاہا۔

"نہیں....! اس کی ضرورت نہیں....!" برجر اس کا شانہ تھپک کر بولا۔ ایجنٹ مطمئن ہے تو میں دیکھ کر کیا کروں گا.... چلو تمہیں تمہارا کیبن دکھادوں۔!"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کس طرح آپ کا شکریہ ادا کروں۔!" عمران نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"اسکی ضرورت نہیں! ہم دونوں دوست ہیں... چلو میں پہلے تمہیں اپنی محبوبہ سے ملاؤں۔!"

"ارے محبوبہ بھی ہے آپ کے پاس....!" عمران نے متحیرانہ لہجے میں کہا۔

"کیوں نہیں....!"

"تب تو آپ بڑے خوش قسمت ہیں....!"

"پہلے میرا بھی یہی خیال تھا....!" برجر نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔ پھر چونک کر بولا۔

"نہیں! پہلے میرے ساتھ آؤ....!"

وہ اُس کا ہاتھ پکڑ کر ایک کیبن میں لایا... یہاں چاروں طرف الماریوں میں شراب کی بوتلیں چنی ہوئی تھیں۔

"یہ بہت بُری بات ہے کہ تم نہیں پیتے....!" برجر بولا اور اپنے لئے ایک بڑے سے گلاس میں شراب انڈیلنے لگا.... عمران خاموشی سے کیبن کا جائزہ لیتا رہا۔

برجر نے شراب نوشی شروع کر دی تھی.... کچھ دیر بعد وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ اگر مجھے غصہ نہ دلایا جائے تو بہت نیک اور بیوقوف آدمی ہوں.... صرف غصے کی حالت میں میری ذہانت بیدار ہوتی ہے۔ میں عنقریب تمہیں اپنا ایک ایسا ہی ذہانت سے بھرپور کارنامہ دکھاؤں گا۔ جو شدید غصے کی حالت میں سرزد ہو گیا تھا۔ عمران سنتا اور مؤدبانہ سر ہلاتا رہا۔

"تم بھی تو کچھ بولو....!" برجر میز پر ہاتھ مار کر غرایا۔

"مم.... میں کیا بولوں جناب....؟ مجھے غصہ آتا ہی نہیں....!"

"کیا تمہاری شادی ہو چکی ہے....!"

"نہیں....!"

"اسی لئے غصہ نہیں آتا....!"

"شادی.... اور غصہ....!" عمران نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔

"شادی کے بغیر نہیں سمجھ میں آئے گی یہ بات اس لئے.... شٹ اپ....!"

"بہت بہتر جناب....!" عمران نے مردہ سی آواز میں کہا۔

وہ چند لمحے عمران کو گھورتا رہا تھا۔ پھر مسکرا کر بولا۔ "میری ایک پریشانی ختم ہو گئی.... لیکن ابھی ایک باقی ہے۔!"

"میری شادی....؟" عمران نے بڑی معصومیت سے پوچھا۔

"بکو مت....!" وہ میز پر ہاتھ مار کر دہاڑا۔

"بہت بہتر جناب....!"

"پہلی دشواری یہ تھی کہ میرا وائرلیس آفیسر ملازمت چھوڑ گیا تھا یہ دشواری اس طرح رفع ہوئی کہ اچانک تم مل گئے۔!"

عمران نے فخریہ انداز میں سر کو جنبش دی۔

"اب تم مجھے یہ بتاؤ کہ دوسری دشواری کیا ہو سکتی ہے۔!"

"آپ کی محبوبہ جناب....!"

"شٹ اپ.... کیا بکواس ہے....!"

"دوسری محبوبہ...." عمران نے خوش ہو کر پہیلی بوجھی۔

"دوسری، تیسری، چوتھی.... دس بھی ہوں تو کیا فرق پڑتا ہے.... دس ہزار محبوبائیں بھی میرے لئے کسی قسم کی دشواری نہیں بن سکتیں۔!"

"تب پھر مجھے افسوس ہے جناب....!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"جہنم میں جائے....!" برجر میز پر ہاتھ مار کر بولا۔ "دوسری دشواری بھی کسی نہ کسی طرح رفع ہو جائے گی.... تم اپنے مینڈک جیسے دماغ پر زور نہ ڈالو....!"

"میں نے سنا ہے کہ انڈونیشیا میں ہرن کے برابر مینڈک پائے جاتے ہیں۔!"

برجر نے قہر آلود نظروں سے اُسے گھورا اور گھورتا ہی رہا۔ عمران خالی بوتل کو گھورے جارہا تھا۔

دفعتاً برجر میز پر ہاتھ مار کر دہاڑا۔ "بڑے مینڈک کے برابر ہرن....!"

عمران سہم جانے کی ایکٹنگ کرتا ہوا ہکلایا۔ "نہ.... میں نے آج تک ہرن دیکھا ہے.... اور نہ بڑا مینڈک....!"

برجر ہنس پڑا.... ہنستا ہی رہا.... پھر بولا۔ "بوتل میں نے خالی کی ہے.... اور نشہ تمہیں ہو رہا ہے.... بہت اچھے ساتھی ثابت ہو سکتے ہو۔!"

چند لمحے خاموش رہ کر اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "میری بڑی خواہش ہے کہ کبھی تو مجھے نشہ ہو جائے۔!"

"نہیں ہوتا....!" عمران نے حیرت سے پوچھا۔

برجر نے مایوسانہ انداز میں اپنے سر کو منفی جنبش دی۔

"میں نے بزرگوں سے سنا ہے کہ اگر کوئی شرابی محبوبہ بھی رکھتا ہو تو اُسے کسی وقت بھی ہوش میں نہ سمجھو....!"

"محبوبہ ہی کی وجہ سے تو مجھے نشہ نہیں ہوتا۔!" برجر بھنا کر بولا۔ "آئندہ کے لئے نوٹ کرو کہ بزرگوں کا ذکر میرے سامنے نہ کرنا وہ بیوقوف لوگ تھے۔!"

"بیوقوف تو ہم لوگ بھی ہیں....!" عمران نے بڑے ادب سے کہا۔

"کیوں....؟" برجر نے آنکھیں نکالیں۔

"یہ بیوقوفی نہیں تو اور کیا ہے کہ شراب پی کر بھی نشہ نہیں ہونے دیتے۔!"

"ہے تو بیوقوفی ہی....!" برجر حیرت سے بولا۔ "تم بہت عقل مند معلوم ہوتے ہو۔!"

"یہی سب سے بڑی علامت ہے بے وقوفی کی....!"

"کیا مطلب....؟"

"وہ اول درجے کا بے وقوف ہوتا ہے.... جو عقل مند معلوم ہو....!"

"جہنم میں جائے.... چلو اٹھو....!" برجر اٹھتا ہوا بولا۔

◆

صفدر نے جولیانا فٹنر واٹر کے فلیٹ کے دروازے پر دستک دی۔ دروازہ کھلنے میں کسی قدر تاخیر ہوئی تھی۔

"میں آج چھٹی پر ہوں....!" جولیا نے کسی قدر ناگواری کے ساتھ کہا۔

"کیا چھٹی میں بداخلاق ہو جانا چاہئے۔!"

"چلو.... اندر آؤ....!" جولیا دروازہ کھلا چھوڑ کر دوسری طرف مڑ گئی۔

صفدر اندر داخل ہوا.... ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے جولیا پچھلی رات ڈرائنگ روم میں سوئی ہو۔

صفدر بیٹھ گیا.... وہ اندر چلی گئی۔

واپسی پر اس کے ہاتھوں میں ناشتے کی ٹرے نظر آئی۔

"اوہ.... اتنی دیر سے ناشتہ کر رہی ہو۔!"

"ہاں تم بھی آؤ....!"

"شکریہ....! میں اس وقت ایک ضرورت سے آیا ہوں۔!"

"کیسی ضرورت....؟"

"مجھے ایک بیوی کی ضرورت ہے....!"

"میں مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں....!" جولیا نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

"تمہیں ایک شپنگ ایجنسی میں مسز صفدر کی حیثیت سے ملازمت کرنی ہے۔!"

"میں کہتی ہوں.... میرا دماغ نہ چاٹو.... پہلے ہی سے کافی پریشان ہوں۔!"

"خیر.... تم اپنی پریشانی بھی مجھے بتا سکتی ہو....!"

"اس زندگی سے تنگ آچکی ہوں.... کوئی لمحہ اپنا نہیں ہے۔!"

"بہت پرانی بات ہوئی....!"

"اچھا بس....!" وہ ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "کم از کم مجھے سکون سے ناشتہ تو کر لینے دو۔!"

صفدر نے شلف سے ایک کتاب نکالی اور اس کی ورق گردانی کرنے لگا۔

وہ ناشتہ کر چکی تو صفدر نے بھی کتاب صوفے پر ڈال دی اور اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"تمہارے جانے کے بعد سے صبح پانچ بجے تک آپریشن روم میں بیٹھی رہی تھی۔!" جولیا بولی۔

"کوئی نئی بات....؟"

"ایکس ٹو کی کال کا انتظار کرنا تھا۔!"

"لیکن ریکارڈ کئے گئے پیغام میں تو کوئی ایسی بات نہیں تھی۔!"

"تمہارے جانے کے بعد اس نے فون پر مجھ سے کہا تھا کہ وہیں رک کر اس کی دوسری کال کا انتظار کروں۔!"

"چلو تمہاری یہ شکایت تو رفع ہو گئی کہ اب تم ہماری انچارج نہیں رہیں۔!"

"لیکن مجھے تو اس قسم کی کوئی ہدایت نہیں ملی کہ کہیں ملازمت کروں۔!" جولیا نے بُرا سامنہ بنا کر کہا۔

"میں سمجھا.... شائد تم اس کی دوسری کال کا انتظار ہی کرتی رہی تھیں۔!" صفدر مسکرا کر بولا۔

"کال آئی تھی.... لیکن....!"

"لیکن کیا....؟"

"اب تم جا سکتی ہو....!"

صفدر ہنس پڑا اور جولیا اُسے قہر آلود نظروں سے گھور کر رہ گئی۔

"ہو سکتا ہے اُس نے اپنے حکم سے تمہیں میری بیوی بنانا پسند نہ کیا ہو۔!"

"میں مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں۔!"

صفدر سگریٹ سلگانے لگا تھا.... پھر اُس نے کلائی کی گھڑی پر نظر ڈالی اور بولا۔ "وقت کم ہے.... ہدایات سنو.... روآنا شپنگ ایجنسی کے لئے ایک لیڈی اسٹینو کی ضرورت ہے، وہ لوگ کسی سفید فام عورت کے خواہاں ہیں.... بالمشافہ گفتگو پر اشتہار میں خاص طور پر زور دیا گیا ہے.... تم وہاں جانا اپنا کارڈ بھجوانا.... کارڈ کی پشت پر تحریر کر دینا کہ تم ان کا اشتہار دیکھ کر ملازمت کے لئے آئی ہو۔!"

"میرے پاس کوئی ایسا کارڈ موجود نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ میں کسی کی بیوی ہوں۔!"

"اس کی فکر نہ کرو.... میرے پاس ہے.... ایسا ایک کارڈ....!" صفدر مسکرا کر بولا اور کوٹ کی اندرونی جیب سے وزیٹنگ کارڈ نکال کر جولیا کی طرف بڑھا دیا۔

کارڈ پر "جولیانا صفدر....!" تحریر تھا اور صفدر کے مکان کا پتہ بھی۔

"یہ ناممکن ہے....!" جولیا بڑبڑائی۔

"کیا ناممکن ہے....!"

"میں اپنا فلیٹ نہیں چھوڑ سکتی۔!"

"ایکس ٹو کو اس دشواری کا علم بھی ہو گا.... اس لئے ممکن ہے کہ....!" وہ جملہ پورا نہیں کر پایا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی۔

جولیا نے ریسیور اٹھایا اور بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولی۔ "یس سر....!"

پھر وہ دوسری طرف سے بولنے والے کی آواز سنتی رہی تھی اور اُسکے چہرے کا رنگ اڑ تا رہا تھا۔

پھر ریسیور رکھ کر اس نے خالی خالی آنکھوں سے صفدر کی طرف دیکھا اور پیر پٹخ کر بولی۔

"آخر اُس نے پچھلی رات مجھے آپریشن روم میں کیوں بٹھائے رکھا۔!"

"کس کی کال تھی....؟" صفدر نے انجان بن کر پوچھا۔

جولیا نے جھلاہٹ میں ایکس ٹو کی پھنسی پھنسی آواز کی نقل اُتارنی شروع کر دی۔ "صفدر کی ہدایت پر فوراً عمل ہونا چاہئے.... اور اب تم اُسی کے ساتھ قیام کرو گی.... شپنگ ایجنسی کے دفتر سے واپسی پر صفدر ہی کی قیام گاہ پر جاؤ گی۔!"

صفدر ہنس پڑا.... جولیا بُرا سامنہ بنائے ہوئے اندر چلی گئی۔

* * *

برجر اور عمران شہر میں ادھر اُدھر بھٹکتے پھر رہے تھے.... کبھی کسی تفریح گاہ کی طرف جا نکلتے اور کبھی کسی فٹ پاتھ پر اس طرح رک جاتے جیسے سوچ رہے ہوں کہ اب کہاں جانا چاہئے۔!"

برجر نے اس سے کہا تھا کہ تم ہر وقت خود کو ڈیوٹی پر سمجھو خواہ جہاز پر ہو خواہ شہر کے کسی شراب خانے میں۔

اس وقت وہ ایک چھوٹے سے بار میں رکے تھے اور برجر کاؤنٹر کے قریب کھڑا پی رہا تھا۔ اس کے پیچھے عمران تھا اور مسمسی صورت بنائے فرش کو تکے جا رہا تھا۔

دفعتاً برجر اس کی طرف مڑ کر بولا۔ "تم ڈیوٹی پر ہو.... لہٰذا اپنے دل کے ریسیونگ آپریٹس پر میرے دل کی کال ریسیو کرو....!"

عمران نے بائیں ہاتھ کی انگلی کان میں ڈالی اور دائیں ہاتھ کی دل پر رکھ کر ایسی شکل بنائی جیسے کچھ سننے کی کوشش کر رہا ہو۔

برجر اُسے چبھتی ہوئی نظروں سے دیکھتا رہا پھر بولا۔ "یہ کیا حرکت ہے....؟"

"کال ریسیو کر رہا ہوں.... پیغام ہے.... اب جہاز پر واپس چلو کہ رات آدھی سے زیادہ گذر چکی ہے۔!"

"تم بہت کاہل اور کام چور معلوم ہوتے ہو۔!"

"ریڈیو آفیسر کو سمندر میں مچھلیاں تو نہیں پکڑنی پڑتیں۔!"

"تم مجھ سے باتوں میں نہیں جیت سکتے.... سمجھے.... میں یہ رات جہاز میں نہیں گذارنا چاہتا.... میں بہت پریشان ہوں۔!"

"پریشانی کا سبب بھی تو نہیں بتاتے آپ.... شائد میں کسی کام آسکوں....!"

"چوبیس ہزار ڈالر....!" برجر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"میں نہیں سمجھا جناب عالی....!"

"جہاز یہاں چوبیس ہزار ڈالر کا مقروض ہے.... جب تک ادائیگی نہ ہو جائے ہم لنگر نہیں اٹھا سکیں گے۔!"

"کوئی پریشانی نہیں.... کل رات تک ہم چوبیس ہزار ڈالر کے نوٹ چھاپ سکیں گے...!" عمران نے بڑے عقل مندانہ انداز میں کہا۔

"کیا بک رہے ہو....!"

"کل صبح سے کام شروع کر دیا جائے تو شام تک ختم ہو جائے گا۔!"

برجر اُسے گھورتا رہا پھر ہنس پڑا۔

"پھر میرے پینے سے تمہیں نشہ ہونے لگا.... خیر چلو جہاز پر ہی چلتے ہیں.... میں اب کم از کم تمہیں نہیں کھونا چاہتا۔!"

برجر نے کاؤنٹر پر شراب کی قیمت ادا کی اور وہ بندرگاہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

"تمہیں اس کی پروانہ ہونی چاہئے کہ جہاز کب سیل کرتا ہے تمہاری تنخواہ تو آج سے لگ ہی گئی ہے.... تنخواہ کے علاوہ سو روپے یومیہ اُس وقت تک دوں گا جب تک کہ جہاز سیل نہیں کر جاتا۔!"

"آپ بہت نیک دل ہیں جناب....!"

"لیکن میرا پارٹنر اتنا ہی زیادہ نالائق ہے! اس نے مجھے ابھی تک چوبیس ہزار ڈالر نہیں بھجوائے۔!"

"لیکن کیا آپ اس رقم کا انتظام اپنے سفارت خانے کے توسط سے بھی نہ کر سکیں گے۔!"

"سفیر میری اس بیوی کا رشتہ دار ہے جسے میں طلاق دے چکا ہوں۔!"

"اوہ.... تو وہ آپ کی مدد نہیں کرے گا۔!"

"تم ٹھیک سمجھے....!"

"کیوں دے دی تھی طلاق.... نہ دی ہوتی تو آج وہ آپ کی مدد کرتا۔!"

"اچھا اب تم اپنی بکواس بند کرو....!"

"آپ جو مجھے سو روپے یومیہ دے رہے ہیں اُس کے عوض آپ کو مفید مشورے ضرور دوں گا۔ میرا خیال ہے کہ آپ اس سفیر سے کہئے کہ اب آپ کی شادی کسی دوسری رشتے دار سے کرا دے۔!"

"الو....! واقعی تمہیں نشہ ہو گیا ہے....!" برجر پھر بے ساختہ ہنس پڑا۔ لیکن جلدی ہی سنجیدگی اختیار کر کے بولا۔ "اب میں تمہیں اپنی محبوبہ سے ملاؤں گا۔!"

"کل بھی آپ نے کہا تھا.... لیکن ملایا نہیں تھا۔!"

"وہ میری ذہانت کا شاہکار ہے۔!"

"بیوی کی موجودگی میں بھی آپ کوئی محبوبہ رکھتے ہیں۔!"

"بیوی کو طلاق دینے کے بعد خیال آیا تھا کہ اب محبوبہ کا بھی تجربہ کر لیا جائے۔!"

"تجربہ....؟"

"ہاں.... بیوی کی زبان بہت تیزی سے چلتی تھی....! اور میری کوئی دلیل اُسے مطمئن نہیں کر سکتی تھی.... میں پیارے پیارے میٹھے میٹھے بول سننا چاہتا تھا.... لیکن اس کی زبان تو آگ برساتی تھی.... ایک دوست نے مشورہ دیا کہ تم رومانی ناول پڑھا کرو.... اس سے تمہیں تسکین حاصل ہو گی.... ان ناولوں کو پڑھ کر معلوم ہوا کہ محبوبہ بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔ سر تا پا محبت ہر وقت اس کی زبان سے نرم و نازک الفاظ کی بارش ہوتی رہتی ہے.... لہذا میں نے ایک عورت کو چاہا.... چھ ماہ تک وہ شاعری کرتی رہی.... پھر آہستہ آہستہ بیوی سے بھی بدتر ثابت ہونے لگی۔ بس پھر کیا تھا ایک دن مجھے غصہ آ گیا اور میری ذہانت جاگ اٹھی.... میں نے اس کا

منہ بند کردیا.... تین سال سے وہ زبان نہیں ہلا سکی اب میں اُسے پوجتا ہوں۔"

"منہ کس طرح بند کردیا....!" عمران نے حیرت سے پوچھا۔

"پلاسٹک سرجری کرا کے دونوں ہونٹ جڑوا دیئے.... منہ کھول ہی نہیں سکتی۔!"

"کیا میں اس پر یقین کروں....!"

"دیکھ ہی لو گے....!"

"کمال ہے.... لیکن وہ کھانا کس طرح کھاتی ہے۔!"

"ناک سے....!"

"شاید اب آپ کو نشہ ہو رہا ہے.... جناب عالی۔!" عمران نے بڑے ادب سے کہا۔

"تم جھک مارتے ہو! میں ہوش کی باتیں کر رہا ہوں.... وہ ناک سے کھاتی ہے.... ایک ٹیوب ناک کے راستے حلق میں اتار دیا جاتا ہے جس کے ذریعے رقیق غذائیں اس کے معدے میں پہنچتی رہتی ہیں۔!"

"اگر آپ کا یہ بیان درست ہے جناب عالی تو مجھے کہنے دیجئے کہ آپ محبت کے اسپیشلسٹ ہیں....! بلکہ آپ نے ہزار سال پرانی محبت کو نئی زندگی بخشی ہے۔!"

"سائنٹیفک زندگی کہو۔!"

"اس میں کیا شک ہے....؟"

"لیکن اس کے سلسلے میں بھی آج کل میں پریشان ہوں! اُس آدمی نے ملازمت چھوڑ دی ہے جو اس کی ناک میں ٹیوب چڑھایا کرتا تھا۔!"

"تو اب یہ خدمت کون انجام دیتا ہے....!"

"میں خود.... لیکن مجھے یہ کچھ اچھا نہیں لگتا۔!"

"کسی دوسرے کے سپرد کر دیجئے یہ کام....!"

"تم کر سکو گے....؟"

"میں نے آج تک کسی عورت کی ناک کو ہاتھ نہیں لگایا۔!" عمران کانوں پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

"اگر تم یہ کام کر سکو تو میں تمہیں ڈیڑھ ہزار کی بجائے تین ہزار دوں گا۔!"

"آپ صرف چھ بوتلیں یومیہ دینے کا وعدہ کیجئے تو میں ایک ایسے آدمی کا انتظام کر سکوں گا۔!"

"چھ بوتلیں یومیہ....؟ کیا مطلب....!"

"ایک سو اسی بوتل ماہانہ.... تنخواہ.... نیگرو ہے....!"

"نیگرو ہی تھا جو یہ خدمت انجام دیتا تھا....!" برجر بولا۔ "لیکن وہ اس کام سے تنگ آ گیا تھا۔!"

"کالے آدمیوں میں جمالیاتی حس تو ہوتی نہیں....!" عمران نے سر ہلا کر کہا۔ شاعرانہ ڈیوٹی تھی اس لئے انجام نہ دے سکا.... لیکن میں جس نیگرو کا ذکر کر رہا ہوں.... لاجواب ہے۔! آپ اُسے بھی اپنے ایجنٹ کے ذریعے طلب کرا سکتے ہیں.... میں پتہ بتا دوں گا۔ جوزف نام ہے۔!"

"بہت اچھا.... بہت اچھا.... تم واقعی کام کے آدمی ہو....!" برجر اس کی پیٹھ ٹھونکتا ہوا بولا۔ "لیکن ہمیشہ یاد رکھنا کہ تمہاری وجہ سے مجھے کسی موقع پر غصہ نہ آنے پائے۔!"

"میں کوشش کروں گا جناب عالی....!"

جہاز پر پہنچتے پہنچتے رات کے دو بج گئے....! برجر نے عمران سے کہا۔ "اس وقت تو وہ سو رہی ہو گی.... صبح ملوا دوں گا۔!"

"بہت بہتر جناب عالی.... غالباً آپ بھی سوئیں گے....!"

"ضروری نہیں....!"

"کیا مطلب....!"

"چلو شراب نوشی کے کیبن میں بیٹھیں۔!"

"چلیئے.... جناب....!" عمران نے طویل سانس لی۔

* * *

عمران دن کے گیارہ بجے تک سوتا رہا تھا....! جاگا تو کوئی کیبن کا دروازہ پیٹ رہا تھا۔ غالباً اسی کی آواز سے جاگا تھا۔ اٹھ کر دروازہ کھولا.... برجر سامنے کھڑا نظر آیا.... لیکن اُس کے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ تھی۔

"سنو دوست....! تمہارا قدم بہت مبارک ثابت ہوا ہے....!" اس نے کہا۔ "فی الحال دس ہزار ڈالر دے کر جان چھڑائی ہے.... وہ لوگ مان گئے ہیں بقیہ چودہ ہزار ڈالر واپسی پر ادا کر دیئے جائیں گے۔!"

"یہ تو بہت اچھا ہوا جناب.... صبح بخیر....!"

"صبح بخیر.... اب تم جلدی سے تیار ہو جاؤ.... کچھ خریداری کرنی ہے.... اور ایجنسی کے دفتر بھی چلنا ہے.... شاید وہ نیگرو.... جوزف وہاں آگیا ہو۔!"

"کمال ہے.... آپ تو ہر کام بجلی کی سرعت سے کر ڈالتے ہیں۔!"

"میں اس کے لئے مشہور ہوں....!" برجر زور سے ہنسا....!

وہ بارہ بجے تک جہاز چھوڑ سکے تھے۔ ایجنسی کے دفتر میں جوزف موجود ملا.... عمران کی طرف اُس نے خصوصی توجہ دینی چاہی تھی لیکن عمران نے بڑے ادب سے کہا۔ "مسٹر جوزف.. آپ خوش نصیب ہیں کہ آپ کو اپنی پسند کی ملازمت ملنے والی ہے۔!"

جوزف کے دانت نکل پڑے.... لیکن زبان سے عمران کے لئے لفظ "باس" نہ نکل سکا۔ اُس کے طرزِ تخاطب ہی سے اس نے اندازہ لگالیا ہوگا کہ یہ برابری کا کوئی کھیل ہے۔!"

"ایک سو اسی عدد ماہانہ....!" عمران بولا۔

"اب تو میں یہ بھی نہیں پوچھوں گا کہ کام کیا کرنا پڑے گا... مسٹر علی عمران....!" جوزف نے کہا۔

برجر ایجنٹ سے بولا۔ "اس کے لئے بھی پاس بنوا دو.... اور شپنگ ماسٹر کے یہاں سے کاغذات بھی تیار کرا لینا۔!"

"بہت بہتر جناب....!" ایجنٹ بولا۔ پھر اس نے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی بجائی.... اور جولیانا فٹنر واٹر کمرے میں داخل ہوئی۔

"مسز صفدر.... اس آدمی کے کاغذات تیار کر دو....!" ایجنٹ نے جولیا سے کہا۔

جوزف نے کنکھیوں سے اُسے دیکھا تھا....! لیکن جان پہچان کی کوئی علامات اپنے چہرے پر نہیں ظاہر ہونے دی تھیں۔

جولیا بھی عمران اور جوزف کی طرف سے انجان بنی رہی۔!

"میرے ساتھ آیئے جناب....!" جولیا نے جوزف سے کہا۔

اور وہ دونوں کمرے سے چلے گئے.... ایجنٹ نے عمران اور برجر کی طرف سگار کا ڈبہ بڑھایا۔ دونوں نے انکار کر دیا۔

برجر بولا۔ "تم جانتے ہی ہو کہ میں اپنا برانڈ پیتا ہوں اور یہ آدمی تو فرشتہ ہے....! نہ اسے شراب سے دلچسپی ہے اور نہ عورت سے.... حد ہے کہ تمباکو نوشی سے بھی گریز کرتا ہے۔ پیارے عمران تم سیدھے جنت میں کیوں نہیں چلے جاتے۔!"

"یہی حال رہا تو جانا ہی پڑے گا۔!" عمران نے مسمسی صورت بنا کر کہا اور برجر نے زوردار قہقہہ لگایا.... ایجنٹ نے بھی اخلاقاً دانت نکال دیئے۔

"واقعی یہ بہت نیک آدمی ہے....!" برجر نے ایجنٹ سے کہا۔ "تمہارے ملک میں مجھے سب نیک ہی نیک نظر آتے ہیں۔!"

"عزت افزائی ہے....!" ایجنٹ بولا....! وہ دیسی ہی تھا.... لیکن صورت سے اچھا آدمی نہیں معلوم ہوتا تھا.... عجیب بے چین سی آنکھیں تھیں جنہیں کسی مرکز پر قرار ہی نہیں تھا۔

"تو چلو اب....!" برجر نے اٹھتے ہوئے عمران سے کہا۔ "وہ جہاز پر پہنچ جائے گا۔!"

شپنگ ایجنٹ کے دفتر سے نکل کر وہ شہر کی طرف روانہ ہوگئے۔

"تمہیں یقین ہے کہ یہ جوزف کار آمد آدمی ثابت ہوگا۔!"

"مجھے تو یقین ہے.... جناب عالی۔"

"جناب عالی نہیں.... برجر....!"

"بہت بہتر.... موسیو برجر....!"

"تم بالکل فرانسیسی لہجے میں موسیو کہہ سکتے ہو....!" برجر بڑبڑایا پھر اُس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔ "اس جوزف کو دیکھ کر کچھ عجیب سا احساس ہوا ہے مجھ کو....!"

"کیسا احساس....؟"

"مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے میں کسی قدیم ترین جہاز کا کپتان ہوں اور جوزف طبل بجانے والا جس کی تال پر حبشی غلام پتوار چلاتے ہیں۔!"

"خدا کے لئے اُس کو اپنے احساسات سے آگاہ نہ کیجئے گا۔!"

"کیوں....؟"

"وہ سر کے بل کھڑا ہو جائے گا.... اور یہی محسوس کرنے لگے گا کہ بحری شیطانوں کے چکر میں پھنس گیا ہے۔!"

"تو کیا وہ توہم پرست ہے....!"

"فرسٹ ڈگری کا....!"

"دلچسپی رہے گی....!" برجر نے قہقہہ لگایا۔

"خدا میرے حال پر رحم کرے.... یہ میں نے کیا کیا....!" عمران اردو میں بڑبڑایا۔

"کیا بات.... کیا کہا تم نے....!"

"کراہا تھا.... دل میں درد ہو رہا ہے....!"

"دل میں درد ہو رہا ہے....!" برجر اچھل پڑا۔

"ہاں....!"

"چلو میڈیکل چیک اپ کے لئے۔!"

"گھبرانے کی بات نہیں.... وہ والا درد نہیں ہے۔!"

"کیسا درد ہے....؟"

"بس کسی کی یاد آتی ہے اور دل میں درد ہونے لگتا ہے۔!"

"سمجھا.... تو کیا تم کسی کو چاہتے ہو۔!"

"براہِ کرم اس ذکر کو چھوڑ دیجئے....!" عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"مجھے افسوس ہے....!"

عمران نے ٹھنڈی سانس لی اور سیٹ کی پشت گاہ سے ٹک گیا۔!

پھر ٹیکسی ایک بار کے سامنے رکی تھی۔

"آج تم بھی تھوڑی سی چکھو....!" برجر نے عمران سے کہا۔

"میں مجبور ہوں.... مسٹر برجر....!"

"چلو خیر کوئی بات نہیں.... میں تمہارا دل نہیں دکھانا چاہتا۔!"

* * *

رات کے آٹھ بجے تھے۔! کسی نے عمران کے کیبن کے دروازے پر دستک دی.... اس نے اٹھ کر دروازہ کھولتے ہوئے برجر کی جھلک دیکھی اور پیچھے ہٹ گیا۔

"تم کیا کر رہے ہو....؟" برجر نے پوچھا۔

"مم.... میں.... سوچ رہا تھا کہ مجھے کیا کرنا چاہئے۔!"

"احمق ہو....!" وہ کلائی کی گھڑی پر نظر ڈالتا ہوا بولا۔ "آدھے گھنٹے کے بعد میں تمہیں اپنی محبوبہ سے ملاؤں گا۔!"

"بہت بہت شکریہ موسیو برجر....!"

"اور تمہارا یہ جوزف سچ مچ بلانوش ہے....!"

"چھ بوتلوں سے آگے نہ بڑھنے دیجئے گا ورنہ نتیجے کے آپ خود ذمہ دار ہوں گے۔!"

"کیا مطلب....؟"

"وہ آپ کے حصے کی پی جائے گا......اور ساتھ ہی آپ کو حیات بعد الموت کے عذاب سے بھی ڈراتا جائے گا۔!"

"مجھے حیات بعد الموت پر یقین نہیں ہے۔!"

"وہ یقین دلا دے گا....!"

"اچھا بکواس بند کرو....!" برجر زور سے دہاڑا۔ "میرے ساتھ آؤ۔!"

وہ اسے شراب نوشی کے کیبن میں لے آیا.... یہاں جوزف پہلے ہی سے موجود تھا.... اور تین خالی بوتلیں اس کے سامنے رکھی ہوئی تھیں!

انہیں دیکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا.... پتھر کے بت کی طرح جامد و ساکت نظر آ رہا تھا۔

"یہ کیا کر سکے گا....!" برجر اس کی طرف ہاتھ اٹھا کر دہاڑا۔

"فی الحال تو یہ کر سکا ہے....!" عمران نے خالی بوتلوں کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"تم کیا کر سکو گے....!" برجر پیر پٹخ کر دہاڑا۔

"شراب ترک کر دینے کے علاوہ اور سب کچھ کر سکوں گا باس....!" جوزف کا لہجہ بے حد پر سکون تھا۔

"تمہیں ایک عورت کو کھانا کھلانا ہے۔"

"دس عورتوں کو کھلا سکتا ہوں باس....!"

دفعتاً عمران نے برجر کا بازو چھو کر کہا۔ "ذرا میرے ساتھ باہر چلئے موسیو....!"

"کیوں....؟" وہ اس کی طرف مڑ کر غرایا۔

"باہر ہی بتاؤں گا۔!"

وہ دونوں عرشے پر آئے.... عمران کے چہرے پر تشویش کے آثار تھے۔ اُس نے برجر سے پوچھا۔ "آپ نے ابھی اُسے کچھ بتایا تو نہیں۔!"

"نہیں.... کیوں....!"

"اُس سے یہ ہرگز نہ کہئے گا کہ آپ نے پلاسٹک سرجری کرا کے اس کے ہونٹ ایک دوسرے سے پیوست کرا دیئے ہیں۔!"

"کیوں....؟"

"موسیو برجر! وہ خطرناک ہو جائے گا۔ اس کا خیال ہے کہ زبان چلانا ہر عورت کا پیدائشی حق ہے اور اسے یہ حق ہر حال میں ملنا چاہئے۔!"

"تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا تھا....!"

"میں کہتا ہوں اس وقت بحث نہ کیجئے۔!"

"اچھا نہیں کروں گا.... پھر....؟"

"میں چاہتا ہوں کہ پہلے آپ مجھے ان خاتون کی زیارت کرا دیجئے۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ خاموش عورت کیسی لگتی ہے۔!"

"پرستش کے قابل....! چلو میرے ساتھ....!"

وہ اُسے ایک کیبن کے دروازے پر لایا اور جیب سے کنجی نکال کر قفل کھولتے ہوئے کہا۔ "میں اس کی پوجا کر سکتا ہوں.... لیکن اس کا پیٹ بھرنا میرے بس سے باہر ہے.... لیکن ٹھہرو.... میں نے تم سے یہ بات غلط کہی تھی کہ وہ میری محبوبہ ہے۔!"

"یعنی کہ....!" عمران ہکلایا۔

"وہ حقیقتاً میری بیوی ہے....!"

عمران نے قہقہہ لگایا۔

"کیوں.... تم ہنسے کیوں....؟" برجر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہی تو سوچ رہا تھا کہ آخر محبوبہ کے ہونٹ.... ہونٹ تو صرف بیوی کے سیئے جا سکتے ہیں.... رہی محبوبہ تو اُس کی گالیاں بھی شاعری کی حدود میں داخل ہو جاتی ہیں.... مار بیٹھے تو اُسے فنون لطیفہ میں سے سمجھئے۔!"

"آہستہ بولو.... اب وہ میری محبوبہ ہی ہے.... اور میں نے غصے میں اُسے محبوبہ بنایا تھا۔!"

"مردوں پر تو غصہ نہیں آتا آپ کو....!"

"شٹ اپ.... اندر چلو....!" اس نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

سامنے آرام کرسی پر ایک بڑی خوب صورت عورت نیم دراز تھی.... عمر تیس سال سے زیادہ نہ رہی ہو گی.... اس کی آنکھیں بند تھیں.... برجر مشرقی پجاریوں کے سے انداز میں ہاتھ جوڑ کر اس کے سامنے دو زانو ہو گیا۔

اس نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھولیں اور سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

عمران نے اُس کی آنکھوں میں نفرت کی جھلکیاں دیکھیں۔

عورت کی ناک سے طرح طرح کی آوازیں نکل رہی تھیں.... اور وہ اپنے پیٹ پر ہاتھ بھی مارتی جا رہی تھی۔ ایک ٹھوکر برجر کے بھی رسید کی۔!

برجر یونانی زبان میں کہہ رہا تھا۔ "صبر.... صبر.... اچھی عورت.... ابھی بیس منٹ باقی ہیں.... بیس منٹ بعد تمہیں مطمئن کر دیا جائے گا۔!"

وہ بے دم سی ہو کر پھر آرام کرسی کی پشت گاہ پر گر گئی.... اور آنکھیں بند کر لیں۔

◆

رات کے گیارہ بجے تھے.... جہاز بندرگاہ چھوڑ کر کھلے سمندر کی طرف جا رہا تھا.... اور عمران ریڈیو روم میں کھڑا دریائے حیرت میں غوطے لگا رہا تھا۔ کیونکہ ہائی فریکونسی کا ٹرانسمیٹر بالکل ناکارہ ثابت ہوا تھا.... صرف میڈیم فریکونسی کا ٹرانس میٹر کام کر رہا تھا.... ایمرجنسی والے ٹرانس میٹر کے متعلق اس کا اندازہ تھا کہ اگر میڈیم فریکونسی والا ٹرانس میٹر کام کرنا چھوڑ دے تو وہ بھی ناکارہ ہو جائے گا۔!"

وہ طویل سانس لے کر بڑبڑایا۔ "تو اسی لئے تم مجھے ادھر اُدھر دوڑائے پھرتے رہے تھے۔ موسیو برجر کہ جہاز کے سیل کر جانے سے پہلے میں ریڈیو روم میں نہ جا سکوں۔!"

ریڈیو روم سے نکل کر وہ برجر کی تلاش میں چل پڑا.... جوزف شائد اس کی تلاش میں تھا.... ایک جگہ مڈبھیڑ ہو گئی۔!

"اس بار تم نے مصیبت میں پھنسایا ہے باس....!" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"میں کون سے مزے کر رہا ہوں شب دیجور کے بچے۔!"

"کہاں آ پھنسے کیا چکر ہے! اوہ میرے خدا میری ڈیوٹی...... اس بے چاری کو کیا ہو گیا۔!"

"کوئی مرض ہے.... جبڑے بیٹھ گئے ہیں.... منہ نہیں کھول سکتی۔!"

"باس... میں دشمن کے سینے میں نیزہ اتار سکتا ہوں... لیکن کسی عورت کی ناک میں ٹیوب... میرے خدا.... رحم.... کس بے بسی سے تڑپتی ہے... کوئی اور کام نہیں ہے... باس....!"

"صبر کر.... آسمان سے تیرے لئے رحمتیں نازل ہوں گی۔!"

"ہلو ریڈیو آفیسر....!" دفعتاً کسی نے پشت سے آواز دی۔ عمران مڑا.... یہ چیف آفیسر تھا۔

"تمہیں ریڈیو روم میں ہونا چاہئے۔!"

"شکریہ.... میں موسیو برجر کو اطلاع دینے جا رہا تھا کہ ہائی فریکوئینسی والا ٹرانس میٹر کام نہیں کر رہا۔!"

"واپس جاؤ... بقیہ دونوں بھی کام کرنا چھوڑ چکے ہوں گے۔!"

"کیا مطلب....؟"

"یہ جہاز آسیب زدہ ہے۔!"

"یعنی کہ.... کیا مطلب....!" جوزف خوف زدہ آواز میں بولا۔

"یقین نہ آئے تو خود چل کر دیکھ لو۔!"

عمران ہونقوں کی طرح اس کی باتیں سنتا رہا تھا۔

وہ ریڈیو روم کی طرف چل پڑے.... دفعتاً عمران نے اس سے کہا۔ "میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کس چکر میں پڑ گیا ہوں.... موسیو برجر بذات خود ایک آسیب معلوم ہوتے ہیں۔!"

"ارے.... وہ بے چارہ.... مسخرہ....!"

ریڈیو روم میں پہنچ کر چیف آفیسر کے بیان کی تصدیق ہو گئی:... میڈیم فریکونسی والا ٹرانس میٹر بھی بیکار ہو چکا تھا اور عمران کا یہ اندازہ بھی درست نکلا کہ اس کے خراب ہوتے ہی ایمرجنسی والا ٹرانس میٹر بھی بیکار ہو جائے گا کیونکہ وہ اسی سے منسلک تھا۔!

"اب کیا ہو گا....!" عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"اتفاق سے ہمارے پاس کوئی ریڈیو انجینئر بھی نہیں ہے۔!" چیف آفیسر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"اب.... اگر جہاز کسی مصیبت میں گھر جائے تو....!"

"چیف آفیسر نے قہقہہ لگا کر عمران کے شانے پر ہاتھ مارا.... اور بولا۔ "تم جیسوں کا یہاں کیا کام.... تم تو بالکل بدھو معلوم ہوتے ہو۔!"

"بدھو کیا چیز ہوتی ہے....!" عمران نے بڑی معصومیت سے پوچھا۔

"واقعی ہو.... اور تم....؟" وہ جوزف کی طرف مڑا۔

"میں آدمی ہے۔!" جوزف غرایا۔

"بھائی صاحب....!" عمران لجاجت سے بولا۔ "اس سے انگریزی ہی میں گفتگو کیجئے.... ورنہ اس کی اردو سے آپ کو گہرا صدمہ پہنچے گا۔!"

"تم دونوں آخر ہو کیا چیز.... میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا کہ موسیو برجر نے اچانک اس طرح کسی کا تقرر کیا ہو۔!"

"کیا میں موسیو برجر کو یہاں بلا لاؤں....!" عمران نے پوچھا۔

"بکواس مت کرو.... جاؤ آرام سے اپنے کیبنوں میں سو جاؤ....!" چیف آفیسر نے کہا اور ریڈیو روم سے چلا گیا۔

"جوزف....!"

"یس سر....!"

"مجھے کسی کے سامنے باس کہہ کر نہ مخاطب کرنا۔!"

"میں سمجھتا ہوں....!"

"برجر کہاں ہے....؟"

"اسی کیبن میں....!" جوزف نے کہا اور ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگا۔

"کس کیبن میں....!"

"جہاں چاروں طرف زندگی بجی ہوئی ہے۔!"

"دیکھ چھ بوتلوں سے آگے معاملہ نہ بڑھنے پائے۔!"

"لیکن اگر وہ زبردستی پلائے تو....؟"

"تم انکار کر دو گے....!" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔

"لیکن وہ خوفناک ہو جاتا ہے.... اور اب مجھے اس کو باس کہنا پڑتا ہے۔!"

"جوزف....!"

"میرا پیچھا چھڑاؤ اس ڈیوٹی سے....!"

"اس کے عوض تو میرا کہنا مانے گا.... کیوں....؟" عمران نے آنکھیں نکالیں۔

"اب تو یہی ہو گا باس....! اگر وہ عورت نہ ہوتی تو میں خود ہی پیچھا چھڑا لیتا۔!"

"اچھا میں سوچوں گا....!" عمران نے کہا اور سچ مچ کچھ سوچنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں گہری تشویش کے آثار تھے۔

پھر اس نے جوزف کو دھکیل کر ریڈیو روم سے باہر نکال دیا۔

"یعنی کہ.... یعنی کہ....!"

"چلے جاؤ.... اپنے کیبن کا دروازہ بند کرنا نہ بھولنا۔!"

جوزف نے احمقانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں اور وہاں سے چلا گیا۔

اب عمران شراب نوشی کے کیبن کی طرف جا رہا تھا۔

کیبن کا دروازہ کھلا نظر آیا.... برجر وہاں موجود تھا.... عمران کو اُس نے قہر آلود نظروں سے گھورتے ہوئے خالی گلاس میں شراب انڈیلی اور غرایا "کیا ہے؟"

"تینوں ٹرانس میٹر بیکار ہیں....!" عمران نے بڑے ادب سے کہا۔

"تو پھر میں کیا کروں....!"

"پھر کون کرے گا....؟"

"میں نہیں جانتا.... یہاں سے چلے جاؤ.... بور نہ کرو....!"

"میں کہتا ہوں.... یہ کتنی خطرناک بات ہے....!"

"میرے لئے دنیا میں صرف دو خطرناک باتیں ہو سکتی ہیں۔ پہلی تو یہ کہ یہاں کی ساری بوتلیں خالی ہو جائیں اور دوسری یہ کہ میری بیوی دوبارہ بولنے لگے.... ان کے علاوہ میں کسی بھی پچویشن کو خطرناک نہیں سمجھتا۔!"

"موسیو برجر....!"

"خاموش رہو.... نہیں.... بیٹھ جاؤ....!" برجر نے سامنے والی کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

عمران نے کسی بہت زیادہ تابعدار ملازم کے سے انداز میں اُس کے حکم کی تعمیل کی تھی۔

"تم خود کو کیا سمجھتے ہو....!" دفعتاً برجر اُس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا دہاڑا۔

"ریڈیو.... آفیسر....!"

"بکواس ہے...... تم صرف میرے دوست ہو...... میرے! اگر دنیا میں میرے علاوہ کوئی اور دوست ہوا تو میں اُسے قتل کر دوں گا۔!"

"بوتل سے....!"

"خاموش رہو.... میری بات سنجیدگی سے سنو....! تم مجھے پسند ہو اسی لئے میں نے تمہیں ملازمت دی ہے۔!"

"کتنا پسند ہوں....؟"

"بہت زیادہ.... بہت زیادہ....!"

"موسیو برجر جہاز کو حادثہ....!"

"شٹ اپ!" وہ میز پر ہاتھ مار کر دہاڑا۔ "جہاز میرا ہے تمہارا نہیں ڈوبتا ہے تو ڈوب جائے۔!"

"جی بہت بہتر....!" عمران نے سعادت مندانہ لہجے میں کہا اور ہاتھ باندھ کر مودب ہو بیٹھا۔

"بس میں یہی چاہتا ہوں....!"

عمران کچھ نہ بولا.... سر جھکائے بیٹھا رہا۔ اب برجر اسے عجیب نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔

"تم ایک دم کیوں خاموش ہو گئے....!" دفعتاً اس نے سوال کیا۔

"ڈیڑھ ہزار روپے ماہوار کا ریڈیو آفیسر ہوں.... مجھے خاموش ہی رہنا چاہئے۔!"

برجر نے میز پر ہاتھ مار کر قہقہہ لگایا.... کچھ دیر تک ہنستا رہا پھر بولا۔ "بالآخر بات تمہاری سمجھ میں آ ہی گئی۔!"

"بالکل آ گئی.... اور اب میں ڈوب مرنے کے لئے قطعی تیار ہوں۔!"

"تم کیسے جوان ہو....! مایوسی کی باتیں کرتے ہو....! کھیلو.... کودو.... عیش کرو.... چیف انجینئر کی بیوی بہت زندہ دل عورت ہے.... کیا تم اس سے نہیں ملے۔!"

عمران نے سر کو منفی جنبش دی۔

"میں تمہیں ملواؤں گا.... وہ اینگلو سیلونیز ہے.... مگر میری بیوی سے زیادہ خوبصورت نہیں ہے۔ !"

"خوب یاد آیا موسیو برجر.... آپ دونوں کے درمیان گفتگو کس طرح ہوتی ہے۔ !"

"جو کچھ اُسے کہنا ہوتا ہے لکھ دیتی ہے.... لیکن یونانی کے علاوہ اور کوئی زبان نہیں جانتی.... تم یونانی سمجھ سکتے ہو۔ !"

"دواؤں کی حد تک....!"

"کیا مطلب....؟"

"آپ کے مطلب کی چیز نہیں ہے۔ !"

"جوزف کچھ کہہ تو نہیں رہا تھا۔ !"

"اُسے اپنی ڈیوٹی پسند نہیں ہے۔ !"

"میں کیا کروں.... خود اس کی ناک میں ٹیوب نہیں چڑھا سکتا۔ !"

"میں چڑھا دیا کروں گا.... آپ جوزف کو ریڈیو آفیسر بنا دیجئے.... ڈیڑھ ہزار بھی اسی صورت حرام کے....!"

"کیا اُسے یہ کام بھی آتا ہے....!"

"اس جہاز کے ریڈیو روم کا کام تو کتے کا پلا بھی چلا سکتا ہے۔ !"

"میرے جہاز کی توہین نہ کرو....!" برجر میز پر گھونسہ مار کر دہاڑا۔

"آپ کے عزت مآب جہاز سے معافی کا خواست گار ہوں....!" عمران سہم جانے کی ایکٹنگ کرتا ہوا بولا۔

"چلے جاؤ....!"

"بہت بہتر جناب....!" عمران نے کہا اور کیبن سے باہر آگیا۔

◆

تیسرے دن کھانے کی میز پر صرف ایک ہی ڈش تھی۔ عمران اُسے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھے جا رہا تھا۔ آدھ انچ لمبے کیپسولوں سے پلیٹ بھری ہوئی تھی۔

"کیا دیکھ رہے ہو باس....؟" جوزف آہستہ سے بولا۔ "یہ پاسولیا ہے۔ !ہم اپنے مویشیوں کو کھلایا کرتے تھے۔ !"

"کیا یہ کوئی کھانے کی چیز ہے۔ !" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر پوچھا۔

"میں نے بتایا نا کہ ہم اپنے مویشیوں کو کھلاتے ہیں۔ شائد یہ لوگ خود ہی اسے کھاتے ہیں۔ !"

"میں پوچھ رہا ہوں کہ یہ ہے کیا بلا....؟"

"غلے کی ایک قسم ہے.... لیکن کم از کم یہ میرے حلق سے تو نہیں اُترے گی.... اور باس میں نے تو ایسی دل ہلا دینے والی باتیں سنی ہیں کہ....!"

"جوزف خاموش رہو.... میں نہیں چاہتا کہ وہ دل ہلا دینے والی باتیں مجھ تک پہنچیں۔ !"

"لیکن یہ پیٹ کا مسئلہ ہے....! میں نے سنا ہے کہ اب جہاز پر پاسولیا کے علاوہ کھانے کی اور کوئی چیز موجود نہیں۔ !"

"تو نے خواب دیکھا ہوگا۔ !"

"خواب بھی دیکھا تھا باس.... لیکن جہاز پر آنے سے پہلے.... میں نے دیکھا کہ میری ماں بکری کی اوجھڑی اچھال اچھال کر کہہ رہی ہے.... دیکھ جوزف تیرا باپ دشمن کے نیزے کی نذر ہوا تھا لیکن تو حاملہ عورت کی موت مرے گا۔ !"

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے جوزف.... میں نے آج تک کسی حاملہ عورت کی موت نہیں دیکھی۔ میرے تجربات میں اضافہ ہوگا۔ !"

"ہنسی میں نہ اڑاؤ باس.... حاملہ عورت کی موت کا مطلب ہے دو زندگیوں کا خاتمہ۔ !"

"وہ تو ظاہر ہے....!" عمران نے دانش مندانہ انداز میں آنکھوں کو جنبش دی۔

"مجھے تم سے پیار ا اور کوئی نہیں باس.... خدا کرے خواب جھوٹا ہو۔ !"

"تو کہنا کیا چاہتا ہے۔ !"

"بکری کی اوجھڑی قحط کی علامت ہے....! کہیں ہم اس جہاز پر بھوکے نہ مر جائیں۔ !"

"اگر تو کچھ کھا کر مرنا چاہے تو نکالوں....!"

عمران نے ایک دانہ اٹھا کر منہ میں ڈالا اور اُسے آہستہ آہستہ کچلتا رہا پھر بولا۔ "اگر اسے قورمے والی ترکیب سے پکایا جائے تو کیسے رہے گی۔ !"

جوزف نے وہ اُبلے ہوئے دانے حلق سے اتارنے شروع کر دیئے تھے۔ ! اس لئے کچھ نہ

بولا۔ ناگواری اس کی آنکھوں سے مترشح ہو رہی تھی۔!

عمران نے بھی جوں توں اپنی پلیٹ خالی کر دی۔!

"چلو باس عرشے پر چلیں.... یہاں میرا دم گھٹ رہا ہے۔!" جوزف تھوڑی دیر بعد بولا۔

"ہوں چلو.... لیکن تم مجھے باس کہنا نہیں چھوڑو گے۔!"

"کسی کے سامنے تو نہیں کہتا۔!"

وہ عرشے پر آئے.... اور ریلنگ سے ٹک کر کھڑے ہو گئے۔

سورج سر پر تھا لیکن ٹھنڈی ہوائیں اس کی تمازت کو کم کر رہی تھیں۔! دفعتاً جوزف بولا۔

"وہ بے چاری عورت مجھے دیکھ کر سہم جاتی ہے۔!"

"بچے نہیں ہیں یہاں ورنہ ایک آدھ کا ہارٹ فیل بھی ہو سکتا تھا۔!"

"تم میرا مطلب نہیں سمجھے۔!"

"چاٹے جا دماغ چاٹے جا....!" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"خدا کے لئے برجر سے کہو کہ مجھے کوئی دوسرا کام بتائے۔!"

"خدا سے دعا کرو وہ عورت بولنے لگے.... عورتوں کو خاموش دیکھ کر میرا دم گھٹنے لگتا ہے۔!"

اتنے میں چیف انجینئر اور اس کی اینگلو سیلو نیز بیوی دکھائی دیئے عورت خوش شکل اور خاصی دلکش تھی.... عمر پچیس اور تیس کے درمیان رہی ہوگی۔

وہ ان کے قریب ہی آ رکے.... برجر پہلے ہی عمران سے اس کا تعارف کرا چکا تھا۔

"آج سے پاسولیا شروع ہو گئی ہے....!" چیف آفیسر نے ہنس کر عمران سے کہا۔

"نہایت لذیذ تھی۔!" عمران نے بھی خوش دلی کا مظاہرہ کیا۔

"میں نہیں کھاتی....!" سلویا اٹھلائی۔

"پھر آپ کیا کھاتی ہیں محترمہ....!" عمران نے بڑے ادب سے پوچھا۔

"ڈبوں میں محفوظ کی ہوئی غذائیں.... اپنے کیبن میں اسٹاک رکھتی ہوں۔!"

"اور مجھے کبھی کبھی پاسولیا ہی سے پیٹ بھرنا پڑتا ہے۔!" انجینئر نے ٹھنڈی سانس لی۔

"کیا عام طور پر ایسے ہی حالات رہتے ہیں۔!" عمران نے پوچھا۔

"زیادہ تر....!"

"آخر کیوں....؟"

"کمپنی زیادہ مقروض رہتی ہے۔!"

"سوال یہ ہے کہ آپ لوگ اسے کیونکر برداشت کرتے ہیں۔!"

"مجھے علم ہے کہ تم نادانستگی میں آ پھنسے ہو....!" انجینئر مسکرایا۔

"سب یہی کہتے ہیں لیکن بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔!" عمران بے بسی سے بولا۔

"خود ہی سمجھ لو گے۔!"

"مجھے ان دونوں پر ترس آتا ہے....!" سلویا بولی۔ "نہ ہمارا ریڈیو آفیسر غائب ہوتا اور نہ دونوں بے چارے پھنستے۔!"

"ریڈیو آفیسر غائب ہو گیا....؟"

"ہاں تمہاری ہی بندرگاہ پر وہ غائب ہو گیا۔!" چیف انجینئر نے کہا۔ "ریڈیو آفیسر کے بغیر جہاز کو سیل کرنے کی اجازت نہ ملتی۔!"

"موسیو برجر کہہ رہے تھے کہ ایک آدمی اور گم ہو گیا ہے، جو ان کی بیوی کو کھانا کھلاتا تھا۔!"

"وہی ریڈیو آفیسر....!"

"اوہ تو کیا وہی یہ خدمت بھی انجام دیتا تھا۔!"

"ہاں.... برجر اسی سے یہ کام بھی لیتا تھا۔!"

"آخر وہ کہاں غائب ہو گیا....؟"

"جب بھی جسے موقع ملتا ہے.... اسی طرح غائب ہو جاتا ہے وہ ایران کا باشندہ تھا.... عرصہ دراز سے اردو سیکھ رہا تھا اور جب اہل زبان کی طرح اردو بولنے لگا تو تمہاری ہی بندرگاہ پر غائب ہو گیا۔!"

"یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی....!"

"چھوڑو.... خوش رہنے کی کوشش کرو....!" انجینئر اس کا شانہ تھپک کر بولا.... اور آگے بڑھ گیا.... سلویا بھی اس کے ساتھ ہی چلی گئی تھی۔

"باس..!" جوزف نے عمران کی طرف مڑ کر کہا۔ "بڑی عجیب عجیب باتیں سننے میں آ رہی ہیں۔!"

"دنیا کی کوئی بات عجیب نہیں ہے، جوزف....! صرف ہماری سمجھ کا پھیر ہوتا ہے....

شائد پاسولیا کھا کھا کر ہم کائنات کے سارے رازوں کی تہہ تک پہنچ جائیں.... یہ غلہ مجھے اجناس کی دنیا کا درویش محسوس ہوا ہے۔!"

"بس کرو باس....!" جوزف بُرا سا منہ بنا کر بولا۔

"اچھا تو لگا دے سمندر میں چھلانگ پاسولیا سے پیچھا چھوٹ جائے گا....!"

دفعتاً ایک خلاصی ان کے قریب آکھڑا ہوا.... اس کی توجہ کا مرکز جوزف تھا۔ جوزف نے اُسے گھور کر دیکھا اور وہ عمران کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"تمہیں چیف آفیسر نے بلایا ہے....!" خلاصی نے اس سے کہا۔

"چیف آفیسر سے کہہ دینا کہ میں اس وقت ملاقات کے موڈ میں نہیں ہوں....! پھر کسی وقت مجھ سے مل سکے گا۔!"

"میں کہہ دوں یہی....؟" خلاصی کے انداز میں دھمکی تھی۔

"ہاں.... جاؤ....!" عمران نے لاپروائی سے کہا اور جیب سے چیونگم کا پیکٹ نکال کر پھاڑنے لگا۔

"دیکھو بھائی ریڈیو آفیسر صاحب....! تم نئے ہو.... چیف آفیسر کو نہیں جانتے.... خطرناک آدمی ہے....!" خلاصی نے کسی قدر نرم لہجے میں کہا۔

"آج میں نے بھی پاسولیا کھائی ہے.... کسی سے کمزور نہیں پڑوں گا۔!"

خلاصی ہنس پڑا.... پھر بولا۔ "اچھی بات ہے.... میں جا رہا ہوں.... تم جانو....!"

وہ چلا گیا.... اور جوزف نے عمران سے کہا۔ "باس یہ چیف آفیسر بہت بد تمیز آدمی ہے.... میرا خیال ہے کہ مسٹر برجر بھی کسی حد تک اس سے دبتے ہیں۔!"

"فی الحال.... تم کسی معاملے میں دخل نہ دینا....!" عمران سرد لہجے میں بولا۔

"تمہیں خطرے میں دیکھ کر بھی نہیں....!"

"جب تک میں اشارہ نہ کروں.... تم ہر معاملے میں خاموش تماشائی رہو گے۔!"

"آسمانی باپ رحم کرے....!"

"زیادہ دیر نہیں گذری تھی کہ دو قوی ہیکل آدمی انہیں اپنی طرف آتے دکھائی دیئے۔!"

عمران لاپروائی سے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی طرف متوجہ رہا وہ ان کے قریب آکر رک گئے۔

"تمہیں چیف آفیسر نے بلایا ہے....!" ایک نے عمران کے شانے پر ہاتھ مار کر کہا۔

"کیا اُس تک میرا جواب نہیں پہنچا....!" عمران نے مڑ کر سرد لہجے میں کہا۔

"چلو....!" دوسرے نے اس کی گردن پکڑنے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ وہ ہاتھ پہلے تو عمران کی گرفت میں آیا اور پھر اس طرح جھٹک دیا گیا کہ اس آدمی کے قدم لڑکھڑا گئے۔ ساتھ ہی عمران کا بایاں ہاتھ اس کے منہ پر پڑا تھا۔

وہ چاروں شانے چت گرا.... اس کے ساتھی نے عمران پر چھلانگ لگائی۔

جوزف پتھر کے بت کی طرح ساکت کھڑا تھا.... دوسرے کا حشر دیکھ لینے کے بعد اس کی آنکھوں میں ہلکی سی جذباتی تبدیلی نظر آئی تھی۔!

دوسرا بھی اپنے ساتھی ہی پر جا گرا تھا.... اور اب دونوں گالیاں بکتے ہوئے اٹھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ پھر جوزف نے دیکھا کہ دونوں نے بڑے بڑے چاقو نکال لئے ہیں۔ اب خاموش تماشائی رہنا اس کے بس سے باہر ہوا جا رہا تھا۔

اچانک برجر کی دہاڑ سنائی دی۔ "یہ کیا ہو رہا ہے۔!"

دونوں خلاصی جہاں تھے وہیں رک گئے.... برجر تیز قدموں سے چلتا ہوا ان دونوں کے درمیان آگیا۔

کھلے ہوئے چاقو اب بھی دونوں کے ہاتھوں میں تھے.... اور عمران مسمی صورت بنائے ہوئے کبھی برجر کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی اُن دونوں کی طرف....!

"یہ کیا ہو رہا ہے....؟" برجر پیر پٹخ کر دہاڑا۔ "چاقو جیب میں رکھو....!"

دونوں نے مشینی انداز میں چاقو بند کر کے جیب میں ڈالے تھے اور مجرموں کی طرح سر جھکائے کھڑے رہے تھے۔!

"چلے جاؤ.... ورنہ جان سے مار دوں گا....!" برجر پھر دہاڑا۔

وہ دونوں خاموشی سے مڑے اور وہاں سے چلے گئے.... اب برجر جوزف کی طرف مڑ کر دہاڑا۔ "میں سب دیکھ رہا تھا۔!"

"یس باس....!" جوزف نے سرد لہجے میں کہا۔

"تم احسان فراموش اور بزدل ہو۔!"

"وہ کیسے باس....!"

"اس شخص نے تمہیں ملازمت دلوائی تھی۔!"

"یس باس....؟"

"باس کے بچے....! کیا تم اس کا ساتھ نہیں دے سکتے تھے۔!"

"مجھے جو حکم دیا جاتا ہے اُس کے خلاف نہیں کرتا باس....! اب تم نے کہہ دیا ہے خیال رکھوں گا۔!"

"یہ بھیڑیوں کا جنگل ہے....! تمہیں ایک دوسرے کا خیال رکھنا پڑے گا۔!"

"او کے باس....!" جوزف نے فوجی انداز میں سلیوٹ کرتے ہوئے کہا۔

"جاؤ.... اپنے کیبن میں جاؤ....!"

جوزف اپنے کیبن کی طرف چلا گیا۔!

اب وہ عمران کے شانے پر ہاتھ رکھ کر نرم لہجے میں بولا۔ "تمہیں چیف آفیسر کا حکم ماننا چاہئے۔!"

"میں تو یہ سمجھتا تھا، موسیو برجر کہ مجھے آپ کے علاوہ اور کسی کے حکم کی تعمیل نہیں کرنی.... میرا اور چیف آفیسر کا درجہ برابر ہے۔!"

"ٹھیک ہے.... ٹھیک ہے.... لیکن حالات....!"

"اگر یہ آپ کا حکم ہے تو میں اب اس کے حکم کی تعمیل بھی کیا کروں گا۔!"

"جاؤ دیکھو.... وہ کیا کہتا ہے۔!"

"اچھی بات ہے.... موسیو برجر....!"

* * *

چیف آفیسر نے عمران کو دیکھ کر بُرا سا منہ بنایا.... اور بولا۔ "اگر کپتان نے مجھے منع نہ کر دیا ہوتا تو میں تمہاری ہڈیاں توڑ دیتا۔!"

"کام کی بات کرو....!"

"کیا....؟ تم ہوش میں ہو یا نہیں....!"

"تم چیف آفیسر ہو.... اور میں ریڈیو آفیسر....!"

"میں تمہیں بھنگی بنا سکتا ہوں....!"

"مسٹر چیف آفیسر.... میں ایک شریف آدمی ہوں۔!"

"بکواس بند کرو.... اور خاموشی سے بیٹھ کر سنو....!"

عمران بُرا سا منہ بنائے ہوئے بیٹھ گیا۔

چیف آفیسر دوسری طرف دیکھنے لگا۔ شائد وہ اپنے غصے پر قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے نرم لہجہ اختیار کرتے ہوئے پوچھا۔ "پاسولیا کھائی تم نے۔!"

"ہاں کھائی....!"

"پہلے بھی کبھی کھائی تھی....!"

"نہیں.... بدقسمتی سے اب تک ایسی لذیذ غذا سے محروم رہا تھا۔!"

"لذیذ غذا....؟"

"زندگی میں پہلی بار کھانے کا مزہ ملا ہے۔!"

"اب اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے جہاز پر....!"

"واقعی....!" عمران پُر مسرت لہجے میں چیخا۔

"تو اس میں خوش ہونے کی کیا بات ہے....!"

"میری پسندیدہ چیز ہے اس لئے مجھے خوش ہونے کا حق حاصل ہے۔!"

"میں کہتا ہوں خاموش رہو.... اگر تم نے یہ بات کسی کے سامنے کہہ دی تو وہ تمہیں قتل کر دے گا۔!"

"خداوندا.... کیا میں سچ مچ.... بدروحوں کے چکر میں پھنس گیا ہوں....!"

"کیا بک رہے ہو....!"

"میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آتا....!" عمران نے کہہ کر اپنا سر پیٹنا شروع کر دیا۔

"ارے.... ارے.... ارے....!" کہتا ہوا چیف آفیسر اٹھا اور اس کے ہاتھ پکڑنے کی کوشش کرنے لگا۔

بدقت تمام اس میں کامیاب ہوا اور بڑے نرم لہجے میں بولا۔ "تم پوری بات بھی تو سنو...!"

"سناؤ....!" عمران مردہ سی آواز میں بولا۔

"پاسولیا سے سارا عملہ الرجک ہے۔!"

"زبردستی تو نہیں ہے.... وہ کچھ اور بھی کھا سکتے ہیں.... نہ کھائیں پاسولیا....!"

"پاسولیا کے علاوہ اور کچھ ہے ہی نہیں....!"

"کیوں نہیں ہے....!"

"جہاز مقروض ہے.... تمہاری بندرگاہ پر ایک بڑا قرض ادا کرنا پڑا۔ اس لئے خورد و نوش کا سامان اسٹور نہیں کیا جاسکا۔!"

"شراب نوشی کا کیبن کیوں آباد ہے...!" عمران نے لڑاکا عورت کے سے انداز میں پوچھا۔

اس پر چیف آفیسر ہنس کر بولا۔ "خدا نے رزق کا وعدہ کیا ہے شراب کا نہیں۔!"

عمران لاجواب ہو جانے والے انداز میں اُسے دیکھنے لگا۔

"ہاں تو سنو...! عملے کو قابو میں رکھنے کیلئے یہ بہت ضروری ہے کہ انہیں تشفی دی جائے۔!"

"چلو.... یہ بات بھی سمجھ میں آگئی....!"

"انہیں مطمئن کرنے کے لئے....!" وہ جملہ پورا کئے بغیر خاموش ہو گیا کیونکہ ٹھیک اسی وقت برجر کیبن میں داخل ہوا.... دونوں اٹھ گئے۔

"بیٹھو.... بیٹھو....!" وہ ہاتھ ہلا کر بولا۔ لیکن جب تک وہ خود نہیں بیٹھ گیا.... دونوں کھڑے رہے تھے۔

"تم نے اُن دونوں بدمعاشوں کو اس کے پاس کیوں بھیجا تھا۔!" برجر نے چیف آفیسر کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے بلوایا تھا.... اس کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتا.... اگر وہ جھگڑ بیٹھے تھے تو اس کی ذمہ داری مجھ پر نہیں۔!"

"یہ میرا آدمی ہے.... سمجھے۔!"

"میں سمجھتا ہوں.... کیپٹن....!"

"تم نے کیوں بلوایا تھا....!"

"پاسولیا زیر بحث ہے....!"

"خاموش رہو....!" وہ حلق پھاڑ کر دہاڑا۔

"آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ اس بار عملہ بغاوت پر آمادہ ہے۔!"

"بغاوت؟" وہ اٹھتا ہوا غرایا۔ "ایک ایک کو گولی مار کر سمندر کی تہہ میں پہنچادوں گا۔!"

چیف آفیسر کچھ نہ بولا۔ بُرا سا منہ بنا کر دوسری طرف دیکھنے لگا تھا۔ مگر "گولی مار دینے" کی دھمکی پر عمران کا چہرہ ہوا ہو گیا تھا.... اور اس نے اس طرح دونوں ہاتھوں سے کلیجہ تھام لیا تھا.... جیسے سچ مچ ٹھیک اسی جگہ گولی لگی ہو۔!

برجر بیٹھ گیا.... چیف آفیسر کو گھورے جارہا تھا۔ جو اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔

تھوڑی دیر بعد چیف آفیسر اس کی طرف مڑ کر بولا۔ اگر اس بار ہم ابونخلہ کے شیخ کے آگے گڑگڑائیں تو کیا حرج ہے.... تمہارا یہ ریڈیو آفیسر صورت ہی سے یتیم معلوم ہوتا ہے۔!"

عمران نے برجر کو چونکتے دیکھا.... اب وہ عمران کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے پہلی بار دیکھا ہو۔ دفعتاً اس نے زانو پیٹ پیٹ کر وحشیانہ انداز میں ہنسنا شروع کر دیا۔ کچھ عجیب ہی سا آدمی تھا اس کے بارے میں اندازہ کرنا دشوار تھا کہ کب دہاڑنے لگے گا اور کب وہی دہاڑ بھدے سے بے ہنگم قہقہے میں تبدیل ہو جائے گی۔

"خوب.... بہت اچھی بات کہی تم نے.... ہاں یہ مناسب ہے۔!" اس نے کہا اور پھر قہقہے لگانے لگا۔

خاموش ہوا تو چیف آفیسر نے کہا۔ "ابونخلہ کا شیخ بھی رحم دل آدمی ہے اگر یہ لوگ وہاں چلے گئے تو کم از کم دو ماہ کے راشن کا انتظام ہو جائے گا۔!"

"ارے یہ سارے ہی عرب شیوخ بہت اچھے ہیں۔!" برجر بولا۔ "خدا ان کا اتنا تیل نکالے کہ ان کے دشمن اسی میں غرق ہو جائیں۔!"

عمران نے بہ آواز بلند "آمین" کہا اور احمقانہ انداز میں باری باری ان کی شکلیں دیکھتا رہا۔

"کل شام تک ہم ابونخلہ پہنچ جائیں گے۔!" چیف آفیسر بولا۔

"ٹھیک ہے.... ٹھیک ہے....!" برجر اٹھتا ہوا بولا۔ "تم اسے سب کچھ سمجھادو....!"

"جب وہ کیبن سے نکل گیا تو آفیسر نے دروازہ بند کر کے بولٹ کرتے ہوئے کہا۔ "غالباً اب تم سمجھ گئے ہو گے۔!"

"بالکل سمجھ گیا....!" عمران خوش ہو کر بولا۔ "میرے لئے یہ بائیں ہاتھ کا کھیل ہے....

طالب علمی کے زمانے میں اکثر بھیک مانگ کر فلم دیکھنے جایا کرتا تھا۔ !“

”کیا بکواس ہے....؟“

”ہاں.... ہاں.... ایک پرچہ لکھتا تھا جس کا مضمون یہ ہوتا تھا کہ ”جناب عالی میرے ماں باپ مر چکے ہیں۔ لیکن مجھے پڑھنے کا بے حد شوق ہے۔ محنت مزدوری کر کے تعلیم کو جاری رکھے ہوئے ہوں.... پچھلے دنوں سخت بیمار ہو جانے کی بناء پر فیس نہیں ادا کر سکا۔ اگر آپ ساڑھے آٹھ روپے سے مدد فرمادیں تو اسکول سے نام خارج ہونے سے بچ جائے گا ورنہ میں جہالت کے اندھیرے میں ڈوب کر فنا ہو جاؤں گا۔ !“

”اوہو.... پھر.... !“

”پھر کیا.... کسی شریف آدمی کا دروازہ کھٹکھٹا کر پرچہ اندر بھجوا دیا اگر صاحب خانہ بہت زیادہ خداترس ہوا تو ایک ہی گھر سے مراد پوری ہو جاتی تھی.... ورنہ دو چار گھر اور دیکھ کر ٹکٹ کے دام تو نکال ہی لیتا تھا۔ !“

”کیا واقعی تمہارے ماں باپ مر چکے تھے۔ !“

”ہاں اس وقت بھی مر چکے تھے.... اور اب بھی اکثر مر جاتے ہیں۔ !“

”کیا تم بیوقوف آدمی ہو....؟“ چیف آفیسر نے حیرت سے کہا۔

”میں تو نہیں سمجھتا کہ میں بیوقوف ہوں۔ !“

”پھر شکل کیوں ایسی ہے۔ !“

”کسی بدروح کا سایہ ہے مجھ پر.... !“ عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔

◆

دوسرے دن چیف آفیسر نے جہاز کے عملے کو عرشے پر اکٹھا کیا اور تقریر کرنے کھڑا ہو گیا۔

”پیارے دوستو.... !“ وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ ”مجھے بے حد افسوس ہے کہ مسٹر ایڈولف برجر پاسولیا کے کھیت میں پیدا ہوئے تھے۔ !“

عرشہ قہقہوں سے گونج اٹھا.... عمران نے چاروں طرف نظر دوڑائی برجر کا کہیں پتہ نہ تھا۔

چیف آفیسر پھر بولنے لگا اس کا لہجہ طنزیہ تھا۔

”پاسولیا وہ دانہ ہے جسے فرشتے دستِ خاص سے بنا کر ہمارے لئے پیک کرتے ہیں، اس میں

اے سے لے کر زیڈ تک سارے وٹامن پائے جاتے ہیں اور یہ پروٹین کی دولت سے بھی مالا مال ہے۔ مسٹر ایڈولف برجر کا خیال ہے کہ یہ کائنات محض اس لئے تخلیق کی گئی ہے کہ زمین پر پاسولیا کی کاشت ہونی تھی اور پھر آسمان والے نے مسٹر برجر کو پاسولیا کے کھیت میں پیدا کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ہم ہر طرح بے بس ہیں اور ہمیں ہر حال میں پاسولیا کھانی پڑے گی۔ !“

”ہرگز نہیں.... ہرگز نہیں.... !“ مجمع چلایا۔

”صبر.... صبر.... دوستو.... !“ چیف آفیسر ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ”میں تمہارا بدخواہ نہیں ہوں۔ وہ لوگ جو ابھی کچھ دن ہوئے چاند پر گئے تھے۔ پاسولیا ہی کی بدولت وہاں زندہ رہ سکے۔ !“

”جھوٹ ہے.... بکواس ہے.... !“ مجمع چلایا۔

”سنو دوستو.... !وہ خلائی کیپسول جس میں وہ گئے تھے پاسولیا ہی کی شکل کا بنایا گیا تھا۔ خیر ذرا صبر کر کے میری بات سنتے رہو.... !اسی میں تمہاری بہتری ہے۔ !“

”کچھ نہیں سنتے.... !“ مجمع سے کئی آدمی دہاڑے.... ”ہم اسٹرائیک کر دیں گے۔ !“

”اسٹرائیک کا نام نہ لو.... کھلے سمندر میں اسٹرائیک کا حق کسی کو نہیں پہنچتا۔ !“

”خاموش رہو.... ہم کچھ نہ سنیں گے۔ !“

”اور اگر تمہارے لئے بہتر کھانے کا انتظام ہو جائے تو۔ !“

”ہم یہی چاہتے ہیں.... پھر ہمیں اسٹرائیک کرانے کی ضرورت نہیں۔ !“

”اچھی بات ہے.... ہمیں ابو نخلہ کی بندرگاہ پر لنگر انداز ہونے دو ہم تمہارے لئے آسمان کے تارے توڑ لائیں گے۔ !“

”جھوٹ ہے.... دھوکا ہے....؟“ مجمع چلایا۔

”خاموش رہو.... خاموش رہو.... !“ چیف آفیسر ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ”اب ریڈیو آفیسر صاحب کچھ کہیں گے۔ !“

پھر اس نے عمران کو اپنی جگہ لینے کا اشارہ کیا تھا۔ عمران اس کے پاس آ کھڑا ہوا.... اور وہ مجمع میں جا ملا۔

”پیارے بھائیو.... !“ عمران اپنے چہرے پر شدید گھبراہٹ کے آثار پیدا کر کے بولا۔ ”یہ دنیا سرائے فانی ہے.... سب کچھ خواب ہے.... دھوکا ہے.... بکری اس لئے بکری کہلاتی ہے

کہ صدیوں سے لوگ اسے بکری ہی کہتے آئے ہیں اگر آج اسے ہم گلرخ کہنا شروع کر دیں تو وہ گلرخ ہی ہو جائے گی اور بکری کسی دوسری زبان کا لفظ معلوم ہونے لگے تھا۔ لٰہذا آج سے میں پاسولیا کو رشک قلاقند کہا کروں گا آپ بھی یہی کہئے اور عیش کیجئے۔!"

"بکواس.... کپتان کا آدمی ہے.... غدار ہے.... بھاگ جاؤ.... چلے جاؤ۔!" مجمع چیخنے لگا۔ وہ دونوں خلاصی پیش تھے جن کی پٹائی پچھلے دن عمران کے ہاتھوں ہوئی تھی۔

"بھائی.... سنو سنو....!" عمران دونوں ہاتھ ہلا کر بولا اور بولتا ہی رہا۔ "صبر کا میٹھا پھل ہے.... پاسولیا پر لعنت بھیجئے....! ابو نخلہ کے شیخ میرے احسان مند ہیں۔ میرا کہنا ضرور مانیں گے۔ میں تمہارے لئے گوشت روٹی کا انتظام کر دوں گا۔!"

"یہ بات ہوئی ہے....!" کئی لوگ بیک وقت بولے.... اور انہیں میں سے کسی نے ہاتھ ہلا کر کہا۔ "خاموش رہو.... سنو.... کیا کہتا ہے۔!"

لوگ خاموش ہو گئے... اور عمران سر کھجاتا ہوا بولا۔ "شیخ صاحب ہر سال میرے ملک میں خرگوشوں کا شکار کھیلنے آتے ہیں.... پچھلے سال میں نے ان کے لئے ایک کتے کا رول ادا کیا تھا۔!"

"وہ کیسے.... وہ کیسے....!" آوازیں آئیں۔

"شیخ صاحب کے پاس بہترین نسلوں کے لاتعداد کتے ہیں جو ان کے لئے شکار کرتے ہیں۔ ایک دن کسی جرمن سیاح نے اپنے کتوں کے بارے میں شیخ صاحب کے حضور شیخی بگھاری اور دوران گفتگو میں شیخ صاحب کی زبان سے کہیں یہ نکل گیا کہ ان کے پاس سبز رنگ کا ایک کتا ہے۔ بات پھسل چکی تھی زبان سے لٰہذا اب اس کی واپسی ناممکن تھی، جرمن اِس کتے کو دیکھنے پر مصر ہوا۔ شیخ صاحب پریشان ہو گئے۔ میں نے کہا یا سیدی آپ اُسے سبز رنگ کا کتا دکھانے کا وعدہ کر لیجئے.... میں مہیا کر دوں گا اور میں نے مہیا کر دیا۔!"

"تم جھوٹے ہو.... تم جھوٹے ہو....!" آوازیں آئیں۔

"اب بہل بھی جاؤ دوستو.... چلو میں جھوٹا ہی سہی۔!"

"تمہیں بتانا پڑے گا کہ تم نے سبز رنگ کا کتا کہاں سے مہیا کیا....!"

"میں خود بن گیا تھا.... کتے کا میک اپ آپ لوگوں نے جاسوسی ناول تو پڑھے ہی ہوں گے۔ ایک ہفتے تک شیخ صاحب کے پیچھے پیچھے گھومتا پھرا تھا.... جرمن نے کہا کہ کتا مصنوعی ہے میں اس کا کیمیائی امتحان کراؤں گا.... یہ سنتے ہی میں بھونکنے لگا اور لپک کر اس کی ٹانگ پکڑ لی.... پھر وہ شیخ صاحب کا پیچھا چھوڑ کر بھاگا ہے تو آج تک اس کا سراغ نہیں مل سکا۔!"

"ہمیں بھی کتا بن کر دکھاؤ....!" آوازیں آئیں۔

"میونسپل کارپوریشن والے گولی مار دیں گے.... مجھ پر رحم کیجئے۔!"

"کچھ پرواہ نہیں.... کتا بن کر دکھاؤ....!"

"پاسولیا....!"

"خاموش رہو.... خاموش رہو....!"

عمران دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر اکڑوں بیٹھ گیا۔

"اٹھو.... اٹھو....!" مجمع چیختا رہا۔ "کتے کی طرح بھونک کر دکھاؤ۔!"

چیف آفیسر جھپٹ کر مجمع سے نکلا اور عمران کے قریب کھڑا ہو کر بولا۔ "اس کا سر چکرا گیا تھا.... اب تم لوگ اسے معاف کر دو.... بہر حال میں اتنا جانتا ہوں کہ یہی ابو نخلہ سے مدد لا سکے گا۔!"

"ہم کب تک بھیک مانگ کر کھاتے رہیں گے۔!"

"جب تک جہاز مقروض ہے....!" چیف آفیسر جھلا کر بولا۔

"ہم اس کے ذمہ دار نہیں....!"

"اچھا تو تم سب ابو نخلہ میں جہاز خالی کر دینا....! جس کا جہاں جی چاہے چلا جائے۔!"

"اس جواب پر سناٹا چھا گیا.... ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اُن کی ارواح جسموں کو چھوڑ گئی ہوں۔!"

اب عمران بھی چیف آفیسر کے برابر ہی کھڑا تھا اور متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکاتا ہوا مجمع کو دیکھے جا رہا تھا۔

ذرا ہی سی دیر میں عرشہ خالی ہو گیا اور صرف وہی دونوں وہاں کھڑے رہ گئے۔

"بات میری سمجھ میں نہیں آئی....!" عمران تھوڑی دیر بعد بولا۔

"اپنے کام سے کام رکھو...!" چیف آفیسر پیر پٹخ کر بولا اور عمران کو وہیں چھوڑ کر آگے بڑھ گیا۔

عمران نے بھی اپنے کیبن کی طرف جانے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ جوزف آتا دکھائی دیا۔ وہ بھی مجمع کے ساتھ ہی وہاں سے چلا گیا تھا۔

”تم نے دیکھا باس....؟“ وہ قریب آکر آہستہ سے بولا۔

”کیا دیکھا....!“

”جہاز چھوڑ دینے کی دھمکی اُن پر بجلی کی طرح گری تھی۔!“

”ہاں.... آں.... تو پھر....!“

”ان میں سے کوئی بھی ٹھیک آدمی نہیں ہے۔!“

”میں نے آج تک کوئی ٹھیک آدمی دیکھا ہی نہیں۔!“

”تم سمجھے نہیں باس....! وہ سب مجرم ہیں.... وہ اپنے ملکوں کے ساحلوں پر قدم رکھیں تو کسی کو پھانسی ہو جائے گی اور کسی کو عمر قید کی سزا....!“

”اوہو....!“

”میں نے گھس مل کر ان کے راز لئے ہیں.... اگر یہ پاسولیا والا چکر نہ چل جاتا تو ان کے بارے میں کچھ بھی نہ جان سکتا۔ سب بہت گہرے ہیں۔!“

”ہوں... تو اب مجھے تیری رکھوالی کرنی پڑے گی۔! پتہ نہیں نشے میں کیا حرکت کر بیٹھو۔!“

”کبھی ایسے نشے میں دیکھا ہے مجھے باس....!“

”اچھا اب دفع ہو جاؤ.... میں بھیک مانگنے کی مشق کرنے جا رہا ہوں، ہم بحری یتیم خانے میں آپھنسے ہیں۔!“

◆

ابو نخلہ کی بندرگاہ پر پہنچ کر معلوم ہوا کہ شیخ ریاست میں موجود نہیں ہے.... عملے میں بے چینی بڑھ گئی تھی۔!

پاسولیا عذاب بن گئی تھی.... دو تین ترک خلاصیوں کے علاوہ اس غلے کو کوئی بھی پسند نہیں کرتا تھا.... یا پھر عمران اس کی تعریفیں کر کر کے ایک ایک کو جلاتا پھر رہا تھا۔

”باس یہ مت کرو....!“ جوزف نے ایک موقع پر اُس سے کہا۔ ”وہ سب تمہارے دشمن ہوئے جا رہے ہیں۔!“

”میں ہی بھیک مانگنے جاؤں گا ان کے لئے....!“ عمران نے لاپروائی سے جواب دیا۔

”وہ تو ٹھیک ہے.... لیکن....!“

”بکواس بند.... چلے جاؤ یہاں سے.... لیکن ٹھہرو.... برجر کہاں ہے....؟“

”جہاں اُسے ہونا چاہئے......اور ہاں باس......ایک بات اور ہے ذرا معلوم تو کرنا کہ وہ بات کہاں تک صحیح ہے......!“

”میں پوچھ رہا تھا.... برجر کہاں ہے؟“

”شراب نوشی کے کیبن میں.... وہ اس کے علاوہ اور کہیں نہیں ہوتا۔ نام کا کپتان ہے.. سب کچھ چیف آفیسر کرتا ہے.... وہ نہ ہو تو جہاز ہی غرق ہو جائے۔!“

”غرق بھی ہو چکے کسی صورت سے....!“

”تو پھر تم اس پر آئے کیوں تھے۔!“

”نوکری کرنے.... اب اس دھندے میں گذارا نہیں ہوتا۔!“

جوزف نے بے اعتباری سے دانت نکالے اور پھر یک بہ یک سنجیدہ ہو گیا۔

”مم.... میں یہ کہہ رہا تھا باس.... وہ لوگ کہتے ہیں کہ کبھی کبھی ایک بھوت عرشے پر نمودار ہوتا ہے۔!“

”اس وقت بھی نمودار ہے اور میرا دماغ چاٹ رہا ہے۔!“

”خدا کے لئے سنجیدہ ہو جاؤ.... باس.... وہ کینیڈا کے کسی ملاح کا بھوت ہے۔!“

”امریکہ کی کسی طوائف کا بھی ہو تو مجھے کیا۔!“

”اور جب وہ نمودار ہوتا ہے.... تو کوئی بھی باہر نکلنے کی ہمت نہیں کرتا۔! تم تصدیق کرو باس....!“

”جاتا ہے یا جماؤں ایک ہاتھ....!“

”مالک ہو.... مار ڈالو.... لیکن برجر سے ضرور پوچھو باس....!“

”وہ خود کسی بھوت سے کم ہے....؟“

”میں جا رہا ہوں باس.... بھولنا مت....!“

وہ چلا گیا.... اور عمران شراب نوشی کے کیبن میں داخل ہوا۔

”کیا ہے....!“ برجر سر اٹھا کر غرایا۔

”میں یہ کہنے آیا تھا کہ اگر پاسولیا کی شراب کشید کی جائے تو کیسی رہے۔!“

”چلے جاؤ.... ورنہ سر پھاڑ دوں گا۔!“

”کیا تم بھی پاسولیا سے الرجک ہو گئے ہو.... موسیو برجر....!“

”میں کہتا ہوں کہ میرا موڈ خراب نہ کرو.... جہنم میں جائے پاسولیا۔!“

”میں نے ابھی کیناڈا کے کسی بھوت کا تذکرہ سنا ہے۔!“

”اوہ....!“ برجر یک بہ یک سنجیدہ ہو گیا۔ پھر غرایا۔ ”میں ان.... حرام زادوں سے تنگ آگیا ہوں.... آخر تم دونوں سے تذکرہ کرنے کی کیا ضرورت تھی.... ڈر کے مارے مر جاؤ گے۔ لیکن سنو اور مطمئن رہو کہ اس نے آج تک کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔!“

”تو ہے کوئی بھوت....!“

”ہاں ہے.... کبھی کبھی دکھائی دیتا ہے.... اس نے اکثر طوفان میں ہماری مدد کی ہے.... ایسے مواقع پر جب جہاز کے تباہ ہو جانے کے امکانات موجود تھے.... ایک بار میں بہت زیادہ پی گیا تھا۔ ایک جگہ جہاز کا ڈائرکشن بدلنا تھا.... لیکن نشے کی جھونک میں میں نے ایسا نہیں کیا۔ قریب تھا کہ جہاز ایک بڑی چٹان سے ٹکرا جاتا وہ نمودار ہوا اور ایسا معلوم ہوا جیسے اس نے جہاز کو اٹھا کر دوسری طرف رکھ دیا ہو۔!“

”خدا کی پناہ....!“ عمران کے چہرے پر خوف زدگی کے آثار نظر آنے لگے۔

برجر نے قہقہہ لگایا اور بولا۔ ”تم کیوں مرے جا رہے ہو....! جب بھوت کا غلغلہ بلند ہو اپنے کیبن سے باہر نہ نکلنا....!“

”میں یہی کرونگا جناب عالی... میرا پیشاب خطا ہوا جا رہا ہے۔ لہٰذا اب مجھے اجازت دیجئے۔!“

برجر ہنستا رہا اور وہ کیبن سے باہر آگیا۔

عرشے پر چیف انجینئر کی بیوی سلویا سے مڈ بھیڑ ہو گئی اور اس نے ہنس کر کہا۔ ”پاسولیا بخیر۔!“

عمران بھی احمقانہ انداز میں ہنسا تھا۔

”سنا ہے تم تقریر بہت اچھی کر لیتے ہو....!“

”میں بہت زیادہ خائف ہوں مادام.... کیا آپ تھوڑا وقت مجھے دیں گی۔!“

”کیوں نہیں.... ضرور.... ضرور....!“

”کسی ایسی جگہ چلئے جہاں کوئی ہماری گفتگو میں مخل نہ ہو سکے۔!“

”اپنے کیبن میں چلو....!“

”ہاں یہ ٹھیک ہے....!“

وہ اسے اپنے کیبن میں لایا اور وہ آغاز گفتگو کی منتظر رہی لیکن عمران خیالات میں کھویا ہوا صرف اپنے سر کو جنبش دے رہا تھا۔

”تم کہاں غائب ہو گئے... کہو کیا کہنا چاہتے ہو....!“

”میں نے کچھ دیر پہلے دو خوف ناک باتیں سنی ہیں۔!“

”خوف ناک....؟ اس جہاز پر نہ کچھ غیر متوقع ہے اور نہ خوف ناک....!“

”ایک.... تو وہ بھوت والی بات....!“

”ہم سب بھوت ہیں....!“

”نہیں....!“ عمران خوف زدگی کا مظاہرہ کرنے کے لئے اچھل پڑا۔ اتنی کامیاب اداکاری تھی کہ وہ بے ساختہ ہنس پڑی.... پھر بولی ”ہاں ایک بھوت کبھی کبھی دکھائی دیتا ہے لیکن بے ضرر ہے۔!“

”اس کا جہاز پر کیا کام....؟“

”وہی جانے.... میں کیا بتا سکوں گی۔!“

”اچھا.... دوسری بات.... مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہاں جتنے بھی ہیں سب بہت بڑے بڑے مجرم ہیں۔!“

”کیا تم نہیں ہو....!“ سلویا نے اُسے گھورتے ہوئے سوال کیا۔

”نہیں تو.... میں کیوں ہوتا مجرم....!“

”پھر تم کیوں آپھنسے ہو....!“

”موسیو برجر سے ایک نائٹ کلب میں ملاقات ہوئی تھی۔ جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ میں ایک بے روزگار ریڈیو آفیسر ہوں تو انہوں نے مجھے ملازم رکھ لیا۔!“

”بس تو پھر صبر کرو....!“

”یہ باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں....!“

”میں بھی مجرمہ ہوں.... مجھ پر قتل کا الزام ہے اور بالکل درست ہے۔ میں نے اپنے نامعقول شوہر کو قتل کرایا ہے۔!“

"ارے باپ رے....!" عمران اردو میں بڑبڑایا۔

"اگر میں سیلون کے ساحل پر قدم رکھوں تو فوراً گرفتار کرلی جاؤں۔!"

"آپ کے شوہر نے کون سا جرم کیا تھا....!"

"اسی نے تو میرے اس شوہر کو قتل کیا تھا اور میں اس کی مددگار تھی۔!"

عمران دونوں ہاتھوں سے منہ پیٹنے لگا۔

"یہ کیا کررہے ہو....؟"

"اب شائد میں زندگی بھر شوہر نہ بن سکوں....!"

وہ ہنس پڑی اور بولی۔ "کچھ اور پوچھنا ہے۔!"

"نہیں بس.... شکریہ....!"

"ابو نخلہ کا امیر تو غائب ہے ریاست سے....اب کیا کروگے۔!"

"بدستور پاسولیا کھاتا رہوں گا۔!"

"مجھے تم پر رحم آتا ہے.... کہو تو دو تین ڈبے مچھلیوں کے دے دوں تمہیں۔!"

"میں تازندگی شکرگذار رہوں گا مادام....!"

"اس کی ضرورت نہیں....!میں کسی وقت پہنچادوں گی۔!"

وہ چلی گئی اور عمران سر کھجاتا رہ گیا۔

* * *

ابو نخلہ میں کچھ سامان اتارا گیا تھا اور کچھ بار کیا جارہا تھا۔ جن لوگوں کے پاس پیسے تھے وہ مرغیاں خرید لائے تھے اور انہیں بھون بھون کر کھا رہے تھے! انہیں میں عمران بھی تھا۔ لیکن اس نے اپنی مرغیاں دوسروں کو دے دی تھیں اور خود پاسولیا کھا رہا تھا۔ اس طرح اس نے اپنے دو چار طرفدار بھی بنا لئے تھے۔

یہاں جہاز تین دن سے لنگر انداز تھا۔!

چوتھے دن عمران نے دیکھا کہ چیف آفیسر اور برجر کے درمیان تیز تیز گفتگو ہو رہی ہے۔

چیف آفیسر کہہ رہا تھا۔ "یہیں ابو نخلہ میں تمہیں تنخواہ تقسیم کرنی پڑے گی۔!"

"میرے پاس کچھ نہیں ہے....!" برجر میز پر گھونسہ مار کر دہاڑا۔

"بھول جاؤ....اب یہ دھونس نہیں چلے گی۔" چیف آفیسر نے لاپروائی سے کہا اور عمران کی طرف مڑ کر بولا۔ "تم بھی بیٹھ جاؤ....!"

"کیا یہاں میری ضرورت ہے؟" عمران نے خوف زدہ لہجے میں پوچھا۔

"بالکل....! عملے نے اسٹرائیک کردی ہے اور وہ اپنی تنخواہیں چاہتا ہے۔!"

"میں گولی ماردوں گا....!" برجر دہاڑا۔

"تم اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھے ہو۔!"

"بکواس بند کرو....!" برجر مرنے مارنے پر آمادہ ہوگیا۔ جھپٹ پڑنے کے سے انداز میں اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

عمران نے چیف آفیسر کو ریوالور نکالتے دیکھا۔ لیکن دم بخود بیٹھا رہا۔

"اوہ....!" برجر کسی زخمی درندے کی طرح غرایا اور اس نے اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دیئے۔

چیف آفیسر ہنس کر بولا۔ "ایک دن تو یہ ہونا ہی تھا۔!"

"اچھا....اچھا.... میں دیکھوں گا۔!"

"فی الحال یہاں سے اٹھو اور اپنے رہائشی کیبن میں چلو....!" چیف آفیسر نے سفاکی سے کہا۔

عمران کے چہرے پر خوف کے آثار تھے....! وہ سہمی ہوئی نظروں سے چیف آفیسر کی طرف دیکھے جارہا تھا۔

کیبن سے نکلتے نکلتے چیف آفیسر نے عمران سے کہا۔ "تم یہیں میرا انتظار کرو۔!"

"ب.... بہت اچھا....!" عمران نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا اور جب وہ دونوں باہر چلے گئے تو عجیب سا منہ بنا کر سر کھجانے لگا۔ اس کی آنکھوں میں شرارت آمیز چمک سی لہرائی۔

اُسے پندرہ منٹ تک چیف آفیسر کی واپسی کا منتظر رہنا پڑا تھا۔

وہ آیا اور سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ چہرہ پُرسکون تھا۔ ایسا قطعی نہیں معلوم ہوتا تھا کہ وہ کچھ دیر پہلے جارحانہ موڈ میں تھا۔

"میں تمہیں بہت پسند کرتا ہوں....!" کچھ دیر بعد اس نے عمران کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ "اب تم مجھے ہی انچارج سمجھو....! میں نے برجر کو اس کے کیبن میں قید کردیا ہے۔!"

"آپ نے بہت اچھا کیا جناب عالی....!" عمران نے بڑے ادب سے کہا۔ "میں ڈسپلن کا بڑا

خیال رکھتا ہوں۔!"

"میں کبھی ایسا قدم نہ اٹھاتا.... لیکن مجھے شبہ ہے کہ برجر نے تم سے پہلے والے ریڈیو آفیسر کو قتل کر دیا ہے۔!"

"ارے باپ رے....!" عمران بوکھلا کر اٹھ گیا اور پیٹ پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

"بیٹھ جاؤ....!"

"مم.... میں جنابِ عالی....!"

"تمہیں ایسا کوئی حادثہ پیش نہیں آسکتا.... مطمئن رہو.... آہستہ آہستہ۔ تمہیں سارے حالات سے آگاہ کر دوں گا۔ یہاں کوئی کسی پر اعتماد نہیں کرتا لیکن میں تمہیں قابلِ اعتماد سمجھتا ہوں۔!"

"میں آپ کا شکر گذار ہوں جنابِ عالی....!"

"وہ سیاہ فام جوزف کیسا آدمی ہے۔!"

"بس اُسے یہ بتانا پڑے گا کہ اب آپ کپتان ہیں.... اس کی وفاداری آپ کی طرف منتقل ہو جائے گی۔!"

"کم از کم دو ایسے آدمی ضرور ہونے چاہئیں، جن پر اعتماد کر سکوں۔!"

"میری طرف سے مطمئن رہئے۔!"

"گڈ.... اب تم اپنے کیبن میں جاؤ.... اور جوزف کو یہ بتا کر میرے پاس بھیج دو کہ اب میں ہی کپتان ہوں۔!"

◆

رات گئے کسی نے عمران کے کیبن کے دروازے پر دستک دی اور اس نے خوف زدہ آواز میں پوچھا۔ "بھائی تم کیناڈا والے بھوت تو نہیں ہو۔!"

جواب میں اسے جوزف کی آواز سنائی دی تھی۔

اُس نے دروازہ کھولا اور جوزف آہستہ سے بولا۔ "وہ تمہیں بلا رہا ہے باس....!"

"کون....؟"

"چیف آفیسر....!"

"میں چل رہا ہوں.... برجر کی بیوی کا کیا ہوا....!"

"وہ بدستور وہیں ہے جہاں تھی.... اور مجھے وہ ناگوار ڈیوٹی بھی انجام دینی پڑی تھی۔!"

"چیف آفیسر کہاں ہے....!" عمران نے پوچھا۔

"پہلے میری بات سن لو باس....!"

"بکو جلدی سے....!"

"میں نہیں جانتا کہ تم کس چکر میں ہو.... لیکن یہ مہم جان لیوا بھی ہو سکتی ہے۔!"

"خاموش رہو....!"

"مجھے صرف تمہاری فکر ہے باس.... میرا کیا جس وقت چاہوں مر جاؤں۔!"

"میری اجازت حاصل کئے بغیر تو نے اگر مر جانے کا ارادہ بھی کیا تو ہمیشہ زندہ رہنے پر مجبور کر دوں گا۔!"

"وہ کیسے باس....؟"

"ایسی موت ماروں گا کہ تو بھوت بن جائے۔!"

"نہیں باس.... بددعا نہ دو....!" جوزف کانپتی ہوئی آواز میں بولا۔ "وہ زندگی تو ہوتی ہے لیکن میں ایسی زندگی کو زندگی نہیں سمجھتا جس میں پی نہ سکوں۔!"

"میں نے پوچھا تھا چیف آفیسر کہاں ہے۔!"

"کنٹرول روم میں ہے اور مجھ پر بہت زیادہ مہربان ہے.... گوشت کا ایک ڈبہ بھی مجھے دیا تھا۔!"

"آہستہ بول....!"

"اب جاؤ.... باس.... وہ کوئی بڑی سازش کر رہا ہے۔!"

عمران کنٹرول روم میں پہنچا.... چیف آفیسر اس کا منتظر تھا۔ وہ اُسے ساتھ لے کر شراب نوشی والے کیبن میں آیا۔

"کتنا اداس لگ رہا ہے.... یہ کیبن....!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"مجھے بھی افسوس ہے۔!" چیف آفیسر نے کہا۔ "لیکن یہ اقدام ضروری تھا.... عملہ بغاوت پر آمادہ ہو گیا تھا۔!"

"لیکن اس اقدام سے فائدہ کیا ہو گا۔!"

"ٹھہرو.... بتاتا ہوں....!" چیف آفیسر نے کہا اور اٹھ کر باہر چلا گیا۔

عمران کے اندازے کے مطابق وہ غالباً یہ دیکھنے گیا تھا کہ آس پاس کوئی موجود تو نہیں..... واپسی پر اس نے بڑی احتیاط سے دروازہ بند کر کے بولٹ کر دیا۔

پھر اس نے اپنے لئے ایک بوتل کھولی تھی۔

"کیا یہ سچ ہے کہ تم نہیں پیتے....؟" اس نے عمران سے پوچھا۔

"ہاں میں نہیں پیتا....!"

"تفریحاً بھی نہیں۔!"

عمران سے نفی میں جواب پا کر بولا۔ "مجھے بااصول لوگ پسند ہیں۔ اُن پر کسی بھی معاملے میں اعتماد کیا جا سکتا ہے۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔ چیف آفیسر نے اپنے لئے ایک گلاس تیار کیا اور چھوٹے چھوٹے گھونٹ لینے لگا۔

"برجر.... بہت بُرا آدمی ہے۔!" کچھ دیر بعد اس نے کہا۔

"وہ تو صورت ہی سے ظاہر ہے.... لیکن اس کی بیوی حیرت انگیز ہے۔ اس کے ہونٹ پلاسٹک سرجری کے ذریعہ جڑوا دیئے اور وہ اس کے ساتھ خوش ہے۔!"

"کیا اس نے تمہیں یہی بتایا ہے....!"

"ہاں.... اور یہی نہیں بلکہ کبھی اسے محبوبہ کہتا ہے اور کبھی بیوی....!"

"وہ جھوٹا ہے.... نہ وہ اس کی بیوی ہے اور نہ محبوبہ.... بلکہ اس جہاز کی مالکہ ہے۔!"

"خدا کی پناہ....!"

"اسی جہاز میں کہیں لاکھوں ڈالر موجود ہیں اور ہم بھکاریوں کی سی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ کئی بار ہمیں عرب شیوخ کی خیرات پر گذارا کرنا پڑا ہے۔!"

"آخر ایسے نامعقول جہاز پر آپ لوگوں نے ملازمت کیوں جاری رکھی ہے۔!"

"ہم جائیں بھی تو کہاں جائیں.... ہم سب بہت بڑے بڑے مجرم ہیں اور اپنے ممالک میں داخل نہیں ہو سکتے....! کبھی اس جہاز پر.... قاعدے کے لوگ بھی رہے ہوں گے۔ لیکن برجر آہستہ آہستہ انہیں الگ کر کے ان کی کمی ایسے ہی مجرموں سے پوری کرتا رہا ہے اور اب ایک بھی ایسا نہیں جس کا دامن داغ دار نہ ہو۔!"

"اس نے آخر ایسا کیوں کیا....!"

"محض اسلئے کہ ہم سے زر خرید غلاموں کا سا سلوک کر سکے... ہم اسکے رحم و کرم پر تھے۔!"

"مالکہ کو ملا کر برجر کی گردن کاٹ دیتے۔!"

"اب یہی کرنا پڑے گا۔ لیکن اُس سے پہلے میں ان لاکھوں ڈالروں پر قبضہ کرنا چاہتا ہوں جو اس نے ہمارے تن اور پیٹ کاٹ کاٹ کر جمع کئے ہیں۔ ہم کسی سے فریاد بھی تو نہیں کر سکتے۔!"

"واقعی چکر کی بات ہے.....!"

"اب ہم تینوں کو مل کر اس خزانے کو تلاش کرنا ہے۔!"

"برجر ہی کا گلا دبا کر کیوں نہ معلوم کریں۔!" عمران نے مشورہ دیا۔

"وہ بہت چیمڑ آدمی ہے.... تم اسے قتل کر دو لیکن اس سے اعتراف نہ کرا سکو گے۔!"

"چلئے تو پھر تلاش کریں۔!"

"اس وقت نہیں۔!"

"جیسی آپ کی مرضی.... میں پوری طرح آپ کا ساتھ دوں گا کیونکہ خواہ مخواہ اس مصیبت میں آپھنسا ہوں۔!"

"اور سنو ٹرانس میٹر خود اسی نے بیکار کر دیئے ہیں....! ریسیورز میں کوئی خرابی نہیں.... وہ بدستور کام کر رہے ہیں۔!"

"بات اب کچھ کچھ میری سمجھ میں آ رہی ہے۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"آجائے گی.... آجائے گی.... اور ہاں سنو.... چیف انجینئر کی بیوی سلویا سے ہوشیار رہنا.... بہت چالاک عورت ہے.... میرا خیال ہے کہ وہ دونوں بھی اس پر یقین رکھتے ہیں کہ برجر کا ذاتی سرمایہ جہاز ہی کے کسی حصے میں پوشیدہ ہے۔!"

"وہ تو سب ٹھیک ہے جناب! لیکن جہاز اگر کسی مصیبت میں پڑ جائے تو ہم کسی کو اپنی مدد کے لئے بھی نہیں بلا سکیں گے۔ اس لئے ٹرانس میٹر کا مسئلہ بھی جلد ہی حل ہونا چاہئے۔!"

"برجر کے علاوہ اور کوئی انہیں ٹھیک نہیں کر سکتا۔ وہ لاسلکی کا ایک ماہر انجینئر بھی ہے۔!"

"یہاں ابو نخلہ کی بندرگاہ پر بھی کوئی نہ کوئی ایسا آدمی مل جائے گا۔!"

"سنو دوست....! یہ بھی اس وقت تک ناممکن ہے جب تک کہ ہمارے ہاتھ میں کوئی معقول رقم نہ ہو....! یہ کام مفت تو ہونے سے رہا۔ اگر یہاں بندرگاہ پر کسی کو معلوم ہو گیا کہ ہمارا

ٹرانس میٹر سسٹم ناکارہ ہے تو ہم یہاں سے لنگر نہ اٹھا سکیں گے۔!"

"ہاں یہ بات تو ہے....!" عمران پُر تفکر لہجے میں بولا۔

"تم اس کی فکر نہ کرو.... مجھے سمندر ہی کا باشندہ سمجھو.... میں جانتا ہوں کہ کب ہمارے لئے خطرہ ہے.... اور پھر یہ کام ہمیں یہیں ابو نخلہ میں سر انجام دینا ہے.... بس تم.... سلویا اور چیف انجینئر سے ہوشیار رہنا۔!"

"آپ بالکل مطمئن رہئے.... وہ میری ہمدردیاں حاصل نہ کر سکیں گے۔!" عمران نے کہا۔

"مجھے تم سے یہی امید ہے.... میں آنکھوں کی بناوٹ کے انداز سے معلوم کر سکتا ہوں کہ کون کیسا ہے.... تم ایمان دار آدمی ہو.... اور اب جو کچھ کرنے جا رہے ہو چند آدمیوں کی بہتری کے لئے ہے۔!"

پھر اس گفتگو کا اختتام اس طرح ہوا کہ کسی نے کیبن کے دروازے پر دستک دی۔

"دیکھو کون ہے....!" چیف آفیسر آہستہ سے بولا۔

عمران نے اٹھ کر دروازہ کھولا.... اور چیخ مار کر پیچھے ہٹ آیا۔

"کیا بات ہے....؟" چیف آفیسر بھی بوکھلا کر کھڑا ہو گیا۔

"بھبھ.... بھوت....!" عمران کانپ رہا تھا۔

"بھوت نہیں.... جوزف جناب....!" دروازے کی طرف سے آواز آئی۔

"کیا بات ہے.... اندر آؤ....!" چیف آفیسر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"جوزف.... لاحول ولا قوۃ....!" عمران کھسیانی ہنسی کے ساتھ بولا۔ "بھائی تم رات کو سفید کپڑے نہ پہنا کرو.... خود تو تاریک پس منظر میں غائب ہو جاتے ہو.... اور سفید کپڑے نظر آتے رہتے ہیں۔!"

"کیا ہے.... کیوں آئے ہو....!" چیف آفیسر نے اس سے پوچھا۔

"چیف انجینئر کی بیوی.... مسٹر عمران کا انتظار ان کے کیبن میں کر رہی ہے۔!"

"اس کو یہیں بھیج دو....!" عمران بولا۔

"نہیں.... جاؤ.... دیکھو کیا کہتی ہے....!" چیف آفیسر نے کہا۔

"رات کو مجھے عورتوں سے بھی ڈر لگتا ہے۔!" عمران نے جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اچھا تم بھی چلو....!"

"نہیں.... صرف تم جاؤ گے....!" چیف آفیسر بھنا کر بولا۔

"ب.... بہت اچھا!" عمران کی آواز کانپ رہی تھی اور جوزف اُسے حیرت سے دیکھے جا رہا تھا۔

"بس جاؤ....!" چیف آفیسر اٹھتا ہوا بولا۔

کیبن سے باہر نکل کر اس نے جوزف سے کہا۔ "تم میرے کیبن کے دروازے پر اُس وقت تک ٹھہرے رہنا جب تک کہ وہ چلی نہ جائے۔!"

"اوہ.... تو کیا باس تم سچ مچ عورتوں سے ڈرتے ہو....!"

"تیری طرح سیاہ فام ہوتا تو ہرگز نہ ڈرتا.... تیری بوتلوں کا کیا ہوا....!"

"میں نے چیف آفیسر سے صاف صاف کہہ دیا تھا.... وہ بھی مجھ پر مہربان ہے.... لیکن میری ڈیوٹی تبدیل کرنے سے انکار کر دیا ہے.... خدا ایسی نوکری دشمن کو بھی نہ دلائے۔!"

سلویا دروازے ہی پر کھڑی ملی تھی۔

وہ دونوں کیبن میں آئے.... سلویا نے مڑ کر دروازہ بند کیا اور اُسے بولٹ کرتی ہوئی بولی۔

"میں نے تم سے مچھلی کے ڈبوں کا وعدہ کیا تھا لہٰذا مجھے اسی وقت آنا پڑا۔!"

"بہت بہت شکریہ....! آج رات میں نے کچھ نہیں کھایا۔!"

"پاسولیا کا نشہ اُتر گیا....!"

"وہ تو میں نے موسیو برجر کو خوش رکھنے کے لئے کیا تھا۔!"

"اس کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے.... کیا خیال ہے تمہارا....!"

"معلوم نہیں....!"

"چیف آفیسر اب تم سے بہت خوش معلوم ہوتا ہے۔!"

"کوئی شخص بھی مجھ سے زیادہ دیر تک ناراض نہیں رہ سکتا۔!"

"میرا خیال ہے کہ تم ٹھیک کہہ رہے ہو.... میں نے اتنی معصومیت کسی مرد کی آنکھوں میں نہیں دیکھی۔!"

"میرے بعض بے تکلف دوست مجھے آدھی عورت کہتے ہیں۔!"

"احمقوں کی سی باتیں نہ کرو....!" وہ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتی ہوئی بولی۔

”مم.... مگر.... ہاپ.... یعنی کہ.... مم.... مچھلیوں کے ڈبے۔!“

”اس تھیلے میں ہیں۔!“

”شش شکریہ.... کیا میں کھانا شروع کردوں.... بہت بھوکا ہوں۔!“

”ضرور کھاؤ....!“

عمران نے تھیلے سے ایک ڈبہ نکال کر اسٹول پر رکھتے ہوئے کہا۔ ”آپ بہت نیک دل خاتون ہیں۔!“

”میں تمہیں پسند کرنے لگی ہوں۔!“

”شش.... شکریہ....!“

ڈبہ کاٹ کر اس نے مچھلی کا ایک چھوٹا سا قتلہ نکالا اور منہ میں ڈال لیا۔

سلویا بولی۔ ”میرا شوہر بزدل ہے۔!“

”لل.... لیکن.... آپ تو کہہ رہی تھیں کہ اس نے آپ کے شوہر کو قتل کیا تھا۔!“

”وقتی جوش تھا.... میرے حصول کا بھوت سوار تھا.... سر پر۔ اب تو وہ اس سچویشن کو یاد کرکے بے ہوش ہو جایا کرتا ہے۔!“

”یہ تو کوئی اچھی علامت نہیں ہے کہ آدمی گذرے ہوئے واقعات کو یاد کرکے بے ہوش ہو جائے۔!“

”بہر حال....!“ وہ ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔ ”مجھے ایک مضبوط سہارے کی ضرورت ہے۔ اب تو اس میں اتنا دم خم بھی نہیں ہے کہ میری حفاظت ہی کرسکے۔ یہ میرا اپنا رکھ رکھاؤ ہے کہ اتنے بدمعاشوں میں گھری ہونے کے باوجود بھی محفوظ ہوں۔!“

”واقعی قابل پرستش ہیں آپ....!“ عمران کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا۔

”کیا مطلب....؟“

”خود بھی بدمعاش ہونے کے باوجود دوسروں کو بدمعاش کہہ سکتی ہیں۔!“

”مجھ پر طنز نہ کرو.... میں نے ایک بُرے آدمی سے پیچھا چھڑانے کیلئے قتل کی سازش کی تھی۔!“

”اس غصے کو اب ختم کیجئے.... میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مچھلی....!“

”تم بھی اس کا حوالہ نہ دینا.... جب تک میرے پاس اسٹاک موجود ہے تم پاسولیا نہیں کھاؤ گے۔!“

عمران نے اس پر صرف ٹھنڈی سانس لی تھی.... کچھ بولا نہیں تھا۔

وہ کچھ دیر بعد خواب ناک سی آواز میں بولی۔ ”کیا میں کسی بھی معاملے میں تم پر اعتماد کرسکتی ہوں۔!“

”کک.... کیا.... مطلب....!“

”ڈرو نہیں... موجودہ شوہر کے قتل کا منصوبہ نہیں بنانا۔!“ وہ کھنکتی ہوئی ہنسی کے ساتھ بولی۔

عمران نے پھر طویل سانس لی اور بولا۔ ”خدا کا شکر ہے۔!“

”اچھا ایک بات بتاؤ.... کیا تمہیں برجر سے ہمدردی نہیں۔!“

”ہمدردی....؟ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک ایسے آدمی کے لئے میرا کیا رویہ ہونا چاہئے جو ڈیڑھ ہزار روپے ماہانہ کا وعدہ کرکے لایا.... اور....!“

”اُسے فی الحال بھول جاؤ....!“

”پھر آپ کیا کہنا چاہتی ہیں۔!“

”اس نے ہمیں پناہ دی تھی۔!“

”چلئے.... میں اسے بھی تسلیم کرتا ہوں.... پھر....؟“

”چیف آفیسر اُس سے بھی بُرا آدمی ہے۔!“

”میرا بھی یہی خیال ہے....! ابھی کچھ ہی دیر پہلے وہ مجھے دھمکیاں دیتا رہا تھا۔ کہہ رہا تھا کہ اگر تم نے برجر کی طرف داری کی تو گولی مار کر سمندر میں پھینک دوں گا۔!“

”پھر تم نے کیا کہا....!“

”میں کیا کہتا.... بے چوں و چرا اس کی ہاں میں ہاں ملانی پڑی۔!“

”اس نے عملے کی ہمدردی میں برجر کے ساتھ یہ سلوک نہیں کیا.... اس کی کچھ اور ہی وجہ ہے۔!“

”جہنم میں جائے.... میں ان لغویات میں سر نہیں کھپانا چاہتا۔!“

دفعتاً کسی نے دروازہ پیٹنا شروع کیا۔

”کون ہے....؟“ عمران نے جھپٹ کر دروازے کے قریب پہنچتے ہوئے پوچھا۔

”بھبھ.... بھبھ.... بھوت....!“ باہر سے جوزف کی آواز آئی تھی۔

عمران نے دروازہ کھولا اور دروازے کے ساتھ ہی ساتھ جوزف بھی اندر کی طرف کھسکتا ہوا بالآخر فرش پر جا پڑا۔

”ارے.... یہ تو بے ہوش ہو گیا....!“ سلویا بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولی۔

"میں دیکھتا ہوں....!" کہتے ہوئے عمران نے باہر جانا چاہا لیکن سلویا نے جھپٹ کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"نہیں....! وہ خطرناک بھی ہو سکتا ہے۔!" وہ کانپتی ہوئی آواز میں بولی۔ "باہر مت جاؤ۔!"

اور پھر اس نے آگے بڑھ کر دروازہ بند کیا اور چٹخنی چڑھا دی۔

"کیوں....؟ تم مجھے باہر کیوں نہیں جانے دیتیں۔!" عمران نے جھنجھلا کر پوچھا۔

"آج تک ایسا نہیں ہوا کہ کوئی اس کی موجودگی میں باہر نکلنے کی ہمت کر سکا ہو۔!"

"پلیز مجھے جانے دو.... میں نے آج تک کوئی بھوت نہیں دیکھا۔!" عمران بچوں کے سے انداز میں گھگھیایا۔

"تم کیسے آدمی ہو.... پہلے اسکی خبر لو..!" سلویا نے جوزف کو دیکھ کر پُر تشویش لہجے میں کہا۔

"مرنے کے بعد اسے بھی بھوت ہی بن جانا ہے لہٰذا اس کی خبر کیا لوں۔!"

"فضول باتیں نہ کرو....!"

وہ جوزف کو ہوش میں لانے کی تدبیریں کرنے لگی تھی۔! دفعتاً تیز قسم کی گھنٹی کی آواز سنائی دی اور پھر سناٹا چھا گیا۔

"یہ گھنٹی کیسی تھی۔!" عمران نے پوچھا۔

"دوسروں کو بھی خبر دار کیا گیا ہے کہ.... وہ باہر نہ نکلیں۔!"

"باقاعدہ قسم کا بھوت معلوم ہوتا ہے۔!"

وہ کچھ نہ بولی.... بدستور جوزف کو ہوش میں لانے کی تدبیرین کرتی رہی۔

دفعتاً عمران اچھل پڑا۔

"یہ.... یہ.... سائرن کیوں....؟ ارے.... جہاز بھی حرکت میں آ گیا ہے۔!"

سلویا بھی سیدھی کھڑی ہو گئی تھی.... اور متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائے جا رہی تھی۔!

گھنٹی پھر بجنے لگی تھی.... اب عمران نے سلویا کے چہرے پر بھی خوف کے آثار دیکھے۔!

گھنٹی بجتی ہی رہی۔

"اسکا یہ مطلب ہے....!" سلویا کپکپاتی ہوئی آواز میں بولی۔ "خدا کی پناہ تو کیا.... لیکن۔!"

وہ دروازے کی طرف بڑھی.... لیکن پھر رک گئی اور مڑ کر بے بسی سے عمران کی جانب

دیکھنے لگی۔

عمران کا اندازہ تھا کہ وہ بہت زیادہ خوف زدہ ہے لیکن وہ فوری طور پر فیصلہ نہ کر سکا کہ وہ اداکاری کے جوہر تو نہیں دکھا رہی ہے۔

"کیا بات ہے....!" عمران نے بھی خوف زدہ لہجہ اختیار کرتے ہوئے پوچھا۔

"گھنٹی کی آواز.... اور جہاز کی حرکت....!" وہ اس طرح بولی جیسے خود سے مخاطب ہو۔

"تم کس سے باتیں کر رہی ہو....؟"

وہ کچھ کہنے والی تھی کہ جوزف نے کراہ کر کروٹ لی.... پھر وہ دونوں تیزی سے اُس کے قریب پہنچے تھے۔ وہ بوکھلا کر اٹھ بیٹھا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔

"کیا بات ہے....!" عمران نے اس کے شانے پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے پوچھا۔

"بھھ.... بھوت....!"

"تو.... یا میں....!" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔

جوزف کے ہونٹ ہلے آواز نہ نکلی.... اس نے دروازے کی طرف اشارہ کیا تھا۔

گھنٹی اب بھی بج رہی تھی.... عمران نے پھر دروازے کی طرف بڑھنا چاہا لیکن سلویا نے جھپٹ کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"احمق نہ بنو.... پہلے اس سے معلوم کر لو کیا بات تھی۔!" اس نے کہا۔

"اچھا تو مردود تو ہی بتا....!" عمران جوزف کو گھونسہ دکھاتا ہوا اس کی طرف بڑھا۔

"سفید.... سر تا پا سفید....!" جوزف کی آواز کانپ رہی تھی۔ "یقین کرو.... جب وہ میرے پاس سے گذر رہا تھا تو اس کے جسم سے چنگاریاں اڑی تھیں.... اور جہاز.... دیکھو.... یہ جہاز حرکت کر رہا ہے۔!"

"تو نے اُسے پکڑا کیوں نہیں۔!"

"بھھ.... بھوت کو....؟"

"بکواس بند کرو.... میں دیکھوں گا بھوت کو....!" عمران نے کہا اور دروازے کی طرف چھلانگ لگائی.... پھر جتنی دیر میں سلویا اس تک پہنچتی وہ دروازہ کھول کر باہر نکل چکا تھا۔

چاروں طرف اندھیرا نظر آیا.... لیکن وہ بندرگاہ کی دور ہوتی ہوئی روشنیاں صاف دیکھ سکتا

تھا۔ دفعتاً وہ بڑی پھرتی سے لیٹ گیا اور سینے کے بل کھسکتا ہوا کنٹرول روم کی طرف بڑھنے لگا۔

صرف وہیں کا دروازہ کھلا ہوا تھا.... اور اندر کی روشنی باہر کے اندھیرے میں بڑا سا مستطیل بنا رہی تھی۔ وہ آہستہ آہستہ بڑھتا رہا.... گھنٹی کی آواز اب بھی گونج رہی تھی۔

عمران کنٹرول روم کے قریب رک گیا۔ دروازے میں داخل ہونے سے پہلے اُسے روشنی میں آنا پڑا.... لہٰذا اگلا قدم سوچے سمجھے بغیر نہیں اٹھانا چاہتا تھا۔!

مڑ کر دیکھا.... لیکن اندھیرے کے علاوہ اور کچھ نہ نظر آیا.... شائد سلویا کیبن سے نکلنے کی ہمت نہیں کر سکی تھی۔ اس کے انداز سے یہی معلوم ہوا تھا جیسے اتنی دیر تک گھنٹی بجتے رہنا اس کے لئے کوئی نئی بات ہو۔ گھنٹی کی آواز اس وقت ختم ہوئی تھی جب بندرگاہ کی روشنیاں نظر آنی بند ہو گئی تھیں۔ ساتھ ہی روشنی کا مستطیل بھی غائب ہو گیا تھا۔

عمران کھسک کر دیوار سے جا لگا تھا.... اتنے میں کوئی دوڑتا ہوا اس کے قریب سے گذرا .... پھر کوئی دوسرا گذر ہی رہا تھا کہ عمران کی ٹانگ یونہی اندازے سے چل گئی اور دوسرا نہ صرف لڑکھڑایا بلکہ گرا بھی.... گرنے کی آواز خاصی وزن دار تھی۔

عمران نے اس پر چھلانگ لگائی.... ٹھیک اسی وقت سارے جہاز کی روشنیاں جاگ اٹھیں۔

”ارے.... ارے....!“ عمران کے نیچے دبے ہوئے آدمی نے اُسے جھٹک دینے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ ”تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا۔!“

یہ چیف آفیسر تھا۔!

”مم.... معاف کیجئے گا جناب....!“ عمران بوکھلا کر اٹھتا ہوا گڑگڑانے لگا.... ”غغ.... غلطی ہو گئی۔!“

”گدھے ہو....!“ چیف آفیسر پیر پٹخ کر بولا۔ ”سارا کھیل بگاڑ دیا۔!“

”اب میں پاگل ہو جاؤں گا۔!“ عمران نے اپنا سر پیٹ کر کہا۔ ”میں تو اُس بھوت کو پکڑنے نکلا تھا۔!“

”تم پاگل ہی ہو چکے ہو....!“ چیف آفیسر کا لہجہ غصیلا تھا۔ پھر اس نے عمران کا ہاتھ پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے کہا۔ ”چلو میرے ساتھ....!“

وہ اُسے شراب نوشی کے کیبن میں لایا۔

”یہیں بیٹھو.... میں ابھی آیا....!“ اس نے عمران کا شانہ تھپک کر کہا اور باہر نکل گیا....

عمران نے محسوس کیا کہ وہ کیبن کا دروازہ باہر سے بولٹ کر گیا تھا۔ اٹھ کر اس شبہے کی تصدیق بھی کر لی اور ٹھنڈی سانس لے کر کرسی کی طرف پلٹ آیا۔

شائد پانچ یا چھ منٹ بعد چیف آفیسر دوبارہ کیبن میں داخل ہوا تھا۔

”تم وہاں.... کیا کر رہے تھے....!“ اس نے عمران سے پوچھا۔

”میں پاگل ہو گیا ہوں....!“ عمران نے لہجے میں غصیلا پن پیدا کر کے کہا۔

چیف آفیسر ہنسنے لگا.... پھر اس کا شانہ سہلاتا ہوا بولا۔ ”واقعی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے.... میں نے تمہیں ہدایت کی تھی کہ بھوت کا غلغلہ سنو تو باہر نہ نکلنا....!“

”میں نہ نکلتا لیکن حالات نے مجبور کر دیا۔!“

”کیسے حالات....؟“

”وہ نامعقول عورت.... مجھے الو بنانے کی کوشش کر رہی تھی۔!“ عمران نے آہستہ سے رازدارانہ لہجے میں کہا۔

”کیوں....؟ کیوں....؟“ چیف آفیسر کے لہجے میں حیرت تھی۔!

عمران نے سلویا کی کہانی شروع کر دی اور جوزف کے بے ہوش ہو جانے والے واقعے تک پہنچ کر خاموش ہو گیا۔

”کیوں....؟ آگے کہو.... پھر کیا ہوا....؟“ چیف آفیسر مضطربانہ لہجے میں بولا۔

”کیا یہ ممکن نہیں کہ سلویا کا شوہر ہی بھوت بن کر موسیو برجر کا خزانہ تلاش کرنے نکلتا ہو۔!“

اس پر چیف آفیسر نے زوردار قہقہہ لگایا.... لیکن پھر سنجیدگی اختیار کرتا ہوا بولا۔ ”ٹھہرو مجھے سوچنے دو....!“

عمران احمقانہ انداز میں اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے جلدی جلدی پلکیں جھپکاتا رہا۔

”سنو....!“ چیف آفیسر کچھ دیر بعد بولا۔ ”کیا تم وہاں دوڑتے ہوئے پہنچے تھے۔!“

”نہیں تو....! میں تو چوروں کی طرح رینگتا ہوا کنٹرول روم کی طرف آیا تھا۔!“

”لیکن میں نے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنی تھی۔!“ چیف آفیسر بھرائی ہوئی آواز میں بولا اور مضطربانہ انداز میں ٹانگیں ہلانے لگا۔

”میں نے اُسے بھی ٹانگ مارنے کی کوشش کی تھی.... لیکن بچ گیا....!“ عمران پُر مسرت لہجے میں چیخا۔!

”کیا....؟“ چیف آفیسر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ ”خدا کے بندے مجھے بتاؤ وہ کون تھا....!“

”جناب عالی کیا میں نے آپ کو پہچان کر ٹانگ ماری تھی.... اتنے اندھیرے میں دیکھ سکتا تو کیا مجھ سے یہ گستاخی سرزد ہوتی۔!“

”اُوہ.... تو تم اُسے نہیں دیکھ سکے تھے....!“ اس نے مایوسانہ لہجے میں کہا اور پھر بیٹھ گیا۔

تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر بولا۔ ”تمہارا شبہ غلط ہے.... سلویا اور اس کا شوہر اس وقت جہاز پر نہیں تھے جب سے بھوت نے نمودار ہونا شروع کیا ہے۔!“

”جہنم میں جائے....!“ عمران اپنے بال نوچتا ہوا بولا۔ ”پہلے میں اسے بحری یتیم خانہ سمجھتا تھا لیکن یہ جہاز تو خبیث روحوں کا اکھاڑہ معلوم ہوتا ہے۔!“

وہ ہنسنے لگا اور بولا۔ ”ہو سکتا ہے اور وہ دوسرا آدمی تمہارا دوست جوزف رہا ہو....!“

”وہ تو بے ہوش پڑا تھا۔!“

”بہر حال وہ بھی تمہاری ہی طرح کا کوئی بے وقوف آدمی ہو گا۔!“

”لیکن.... یہ جہاز بندرگاہ چھوڑ چکا تھا۔!“

”میں تمہیں یہی تو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ سب اُسی بھوت کا کارنامہ ہے۔!“

”کیا مطلب....؟“ عمران چونک کر بولا۔

”میں سونے کی تیاری کر رہا تھا کہ اچانک گھنٹی بجنے لگی.... اور جہاز حرکت میں آگیا.... یہ میری ذمہ داری تھی.... میں بھوت کی پرواہ کئے بغیر کنٹرول روم کی طرف بھاگا.... وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔!“

”لیکن پھر آپ وہاں سے نکل کر بھاگے کیوں تھے۔!“

”میں بہت زیادہ خائف ہو گیا تھا۔!“

”بقیہ لوگ کہاں ہیں....؟“

”اب وہ سب باہر آگئے ہیں....! گھنٹی بھوت کے نمودار ہونے کی علامت ہے۔! اُسے سنتے ہی کوئی بھی باہر ٹھہرنے کی ہمت نہیں کرتا۔!“

”گھنٹی کون بجاتا ہے....؟“

”گھنٹی.... اگر تم پورے جہاز میں کوئی ایسی گھنٹی تلاش کر دو جس کی آواز اس قسم کی ہو تو میں تمہیں سو ڈالر انعام دوں گا۔!“

”تو کیا یہ گھنٹی بھی....؟“

”اس سے ایک عجیب کہانی وابستہ ہے.... کیناڈا کا وہ آدمی اسی جہاز کا ایک آفیسر تھا.... اس کے پاس ایک گھنٹی تھی.... جسے وہ روز شام کو بجا بجا کر رویا کرتا تھا.... اس کے بیان کے مطابق وہ گھنٹی اس کی محبوبہ کی تھی۔!“

”محبوبہ کی گھنٹی!“ عمران ٹھنڈی سانس لیکر بولا۔ ”یہ تو کسی رومانی ناول کا نام بھی بن سکتی ہے۔!“

”ہے نا مضحکہ خیز بات....!“ چیف آفیسر ہنس کر بولا۔ ”پتہ نہیں کہاں تک سچ ہے کہ اس کی محبوبہ اس وقت بڑے اچھے موڈ میں گا گا کر وہی گھنٹی بجا رہی تھی جب اسے گولی لگی۔!“

”کیا وہ کسی محاذ پر گھنٹی بجا رہی تھی۔!“ عمران نے پوچھا۔

”نہیں.... اپنے گھر میں.... دراصل کوئی اور بھی اُسے چاہتا تھا۔ جسے وہ لفٹ نہیں دیتی تھی۔ وہ جہازی آفیسر اس وقت اس کے پاس ہی موجود تھا.... اُس نے اُسے مرتے دیکھا۔ وہ مر گئی اور اپنی یادگار گھنٹی چھوڑ گئی.... لوگ کہتے ہیں کہ یہ اسی گھنٹی کی آواز ہے.... ایک شام اسی جہاز پر جب وہ گھنٹی بجا بجا کر رو رہا تھا پتہ نہیں سمندر کی سطح پر کیا دیکھا کہ چیخنے لگا.... میں آرہا ہوں.... میں آرہا ہوں.... اور پھر اس نے گھنٹی سمیت سمندر میں چھلانگ لگادی۔!“

”عقل مند تھا....!“ عمران بحر حماقت میں غوطہ لگا کر بولا۔ ”اگر گھنٹی چھوڑ گیا ہوتا تو پھر کون اُسے بجا بجا کر روتا۔!“

”تمہیں یقین نہیں آیا اس کہانی پر....!“ چیف آفیسر نے کہا اور قہقہے لگانے لگا۔

اتنے میں کسی نے دروازے پر دستک دی۔

”کم ان....!“ چیف آفیسر بڑے رعب سے بولا۔

اندر آنے والا سیکنڈ آفیسر تھا.... اُسے دیکھتے ہی چیف آفیسر بولا۔ ”بھوت نہیں چاہتا کہ جہاز ابو نخلہ میں ٹھہرا رہے۔ لہٰذا اس کی روانگی کے متعلق کچھ نہیں جانتا۔!“

”لل.... لیکن جناب عالی....!“ سیکنڈ آفیسر ہانپتا ہوا بولا۔ ”ہمیں یہاں سے آگے جانا تھا،

پیچھے نہیں لوٹنا تھا۔!"

"کیا مطلب....؟" چیف آفیسر بوکھلا کر کھڑا ہو گیا۔

"جہاز واپس ہو رہا ہے.... پھر مشرق کی طرف جا رہا ہے۔!"

"ناممکن....!"

"آپ خود چل کر دیکھ لیجئے۔!"

چیف آفیسر عمران سے مزید کچھ کہے بغیر کیبن سے نکل گیا.... سیکنڈ آفیسر بھی اس کے ساتھ ہی گیا تھا۔

عمران کے ہونٹوں پر ایک شرارت آمیز مسکراہٹ نمودار ہوئی اور وہ سر ہلاتا ہوا اٹھ گیا۔

اُسے اپنے کیبن کا دروازہ کھلا ہوا ملا تھا.... جوزف ابھی تک وہیں تھا البتہ سلویا جا چکی تھی۔

"کک.... کیا ہوا باس....؟" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"بھوت کی لنگوٹی ہاتھ آتے آتے رہ گئی۔!"

"وہ لنگوٹی میں نہیں تھا باس.... سفید لبادہ....!"

"بکواس بند.... سلویا کہاں گئی۔!"

"اچھا ہوا چلی گئی.... وہ حرام زادی.... ورنہ....!"

"ورنہ کیا ہوتا....!"

"باس وہ حرافہ مجھ سے کہہ رہی تھی کہ مجھے افریقہ کے سیاہ فام مرد بہت اچھے لگتے ہیں۔!"

"پھر تو نے کیا کہا۔!"

"میں نے کہا چلی جاؤ سفید چڑیل ورنہ میں اپنا گلا گھونٹ لوں گا۔!"

"شاباش.... تو نر بچہ ہے.... خدا عمر میں برکت دے.... سفید چڑیلوں سے اکڑنا مناسب نہیں ہوتا.... یہ اُس وقت بہت محظوظ ہوتی ہیں جب تم ان کا غصہ خود اپنی ذات پر اتارو....!"

"مم.... مگر.... بھوت....!"

"تیرے حصے میں چڑیل آئی تھی.... لیکن بھوت میرا حصہ بھی لے گیا.... اچھا اے شب دیجور کے بچے اب چلتے پھرتے نظر آؤ۔!"

"میں اپنے کیبن میں تنہا نہیں سو سکوں گا.... باس....!"

"میں ایک ایکسٹرا بوتل لائے دیتا ہوں، چپ چاپ کھسک جاؤ...."

"شراب میرے ذہن کو بیدار کرتی ہے.... سلاتی نہیں ہے۔!"

"اچھا تو میں خود ہی چلا جاتا ہوں....!"

"مجھے تنہا نہ چھوڑو باس....!"

"بھوت کی ڈیوٹی ختم ہو چکی ہے.... اب وہ کہیں آرام کر رہا ہوگا۔ تم بھی جا کر آرام کرو۔!"

◆

دوسری صبح گہرے سمندر میں ہوئی تھی....! جہاز معمولی رفتار سے کسی نامعلوم منزل کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔

کچھ عجیب ماجرا تھا.... جوزف نے سنا اور بوکھلایا ہوا عمران کے کیبن کی طرف دوڑا.... پچھلی رات کسی نہ کسی طرح عمران اُسے اُس کے کیبن تک پہنچا آیا تھا۔

عمران کیبن میں موجود تھا اس لئے اُسے ریڈیو روم کا رخ کرنا پڑا.... عمران ریسیور کے ہیڈ فون کانوں پر چڑھائے نوٹ لے رہا تھا۔ جوزف کو دیکھ کر اُسے بیٹھنے کو اشارہ کر کے پھر لکھنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد عمران نے ہیڈ فون اتار کر ایک طرف رکھتے ہوئے جوزف سے پوچھا۔

"رات کیسی نیند آئی....!"

"صبح بخیر باس....! کیا ٹرانس میٹر کام کرنے لگے۔!"

"نہیں.... یہ ریسیور تو پہلے ہی آرڈر میں تھا۔!"

"تم بہت مطمئن نظر آ رہے ہو باس....!" جوزف نے کھسیانی ہنسی کے ساتھ کہا۔

"وہ کسی عورت کا بھوت تھا....! میرے لئے سرخ گلاب اور تیرے لئے ٹاٹا چھوڑ گیا ہے۔!"

"دن میں بھوت کی باتوں سے مجھے زیادہ ڈر نہیں لگتا۔!" جوزف بدستور کھسیانی ہنسی ہنسے جا رہا تھا۔

"موسیو برجر کے کیا احوال ہیں....؟"

"کیبن باہر سے مقفل ہے.... اور وہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد کسی زخمی درندے کی طرح دہاڑنے لگتا ہے.... باس وہ خوف ناک آدمی ہے۔!"

"تیری چھٹی حس اس کے بارے میں کیا اطلاع دیتی ہے۔!"

"میرے خدا.... میں تو بھول ہی گیا....!" دفعتاً جوزف چونک کر بولا۔ "کیا تمہیں علم ہے

کہ اب ہم کہاں جارہے ہیں۔!"

عمران بُرا سا منہ بنا کر کچھ کہنے ہی والا تھا کہ سلویا ریڈیو روم میں داخل ہوئی۔

"ہیلو خوب صورت آدمی....!" اس نے جوزف کو مخاطب کیا....! لیکن عمران فوراً بول پڑا۔

"کیا میں واقعی خوبصورت ہوں....!"

اتنی دیر میں جوزف بھنا کر باہر جاچکا تھا۔

"یہ مسخرہ خود کو کیا سمجھتا ہے....!" سلویا نے کسی قدر ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

"اس مسخرے کا خیال ہے کہ اگر اس کا بس چلتا تو اپنے باپ کے پیٹ سے پیدا ہونے کی کوشش کرتا۔!" عمران نے مسکرا کر جواب دیا۔

"تم کیا کر رہے ہو....؟"

"مجھے کیا کرنا چاہئے....؟ دن رات یہی سوچتا رہتا ہوں۔!"

"کیا تمہیں علم ہے کہ جہاز واپس ہو رہا ہے۔!"

"کیا مطلب....!" عمران نے چونک پڑنے کی ایکٹنگ کی۔

"عملے میں دو پارٹیاں ہوگئی ہیں۔ ایک کہتی ہے کہ جہاز کا رخ موڑ لینا چاہئے۔ دوسری کہتی ہے کہ بھوت کی مرضی کے مطابق کام کیا جائے۔!"

"بھوت کی مرضی کے مطابق....!" عمران نے حیرت سے دہرایا۔

"کیا تمہیں علم نہیں....!"

"پہیلیاں نہ بجھاؤ.... کیا قصہ ہے۔!"

"پچھلی رات بھوت نے جہاز کا لنگر اٹھا کر اس کا رخ موڑا تھا اور جس سمت اُسے لگا دیا تھا اسی سمت چلا جارہا ہے۔!"

"تم مذاق کر رہی ہو....!"

"یقین کرو.... جس سے دل چاہے پوچھ لو....!"

"سوال یہ ہے کہ ہم کس سمت جارہے ہیں۔!"

"جنوب کی طرف....!"

"ناممکن....!"

"جاؤ کنٹرول روم میں جاکر کمپاس پر دیکھ لو....!"

"خداوندا....! کیا اب یہ یتیم خانہ پاگل خانے میں تبدیل ہو جائے گا۔!"

"برجر کبھی اس کی اجازت نہ دیتا۔!" سلویا نے پُر تفکر لہجے میں کہا۔

"یہ خطرناک کھیل ہے.... ایسی صورت میں جب کہ ٹرانس میٹر بھی ناکارہ ہیں۔!" عمران کے لہجے میں بوکھلاہٹ تھی۔

اتنے میں قدموں کی چاپ سنائی دی اور وہ چونک کر مڑے۔ "چیف آفیسر ریڈیو روم میں داخل ہو رہا تھا۔!"

سلویا پر اس نے غضبناک نظریں ڈالی تھیں۔ اُس کے بعد عمران کو گھورتا ہوا بولا۔ "میں ریڈیو روم میں کسی کی موجودگی پسند نہیں کرتا۔!"

عمران نے جھپٹ کر سلویا کا ہاتھ پکڑا اور بولا۔ "آؤ تو پھر باہر چلیں۔!"

"تمہارے علاوہ....!" چیف آفیسر پیر پٹخ کر دہاڑا۔

"اچھا تو صرف تم ہی باہر چلی جاؤ....!" عمران نے اس کا ہاتھ چھوڑ کر مردہ سی آواز میں کہا اور جب وہ باہر چلی گئی تو چیف آفیسر کو آنکھ مار کر مسکرایا۔

"کیا بات ہے....!" چیف آفیسر نے آہستہ سے پوچھا۔

"مجھے شیشے میں اتارنے کی کوشش کر رہی تھی۔ کہہ رہی تھی کہ اگر برجر آزاد ہوتا تو جہاز کو بھوت کے رحم و کرم پر ہرگز نہ چھوڑتا۔"

"اوہ.... اچھا....!"

"کیا یہ حقیقت ہے جناب کہ جہاز کو بھوت کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا ہے۔!"

"یہ حقیقت ہے....!" چیف آفیسر ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"کیا یہ عقل مندی ہے....!"

"مجبوری ہے دوست....! عملے کی اکثریت یہی چاہتی ہے لیکن تم اتنے پریشان کیوں ہو۔!"

"پاسولیا....! میرے لئے بھوت سے بھی زیادہ خطرناک ثابت ہو رہی ہے.... میں تبخیر معدہ کا مستقل مریض بن جاؤں گا۔!"

"ذرا صبر سے کام لو....!"

"ابو نخلہ میں ہوتے تو شائد.... آج ہمارا کام بن جاتا.... شیخ آج واپس آگیا ہوگا۔!"

"اُسے بھول جاؤ.... شط العرب میں بھی یہ کام ہو سکے گا۔!"

"شط العرب....! کیا مطلب....؟ کیا اب یہ جہاز....!"

"ٹھیک ہے... یہ اس روٹ کیلئے چارٹرڈ نہیں ہے.... لیکن کیا کیا جائے.... مجبوری ہے۔!"

"خدایا.... کیا میں یہ سمجھ لوں کہ یہ میرا آخری سفر ہے۔!"

"تم اتنے مایوس کیوں ہو....؟"

"یہ سب میرے لئے عجوبہ ہے....!"

"آج رات ہم برجر کا خزانہ تلاش کریں گے۔!"

"میں بہت زیادہ نروس ہوں جناب عالی.... فی الحال یہ کام میرے بس سے باہر ہے۔!"

"جہنم میں جاؤ....!" چیف آفیسر پیر پٹخ کر بولا.... "بلاؤ اس عورت کو ریڈیو روم میں، میں قطعاً دخل نہ دوں گا۔!"

وہ بڑے غصے کے عالم میں ریڈیو روم سے گیا تھا۔!

عمران کچھ دیر تک منہ اٹھائے چھت کو گھورتا رہا۔ پھر خود بھی ریڈیو روم سے باہر آگیا۔

◆

تین دن بعد جہاز خلیج فارس میں داخل ہوا اور عمران نے اسی صبح ریڈیو روم میں پہنچ کر محسوس کیا کہ وہاں کچھ ہوا ہے۔ فرش پر جگہ جگہ تیل کے تازہ دھبے تھے۔!

ان تین دنوں میں چیف آفیسر پر اس نے عجیب سی بدحواسی طاری دیکھی تھی۔ ایک آدھ بار عمران نے برجر کے خفیہ خزانہ کا تذکرہ بھی نکالا تھا۔ لیکن چیف آفیسر بڑی صفائی سے ٹال گیا تھا۔

سلویا اس سے برابر ملتی رہی تھی۔ وہ برجر کا ذکر ضرور نکالتی اور چیف آفیسر کے احمقانہ رویہ پر اظہار افسوس کرتی.... لیکن اس نے برجر کے خفیہ خزانے سے متعلق کوئی بات نہیں کی تھی۔

اس وقت بھی جیسے ہی وہ ریڈیو روم میں داخل ہوا کسی طرف سے آدھمکی۔

"صبح بخیر.... بھولے شہزادے۔!" اس نے اُسے مخاطب کیا۔

"صبح بخیر محترمہ.... اب تو یہ معلوم ہو گیا کہ ہم خلیج فارس میں داخل ہو رہے ہیں۔!"

"بھوت کی مرضی....!" اس نے کہا اور ہنس پڑی۔

"اب خلیج فارس میں کہاں اینکر کریں گے۔!"

"مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں....!"

"کیا میں اس جہاز کو بحری قید خانہ بھی نہیں کہہ سکتا۔!"

"کہہ سکتے ہو..!" وہ اُسے غور سے دیکھتی ہوئی بولی۔ "لیکن کیا اب تم بھی قیدی نہیں ہو۔!"

"قطعی نہیں....! جب کہو سمندر میں چھلانگ لگا دوں لیکن پہلے میرے لئے ایک گھنٹی کا انتظام کر دو.... جوزف نے مجھے اس قدر پریشان کر دیا ہے کہ میں بھوت بننے کو بھی تیار ہوں۔!"

وہ کچھ نہ بولی.... معلوم نہیں کیوں یک بیک فکر مند سی نظر آنے لگی تھی اور پھر مزید کچھ کہے سنے بغیر باہر چلی گئی۔

عمران نے حسبِ معمول ہیڈ فون کانوں پر چڑھائے اور کاغذ پنسل سنبھال کر بیٹھ گیا۔ پچھلے تین دنوں سے وہ ایک مخصوص وقت پر ریسیور ضرور استعمال کرتا تھا اور پنسل کاغذ پر چلتی ہی رہتی تھی۔

اس وقت مشکل سے دس یا پندرہ منٹ گذرے ہوں گے کہ چیف آفیسر ریڈیو روم میں داخل ہوا۔

"کیا وہ ابھی آئی تھی....؟" اس نے پوچھا۔

عمران نے ہیڈ فون اتارے اور اس کی طرف دیکھ کر سر کو اس طرح جنبش دی جیسے پوچھ رہا ہو۔ "کیا فرمایا جناب....!"

"میں پوچھ رہا ہوں کیا وہ ابھی یہاں آئی تھی۔!" چیف آفیسر کا لہجہ تلخ تھا۔

"آئی تھی....!" عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔

"میں نہیں چاہتا کہ وہ ریڈیو روم میں داخل ہو....!" چیف آفیسر کہتا ہوا آگے بڑھا اور عمران نے وہ کاغذ الٹ کر رکھ دیا جس پر کچھ لکھتا رہا تھا۔

اس نے محسوس کیا کہ چیف آفیسر کی توجہ دراصل کاغذ ہی کی طرف تھی۔ کاغذ کے الٹتے ہی اس کے چہرے کا رنگ بھی بدل گیا تھا۔

"آپ نے ایک بار اس کے سامنے بھی اپنے اس خیال کا اظہار کیا تھا پھر کیا اثر ہوا اس پر۔!"

"میں چاہتا ہوں کہ تم اُسے سختی سے منع کر دو....!"

"میرے بس سے باہر ہے کہ میں کسی بات پر سختی سے منع کر دوں.... مروت ہی مروت

میں تیس چالیس عورتیں میرے پیچھے لگ گئی ہیں۔ !"

"شکل دیکھی ہے کبھی آئینے میں.... !"

"شکلیں تو وہی دیکھا کرتی ہیں آئینے میں.... مجھے کیا ضرورت ہے.... میں تو فری تھنکر ہوں۔ !"

دفعتاً چیف آفیسر نے ہاتھ بڑھا کر وہ کاغذ اٹھالیا.... اسے بغور دیکھتا رہا پھر عمران کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا۔ "تم نے جو کچھ لکھا ہے اُسے ڈی کوڈ بھی کر سکتے ہو۔ !"

"ڈی کوڈ کرنا.... ریڈیو آفیسر کے فرائض میں داخل نہیں۔ !"

"پھر تم نے اسے کیوں نوٹ کیا ہے.... ؟"

"بیکاری کا مشغلہ.... اس جہاز پر تو مکھیاں بھی نہیں کہ انہیں سے جی بہلاؤں۔ !"

"یہ کوڈ کہاں سے نشر ہوئے تھے۔ !"

"معلوم نہیں.... !"

چیف آفیسر نے کاغذ تہہ کر کے جیب میں رکھ لیا اور دوسری طرف دیکھنے لگا.... عمران کی آنکھوں میں شرارت آمیز چمک لہرائی۔

دفعتاً چیف آفیسر بولا۔ "آج سے تمہاری چھٹی فی الحال ریڈیو روم میں آنا تمہارے فرائض میں داخل نہیں۔ !"

"چھٹی کا مطلب میں نہیں سمجھا.... !"

"آرام کرو.... !"

"لیکن میں آرام کرنا نہیں چاہتا۔ !"

"اچھا تو پھر ایک بہت بڑی ذمہ داری تم پر عائد کی جارہی ہے۔ !"

"بڑی سے بڑی ذمہ داری قبول کرنے کو تیار ہوں لیکن آرام کرنے کا سلیقہ مجھے نہیں۔ !"

"یہ اچھی بات ہے.... !" چیف آفیسر اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا۔

"تو پھر میں یہاں سے چلا جاؤں.... !" عمران نے اٹھتے ہوئے پوچھا۔

"اب اُس ذمہ داری کے متعلق گفتگو ہو گی.... جو تمہیں سونپی جانے والی ہے۔ !"

"ہو جائے.... !"

"تمہیں برجر کے ساتھ بند کیا جائے گا۔ !"

"تو یہ میری اپنی ذمہ داری ہو گی جناب عالی.... !"

"نہیں اس خزانے کا راز اگلوانا ہے اس سے۔ !"

"آج تک کا کھایا پیا وہ خود مجھ سے اگلوا لے گا.... آپ ایک بونے کے سر ذمہ داری ڈال رہے ہیں کہ وہ ایک دیو کے پیٹ میں اُتر جائے۔ !"

"تم اس پر یہ ظاہر کرنا کہ تمہیں یہ سزا اس کی طرف داری کرنے کی بناء پر ملی ہے۔ !"

"اور میں بند رہوں گا اس کے ساتھ.... !"

"ہاں.... !"

"اس سے بہتر تو یہ ہو گا جناب عالی کہ آپ میرے ہاتھ میں بھی ایک گھنٹی تھما کر سمندر میں دھکا دے دیں۔ !"

"سنجیدگی اختیار کرو دوست.... اب اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں اگر ہم اسے ڈھونڈ نکالنے کی کوشش نہ کریں گے، تو دوسروں کے ہاتھوں مارے جائیں گے۔ اس نامعقول عورت نے سارے عملے کو اس راز سے آگاہ کر دیا ہے اور پھر کچھ تعجب نہیں کہ وہ خزانہ اس کے اپنے ذاتی کیبن ہی میں پوشیدہ ہو جہاں وہ نظر بند ہے۔ !"

عمران فوری طور پر کچھ نہ بولا۔ البتہ چہرے پر بوکھلاہٹ کے آثار طاری کر لئے تھے۔

"چلو.... آؤ شاباش.... !" چیف آفیسر اس کی پیٹھ تھپکتا ہوا بولا۔

وہ دونوں ریڈیو روم سے باہر آئے.... اور برجر کے کیبن کی طرف چل پڑے۔

"آپ مجھ پر زیادتی کر رہے ہیں جناب عالی.... !"

"سچ مچ تھوڑا ہی سزا دی جارہی ہے.... تم پریشان کیوں ہو.... !"

"کتنے دن بند رہنا پڑے گا۔ !"

"جب تک کہ تم اس سے راز نہ معلوم کر لو.... !"

"کم از کم مجھے سوچنے کی مہلت تو دیجئے۔ !"

"جہنم میں جاؤ.... !" چیف آفیسر پیر پٹخ کر بولا اور اُسے وہیں چھوڑ کر آگے بڑھ گیا۔

برجر کی بیوی کے کیبن سے جوزف برآمد ہو رہا تھا.... عمران کو گلیارے میں دیکھ کر رک گیا۔ عمران اُسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کر کے اپنے کیبن کی طرف چل پڑا۔

جوزف جلد ہی وہاں پہنچ گیا۔

"کیا بات ہے باس....؟ کچھ گھبرائے ہوئے سے لگ رہے ہو۔!"

"کوئی بات نہیں.... تو بتا.... کیا رہی....!"

"یقین کرو باس اس کے ہونٹ اسی طرح جڑے ہوئے ہیں جیسے آپریشن کر کے انہیں ایک دوسرے سے پیوست کر دیا گیا ہو۔!"

"جب تم اس کے ہونٹ چیرنے کی کوشش کر رہے تھے تو اس پر کیا رد عمل ہوا تھا۔!"

"کچھ بھی نہیں....! میرا مطلب یہ ہے کہ اس نے اس کے خلاف جدوجہد نہیں کی.... لیکن باس....!"

"لیکن کیا....؟"

"ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ اپنے پورے وجود سے رو رہی ہو۔!"

"شاعری نہیں....!"

"پھر میں اس درد کو کن الفاظ میں بیان کروں جو میں نے اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔!"

"کاغذ پنسل لے گیا تھا....؟"

"اب پہلے کی طرح اندر نہیں جا سکتا....! آج ہی اچانک ایک آدمی میری تلاشی لے بیٹھا تھا۔ اس نے کاغذ پنسل اندر نہیں لے جانے دیا۔!"

"ہوں....!" عمران نے کچھ سوچتے ہوئے سر کو جنبش دی۔

"کیا تم سمجھتے ہو کہ وہ اپنے بارے میں کچھ لکھے گی۔!" جوزف نے پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ اگر اس تک لکھنے کا سامان پہنچ سکے تو بہت کچھ لکھ سکے گی۔ لیکن جوزف یہ کیا کہ آج ہی انہیں جامہ تلاشی کا خیال آیا۔!"

"ہو سکتا ہے....! ہماری کل رات کی گفتگو کسی نے سن لی ہو۔!"

"اگر یہ بات ہے جوزف تو بہت زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔!"

"میں ہر وقت چوکنا رہتا ہوں....! باس تم فکر نہ کرو.... پہلے میں مروں گا پھر تم پر کوئی آنچ آئے گی۔!"

"بس اب جاؤ....!"

"او کے باس....!"

* * *

اس رات عمران سونے کے لئے تو لیٹا تھا....! لیکن حقیقتاً سو جانے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ آج رات اس پر بھاری ہے۔ ریڈیو روم میں چیف آفیسر کا رویہ یاد آیا۔

کوڈ ورڈز میں جو پیغامات اس نے نوٹ کئے تھے چیف آفیسر انہیں اپنے ساتھ لے گیا تھا اور اس کے تیور اچھے نہیں معلوم ہوتے تھے۔ اس نے اس سے یہ بھی پوچھا تھا کہ وہ ان پیغامات کو ڈی کوڈ بھی کر سکتا ہے یا نہیں۔

تقریباً گیارہ بجے کیبن کی روشنی گل ہو گئی.... اور گھنٹی کی وہی پراسرار آواز سنائی دینے لگی جو بھوت کی آمد کا پیش خیمہ سمجھی جاتی تھی۔ عمران بستر چھوڑ کر دروازے کے قریب جا کھڑا ہوا۔

ٹھیک اُسی وقت کسی نے دروازہ بھی پیٹنا شروع کر دیا.... اور وہ سلویا کی چیخیں سنتا رہا....

"کھولو.... دروازہ کھولو.... بچاؤ.... بچاؤ....!"

لیکن وہ دم بخود کھڑا رہا.... گھنٹی کی آواز.... دروازہ پیٹنے کی آواز اور.... سلویا کی چیخوں نے کچھ عجیب سے شور کی صورت اختیار کر لی تھی۔

وہ سب کچھ سنتا رہا لیکن ٹس سے مس نہ ہوا.... پھر اُسے ایسا محسوس ہوا جیسے باہر دروازے کے قریب ہی کوئی دھم سے گرا ہو! اب نہ دروازہ ہی پیٹا جا رہا تھا اور نہ سلویا کی چیخیں سنائی دے رہی تھیں.... صرف گھنٹی کی آواز برابر گونجے جا رہی تھی۔

عمران نے جیب سے چیونگم کا پیکٹ نکالا.... اور ایک پیس منہ میں ڈال کر دھیرے دھیرے کچلنے لگا۔

آدھا گھنٹہ اسی طرح گذر گیا۔ پھر اچانک کیبن کا بلب روشن ہو گیا اور گھنٹی کی آواز بھی ختم ہو گئی۔

اس کے بعد عمران نے باہر کئی دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنیں اور پھر دوسری ہی طرح کا شور سنائی دینے لگا.... کچھ لوگ اس کے کیبن کے دروازے پر رکے تھے اور ایک بار پھر کیبن کا دروازہ پیٹا گیا۔

"کیا اب میں دروازہ کھول سکتا ہوں....!" عمران نے ڈری ڈری سی آواز میں پوچھا۔

"دروازہ کھولو....!" باہر سے چیف انجینئر کی دہاڑتی ہوئی سی آواز آئی۔

عمران نے دروازہ کھولا.... سلویا سامنے ہی بے ہوش پڑی تھی۔ چیف انجینئر نے جھپٹ کر

عمران کا گریبان پکڑ لیا اور حلق پھاڑ کر دہاڑا۔ "یہ کیا کیا تم نے۔!"

"مم.... میں نے.... میں نے تو دروازہ ہی نہیں کھولا تھا۔!"

"کیوں نہیں کھولا تھا....!"

"بھھ.... بھوت....!" عمران ہکلایا.... اتنے میں اس نے چیف آفیسر کی آواز سنی....!

"اس کا گریبان چھوڑ دو۔!"

"اگر وہ مر جاتی تو کیا ہوتا....!" چیف انجینئر نے عمران کے گریبان کو جھٹکا دے کر کہا۔

اُن دونوں کے درمیان تکرار شروع ہو گئی اور جب عمران نے دیکھا کہ وہ کسی صورت بھی گریبان چھوڑ دینے پر آمادہ نہیں ہوتا تو بڑی پھرتی سے کسی قدر جھکا اور اُسے کمر پر لاد کر دور پھینک دیا۔ دو تین آدمی اس لپیٹ میں آ گئے۔

سناٹا چھا گیا.... اب سلویا بھی اٹھ کھڑی ہوئی تھی اور اس طرح پلکیں جھپکا رہی تھی جیسے سچویشن کو سمجھنا چاہتی ہو۔!

دفعتاً چیف آفیسر آگے بڑھا اور عمران کو اندر دھکیل کر دروازہ بند کرتا ہوا بولا۔ "اندر سے چٹخنی چڑھا دو....!"

عمران نے چٹخنی چڑھا کر چیونگم کا ایک پیس منہ میں ڈالا اور باہر کی آوازیں سننے لگا۔ چیف انجینئر اور چیف آفیسر کے درمیان تیز تیز گفتگو ہو رہی تھی۔

پھر ایسا معلوم ہوا کہ جیسے وہ سب وہاں سے جا رہے ہوں۔

دو تین منٹ بعد کسی نے دستک دی اور ساتھ ہی دروازہ کھولنے کو کہا بھی۔ آواز چیف آفیسر کی تھی.... عمران نے دروازہ کھول دیا.... وہ بڑی پھرتی سے اندر داخل ہوا تھا اور دروازے کو بولٹ کر دیا تھا۔ عمران متحیرانہ نظروں سے اُسے دیکھتا رہا۔

"یہ تم نے کیا کیا....؟" وہ ہانپتا ہوا بولا۔ "اس کے پیر کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔!"

"میں صرف بھوتوں سے ڈرتا ہوں.... چیف انجینئر تو کیا کسی ہاتھی کو بھی اپنا گریبان پکڑنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔!"

"اس کے حمائتی تمہیں مار ڈالنا چاہتے ہیں۔!"

"اُن سے کہہ دیجئے کہ آ کر مجھے مار ڈالیں.... آخر وہ نامعقول عورت میرے پاس آتی ہی

کیوں ہے۔ اس بار بھوت بھی چلا آیا تھا اس کے پیچھے پیچھے۔!"

"تمہیں دروازہ کھول کر اسے کیبن کے اندر کر لینا چاہئے تھا۔ جب گھنٹی کی آواز سنی جاتی ہے تو کوئی بھی کسی کیبن میں پناہ لے سکتا ہے۔!"

"میں نے کان پکڑے ہیں جناب کہ گھنٹی کی آواز سن لینے کے بعد ہرگز دروازہ نہیں کھولوں گا چاہے کوئی بھی آئے.... کس مصیبت میں پھنس گیا ہوں.... پاسولیا سے پیچھا نہیں چھوٹنے پایا تھا کہ بھوت ڈیلی وزٹ پر آنے لگا۔!"

"مائی ڈیئر حوصلہ رکھو....!" وہ اس کا شانہ تھپک کر بولا۔ "یہ نہ بھولو کہ ہمیں برجر کا خفیہ خزانہ تلاش کرنا ہے.... خدا کے لئے چیف انجینئر سے معافی مانگ لو.... اُس کے حمائتی ٹھنڈے پڑ جائیں گے.... ورنہ....!"

"ورنہ کیا ہوگا....؟"

"برجر کا خزانہ ہم افراتفری کے عالم میں نہیں تلاش کر سکیں گے۔!"

"آپ فرماتے ہیں تو معافی مانگ لوں گا۔!"

"بہت بہت شکریہ! میرے اچھے دوست....!"

* * *

دوسری صبح عمران نے عملے کے سامنے چیف انجینئر سے معافی مانگ لی اور نہایت ادب سے بولا۔ "میں بہت بے وقوف اور نیک آدمی ہوں.... لیکن چونکہ میرا سلسلہ نسب براہ راست چنگیز خان سے ملتا ہے اسی لئے کبھی کبھی غصے سے پاگل ہو جاتا ہوں.... ویسے مجھے یہ دیکھ کر مایوسی سی ہوئی کہ آپ کے پیر کی ہڈی ٹوٹی نہیں ہے.... بلکہ معمولی سی موچ آ گئی ہے۔!"

"خاموش رہو....!" سلویا چیخی.... "معافی بھی مانگ رہے ہو اور تمہیں اس سے مایوسی بھی ہوئی ہے کہ ٹانگ کی ہڈی نہیں ٹوٹی۔!"

"میں مزید معافی چاہتا ہوں محترمہ.... چیف آفیسر صاحب نے پچھلی رات بتایا تھا کہ ٹانگ کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے اور میں نے سوچا تھا چلو چنگیزی غصہ ضائع نہیں ہوا۔!"

"تم بکواس کر رہے ہو....! یہ بھی غلط ہے کہ تم بھوت سے ڈرتے ہو.... پہلی رات کو میرے منع کرنے کے باوجود باہر نکل گئے تھے۔!"

"پہلے ہی عرض کر چکا ہوں محترمہ کہ چنگیز خان کی نسل سے ہونے کی بنا پر بیوقوف بھی ہوں۔!"

"کیوں خواہ مخواہ الجھ رہی ہو.....!" چیف انجینئر بولا۔ "اس نے معافی مانگ لی.... میرا دل صاف ہو گیا۔!"

"آپ نہیں سمجھ سکتیں محترمہ کہ پچھلی رات جب آپ دروازہ پیٹ رہی تھیں کس طرح میرا دل آپ کے لئے رو رہا تھا لیکن چیف آفیسر صاحب جو اب کپتان ہیں مجھے سختی سے منع کر چکے تھے کہ بھوت کی موجودگی میں ہرگز اپنے کیبن کا دروازہ نہ کھولوں.....!"

"ختم کرو!" چیف انجینئر مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتا ہوا بولا۔ "میرا دل صاف ہو چکا ہے۔!"

پھر اس نے بیوی سے بھی کہا کہ وہ عمران سے مصافحہ کرے۔!

"میں تو نہیں کرتی.....!" وہ تنک کر بولی اور کھٹ کھٹ کرتی وہاں سے چلی گئی۔

"میں واقعی بہت بیوقوف ہوں.....!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "ایسی مہربان خاتون کو ناراض کر دیا۔!"

"تم فکر نہ کرو! تھوڑی دیر بعد اس کا غصہ اتر جائے گا۔!" چیف انجینئر اُس کا شانہ تھپکتا ہوا بولا۔

پھر جب عمران اپنے کیبن کی طرف جا رہا تھا۔ چیف آفیسر اُسی جانب آتا نظر آیا.... اس نے ہاتھ اٹھا کر رکنے کا اشارہ کیا تھا۔

"بڑا غضب ہو گیا.....!" وہ قریب ہو کر بولا۔

"ہاں وہ مجھ سے خفا ہو گئی ہے۔!"

"اُسے جہنم میں جھونکو..... ابھی میں ریڈیو روم سے آ رہا ہوں۔!" چیف آفیسر ہانپتا ہوا بولا۔

"کیا ہوا ریڈیو روم میں.....!" عمران نے حیرت سے پوچھا۔

"بین الاقوامی پولیس کا ایک اسٹیمر ہماری تلاش میں ہے۔!"

"کیسے معلوم ہوا.....؟"

"میں نے تھوڑی دیر پہلے لائف بوٹ ٹرانس میٹر استعمال کیا تھا......ایک میسج دینا تھا۔ اُسی فریکونسی پر بین الاقوامی پولیس کا پیغام ملا کہ ہم جس پوزیشن میں ہوں اُسے مطلع کریں۔!"

"آخر کیوں.....؟"

"بھوت.....!" چیف آفیسر دانت پیس کر بولا۔ "ابو نخلا سے پائلٹ کے بغیر جہاز کا برتھ چھوڑ دینا معمولی بات تو نہیں.... ساری دنیا میں کھل بلی پڑ گئی ہو گی۔!"

"ارے باپ رے.....! ہاں یہ بات تو ہے.....!" عمران نے کہہ کر اپنے چہرے پر ہوائیاں اڑانی شروع کر دیں۔

"میں نے انہیں جہاز کی پوزیشن سے مطلع کر دیا.... ہم نے خاص طور پر تو کوئی جرم کیا نہیں ہے کیا وہ خود نہیں سوچ سکیں گے کہ برتھ سے جہاز ہٹا کیسے.....!"

"ہاں.... آں.... یہی تو میں بھی سوچ رہا تھا۔!"

"تم جانتے ہو کہ برجر ہماری قید میں ہے.... انٹرپول والے ضرور ہم تک آ پہنچیں گے.... ہو سکتا ہے اس جہاز پر بھی آئیں.... میں نہیں چاہتا کہ برجر عین اس وقت غل غپاڑا مچا دے، جب وہ لوگ جہاز پر موجود ہوں۔!"

واقعی بڑی خطرناک بات ہو گی.... اگر ایسا ہوا۔!"

"لیکن تم اور جوزف اس سلسلے میں ہماری مدد کر سکتے ہو۔!"

"وہ کس طرح.....!"

"ہم تمہیں بالکل اسی طرح برجر کے کیبن میں دھکیل دیں، جس طرح اُسے دھلیلا تھا اور تم دونوں اس پر یہ ظاہر کرو کہ ہم نے تمہارے ساتھ یہ رویہ اسی لئے اختیار کیا ہے کہ تم برجر کے ہمدرد تھے۔ دیکھو بات جوزف کی سمجھ میں آ گئی ہے اور وہ اس پر تیار ہے۔!"

"اگر وہ تیار ہے تو مجھے اس پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے! آپ شوق سے ہم دونوں کو بند کر دیجئے! لیکن جب بین الاقوامی پولیس جہاز پر پہنچ جائے تو مجھے کسی نہ کسی طرح اس کی اطلاع ہو جانی چاہئے تاکہ برجر کو قابو میں رکھا جا سکے۔!"

"میرے دوست.....! تم میری توقع سے بھی زیادہ سمجھ دار نکلے۔!" چیف آفیسر اس کا شانہ تھپک کر پر مسرت لہجے میں چیخا۔

اس کے بعد وہ دونوں برجر کے کیبن میں دھکیل دیئے گئے۔ برجر اپنے بستر پر چت پڑا ہوا تھا۔ انہیں دیکھ کر اٹھ بیٹھا.... چند لمحے انہیں حیرت سے دیکھتا رہا پھر مغموم لہجے میں بولا۔ "مجھے بے حد افسوس ہے کہ تم دونوں میری وجہ سے تکلیف اٹھا رہے ہو۔!"

"میں تم پر اپنی جان بھی قربان کر سکتا ہوں موسیو برجر.....!" عمران نے سینے پر ہاتھ مار کر

غصیلے لہجے میں کہا۔

"آخر کیا ہوا....؟"

"مجھ سے سنو....! باس....! ہم دونوں نے تمہاری طرف داری کی تھی لہٰذا انہوں نے ہمارے ساتھ یہ برتاؤ کیا....!" جوزف نے کہا اور کنکھیوں سے شراب کی الماری کی طرف دیکھنے لگا پھر بولا۔ "اب میں سوچ رہا ہوں کہ تمہاری بیوی کی ناک میں ٹیوب کون چڑھائے گا۔!"

"میں اس کے لئے بہت مغموم ہوں....!" برجر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ ایک بے حد نرم دل اور نرم گفتار آدمی ہو، اپنی پچھلی شخصیت کی پرچھائیں بھی نہیں معلوم ہوتا تھا۔

"اب ہم کہاں ہیں....؟" اس نے تھوڑی دیر بعد مردہ سی آواز میں پوچھا۔ اس پر عمران نے اُسے ابو نخلہ سے روانگی کی کہانی سنائی اور اس کے چہرے پر اچانک تازگی کے آثار نظر آنے لگے۔! پھر وہ چہک کر بولا۔ "تم دیکھنا یہ سب تباہ کر دیئے جائیں گے.... اس جہاز پر آج تک کسی سے ناانصافی نہیں ہوئی.... وہ عظیم روح انہیں ضرور سزا دے گی۔ خلیج فارس میں داخلے کا مطلب موت ہے۔!"

"مم.... مطلب نہیں سمجھا.... میں....!" عمران ہکلایا۔

"بس دیکھ لینا.... نہ مجھے کوئی گزند پہنچے گا اور نہ میرے حمائتیوں کو....!"

چیف آفیسر نے عمران کو بتایا تھا کہ جب بین الاقوامی پولیس کے لوگ جہاز پر پہنچ جائیں گے تو برجر کے کیبن کا دروازہ تین بار کھٹکھٹا دیا جائے گا۔ اس وقت سے اس وقت تک انہیں بہت زیادہ محتاط رہنا پڑے گا۔ جب تک کہ دوسری بار دو مرتبہ دروازہ نہ کھٹکھٹایا جائے۔!

"کیا تمہیں چھ بوتلیں یومیہ ملتی رہی تھیں....!" برجر نے جوزف سے پوچھا۔

"نہیں باس!" جوزف روہانسا ہو کر بولا۔ "وہ بے درد مجھے صرف ایک بوتل دیتے تھے۔!"

"یہ سب تمہاری ہیں....!" برجر نے شراب کی الماری کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "میں تم دونوں کو مالا مال کر دوں گا.... اور کبھی تمہیں مجھ سے شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔!"

ایک گھنٹے بعد عمران نے دروازے پر تین دستکیں سنیں اور برجر کی طرف دیکھنے لگا۔

"کیا مطلب....؟" برجر بڑبڑایا۔

"ہوگا کچھ....!" عمران نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دے کر کہا۔ "اب وہ شریف لوگ ہمیں چڑھا رہے ہیں۔!"

"میں سمجھتا ہوں.... سب سمجھتا ہوں۔!"

"آپ کیا سمجھتے ہیں جناب عالی....!"

"مجھے تم پر اعتماد ہے.... میں جانتا ہوں کہ وہ کیا چاہتے ہیں....! آؤ میرے ساتھ....!"

وہ عمران کو ساتھ لے کر بغلی کیبن میں داخل ہوا.... یہاں چاروں طرف الماریوں میں فائیل اور رجسٹر چنے ہوئے تھے....! ایک لکھنے کی میز تھی جس کے گرد دو تین کرسیاں پڑی ہوئی تھیں....! اس نے میز پر سے کاغذات ہٹا دیئے پھر نیچے ہاتھ لے جا کر نہ جانے کیا کیا کہ میز کی اوپری سطح بائیں جانب کھسکتی چلی گئی۔!

"مائی گاڈ....!" عمران اچھل پڑا.... میز کی سطح کے پورے رقبے میں ڈالر اور پونڈ کے نوٹوں کی گڈیاں لگی ہوئی تھیں۔

"دیکھا تم نے....!" برجر ہنس کر بولا۔ "یہ میری دولت کا صرف دسواں حصہ ہے۔!"

"بڑی خوشی ہوئی جناب عالی....!" عمران نے کہا۔ "اس اعتماد کے لئے آپ کا شکر گزار ہوں.... جی ہاں ان لوگوں کو شبہ ہے کہ آپ بہت بڑی دولت چھپائے بیٹھے ہیں.... اور انہیں پاسولیا کھلا رہے ہیں۔!"

برجر نے میز کو پہلی ہی حالت میں کر دینے کے بعد عمران کو دوسرے کیبن میں چلنے کا اشارہ کیا۔

عمران نے اپنے چہرے پر ایسے تاثرات قائم کر رکھے تھے جیسے حیرت اور خوف کے سمندر میں ڈبکیاں لگا رہا ہو۔ برجر نے پہلے والے کیبن میں پہنچ کر اس سے کہا۔ "اب تم دونوں مجھے بے بس کر کے ایک کرسی سے جکڑ دو گے اور انہیں بتاؤ گے کہ تم نے جہاز والوں کو پاسولیا سے نجات دلا دی ہے۔! تم نے میری دولت پر قبضہ کر لیا ہے۔!"

"یہ کبھی نہیں ہوگا مجھ سے.... کبھی نہ ہوگا۔!"

"تم احمق ہو.... اس کے علاوہ میری رہائی اور کسی طرح نہیں ہو سکے گی۔! پھر بس ایک بار تم مجھے اس کیبن سے نکلنے دو.... میں ایک ایک کو دیکھ لوں گا اور تم دونوں زندگی بھر میری آنکھوں کے تارے بنے رہو گے۔! تمہیں یہ کرنا ہے لیکن ابھی نہیں.... رات کو....!"

عمران مسمسی صورت بنائے بیٹھا رہا۔

رات کے تقریباً آٹھ بجے اور اُس نے دونوں ہاتھوں سے کیبن کا دروازہ پیٹنا اور چیخنا شروع کر دیا۔ کچھ دیر بعد چیف آفیسر کی آواز سنائی دی اور عمران حلق پھاڑ کر دہاڑا۔ "دوبار دستک دینے کے بعد دروازہ کھول دینا چاہئے تھا.... یہ کیا زیادتی ہے۔!"

"اب تمہیں دوسرا کام کرنا ہے....!" باہر سے چیف آفیسر کی آواز آئی۔ "اُسے بے بس کئے بغیر تم باہر نہیں نکل سکو گے۔!"

"وہ تو میں کر چکا.... دروازہ کھولو.... اور دیکھ لو.... موسیو برجر کرسی سے جکڑے بیٹھے ہیں اور سیاہ فام جلاد ان کے سر پر مسلط ہے۔!"

پھر دروازہ کھلنے میں دیر نہیں لگی تھی۔ برجر کو کرسی سے بندھے دیکھ کر چیف آفیسر نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں.... اور برجر دہاڑا۔ "لے جاؤ.... سب لے جاؤ.... اور مجھے گولی مار دو.... پھر میں دیکھوں گا کہ تم سب کہاں جاکر غرق ہوتے ہو۔!"

عمران نے چیف آفیسر کو اپنے ساتھ دوسرے کیبن میں لے جاکر میز میں چھپا ہوا خزانہ دکھایا اور بولا۔ "میں نے اُسے دھمکی دی تھی کہ اگر تم نے نہ بتایا تو تمہاری بیوی کے ہونٹ کھول دونگا۔!"

"تم واقعی بہت ذہین آدمی معلوم ہوتے ہو.... لیکن برجر کی دھمکی بے حد خوف ناک تھی۔ ہم اس کے سائے ہی میں پھل پھول سکتے ہیں.... ورنہ میں تو کبھی کا اُسے ختم ہی کر چکا ہوتا۔!"

پھر ذرا ہی دیر میں کچھ عجیب سا واقعہ عمران کے پیش نظر تھا۔

چیف آفیسر برجر کے سامنے غلاموں کے سے انداز میں ہاتھ باندھے کھڑا کہہ رہا تھا۔ "تم ہم سبھوں کے باپ ہو....! اگر میں یہ نہ کرتا تو عملہ سارے آفیسروں کو پھاڑ کھاتا.... اے ہم سب کے باپ تم جانتے ہی ہو کہ ان میں سے کسی کا بھی دامن صاف نہیں ہے۔!"

"اچھا تو اب مجھے کھولو تو حرام خورو....!" برجر حلق پھاڑ کر دہاڑا۔ "یہ میں نے تمہارے لئے ہی بچا کر رکھ چھوڑا تھا.... پتہ نہیں کب کیسے حالات سے دوچار ہونا پڑے.... پا سولیا حلق سے نہیں اترے گی حرام خوروں کے۔!"

اور پھر عمران نے دیکھا کہ برجر کھول بھی دیا گیا۔

"باس یہ تو کچھ بھی نہ ہوا....!" جوزف نے عمران کے کیبن میں پہنچ کر مایوسی سے کہا۔

"اور وہ بین الاقوامی پولیس کیا جھک مار کر چلی گئی۔!"

"چیف آفیسر صاحب فرما رہے تھے کہ انہوں نے بین الاقوامی پولیس کو مطمئن کر دیا ہے وہ جھک مار کر چلی گئی۔ اس کا اسٹیمر نظر آتے ہی جہاز روک دیا گیا تھا۔ اب کھیل تو اب دیکھے گا تو ان لوگوں نے ابھی بھوت دیکھا ہی نہیں ہے۔!"

◆

دوسری صبح جہاز خلیج فارس کی بندرگاہ کشکول سے لگ رہا تھا۔ عمران جوزف کو اس کے کیبن سے اٹھا لایا اور بڑی تیزی سے وہ دونوں ریڈیو روم میں داخل ہوئے۔ عمران نے دروازہ بند کر کے چٹخنی چڑھا دی اور جوزف سے بولا۔ "آج تیری پھرتی اور چالاکی کا امتحان ہے.... یہ دیکھ یہ لائف بوٹ ٹرانس میٹر ہے اس کے دونوں اطراف لگے ہوئے ہینڈلوں میں سے ایک کو الٹا گھمانا ہے اور ایک کو سیدھا۔ یہ کام بیک وقت ہونا چاہئے۔!"

جوزف نے اپنی صلاحیت کا مظاہرہ شروع کیا اور عمران فارسی میں ایک پیغام ٹرانس مٹ کرنے لگا۔ ریسیور کا ہیڈ فون اس نے کانوں پر چڑھا رکھا تھا۔ اس کام کو دس منٹ کے اندر ہی اندر ختم کر کے وہ جوزف سے بولا۔ "جاؤ اب آرام کرو۔!"

"جوزف ان لوگوں میں سے تھا جو صرف اپنے کام سے کام رکھتے ہیں چپ چاپ اپنے کیبن میں چلا گیا اور عمران نے ریڈیو روم بند کر کے اپنے کیبن کی راہ لی۔

جہاز نے جیسے ہی لنگر ڈالا ایک فوجی دستہ جہاز پر چڑھ آیا.... ہر فوجی کے ہاتھ میں آٹو میٹک اسلحہ تھا۔ عملے میں کھلبلی پڑ گئی....! برجر دہاڑنے لگا۔ "کیا بات ہے یہ کیا ہو رہا ہے۔!" عمران اس کے قریب ہی کھڑا تھا مسکرا کر بولا۔ "بھوتوں سے دوستی کا یہی انجام ہوتا ہے۔!"

"کیا مطلب....؟ تم کیا بکواس کر رہے ہو....!"

جواب میں عمران کا گھونسہ اس کے جبڑے پر پڑا اور وہ حیرت سے پلکیں جھپکاتا ہوا کئی قدم پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ اتنے میں عمران نے دستے کے انچارج سے کہا۔ "ہیچز کی نگرانی کرو۔!"

"بہت اچھا.... آغا....!" آفیسر نے کہا اور سپاہیوں کو حکم دینے لگا۔

"یہ تم کیا کر رہے ہو....!" برجر پھر عمران پر جھپٹ پڑا۔ فوجیوں نے دخل دینا چاہا لیکن جوزف بیچ میں آتا ہوا بولا۔ "آخری.... ناچ ناچے بغیر اگر میرا باس سو گیا تو ڈراؤنے خواب اُسے

ستائیں گے۔ تم لوگ دخل نہ دو۔!"

برجر کسی غضب ناک شیر کی طرح عمران پر ٹوٹ پڑا تھا۔ لیکن عمران کنائی کاٹ کر اُس کے جبڑے پر دوسرا گھونسہ جڑ دینے میں کامیاب ہو گیا۔ جہاز کا سارا عملہ حلق پھاڑ پھاڑ کر اسے گالیاں دے رہا تھا۔ لیکن فوجیوں کے آگے بے بس تھا۔

برجر تیورا کر گرا اور دونوں ہاتھوں سے منہ دبائے پڑا ہی رہ گیا۔

"اب کیا آپ کو بھی کچھ بتاؤں چیف آفیسر صاحب....!" عمران چیف آفیسر کی طرف مڑ کر بولا۔ "تم سب نے مل کر مجھے بے وقوف بنایا تھا۔ پہلی رات....! جب آپ کا بھوت نمودار ہوا تھا تو وہ محض ریہرسل تھی لیکن میں نے اسی رات کو اندازہ لگا لیا تھا کہ بھوت کون ہے.... آپ نے مجھے دکھانے کے لئے بھوت کو دن میں ہی قید کر دیا تھا۔ یہ سارا ڈرامہ محض اس لئے کیا گیا کہ میں اور جوزف اس جہاز میں موجود تھے۔ تمہارے لئے بالکل اجنبی۔ تمہارا جہاز میری بندرگاہ سے سیل نہ کر سکتا کیونکہ اس پر ریڈیو آفیسر نہیں تھا۔ تمہیں ریڈیو آفیسر مل گیا جو بالکل غیر ضروری تھا۔ اس سفر کے بعد تم مجھے میرے ملک میں اتار کر کوئی اور انتظام کر لیتے.... اپنے اعتماد کا کوئی آدمی حاصل کرتے۔!"

"میں کچھ نہیں جانتا....!" چیف آفیسر بھنا کر بولا۔ "سب کچھ برجر جانے۔!"

"اچھا تو برجر صاحب....! اب آپ ہی سنئے۔!" عمران برجر کی طرف مڑا۔ وہ پھر اٹھ کھڑا ہوا تھا اور اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دی گئی تھیں۔ عمران چند لمحے اُسے گھورتا رہا پھر بولا۔ "یہ جہاز یونان کا نہیں ہے ترکی کا ہے۔ اور وہ بیچاری بیوہ اس کی مالکہ ہے.... جس کے ہونٹ تم نے جڑوا دیئے ہیں۔ ہونٹ اس لئے جڑوا دیئے ہیں کہ وہ صرف کاغذات پر دستخط کر سکے زبان سے کچھ نہ کہہ سکے تم اس کی جرأت نہیں کر سکتے کہ کبھی ترکی کے ساحل سے بھی لگ سکو.... میں بہت عرصے سے تمہاری تاک میں تھا۔ اس بار تمہارا ریڈیو آفیسر جب میرے شہر میں رنگ رلیاں مناتا پھر رہا تھا میں نے اُسے پکڑ والیا پھر تمہارے پیچھے لگا اور تمہاری اس عادت سے فائدہ اٹھایا کہ تم دھول دھپے کی صورت میں کمزور کی حمائت کرنے کھڑے ہو جاتے ہو۔ اس رات ٹپ ٹاپ کلب میں میں نے اسی لئے گانے والوں سے چھیڑ چھاڑ کی تھی کہ وہ مجھے مار ڈالنے پر آمادہ ہو جائیں اور تم میری حمائت کرو اب کیا خیال ہے۔!"

"تم دھوکے باز ہو ذلیل کمینے۔!" برجر نے دہاڑ کر پھر آگے بڑھنا چاہا۔ لیکن فوجیوں نے اُسے جکڑ لیا۔ اتنی دیر میں جوزف کے علاوہ سارا عملہ ہتھکڑیاں پہن چکا تھا۔ عمران نے ہنس کر کہا۔ "تم سب نے مل کر مجھے الو بنانے کی کوشش کی تھی.... چیف آفیسر نے تمہیں قید کیا اور تم اسی رات بھوت بن کر ریہرسل کرنے نکلے۔ ابو نخلہ سے بھوت جہاز لے بھاگا.... لیکن موسم والے ریسیور میں کوڈ ورڈز میں جہاز کے لئے برابر پیغامات وصول کرتا رہا تھا اور انہیں ڈی کوڈ بھی کرتا رہا تھا۔ اس پر مجھے بڑی محنت کرنی پڑی تھی کیونکہ یہ تمام اپنا اختراع کردہ کوڈ تھا۔ کہیں سے تمہیں ہدایت مل رہی تھی کہ تمہیں جہاز کو کہاں کس پوزیشن پر لے جانا ہے اور پھر جب تم اُس پوزیشن پر پہنچنے والے ہوئے تو مجھے انٹرپول کی کہانی سنا کر تمہارے کیبن میں بند کر دیا گیا تاکہ جو جہاز ایک سازشی ملک سے اسلحہ لے کر آرہا ہے وہ اس اسلحے کو تمہارے جہاز میں منتقل کر سکے۔ اُدھر تمہارے ہیچز میں اسلحہ منتقل ہوتا رہا اور دوسری طرف مجھے اپنا خزانہ دکھاتے رہے۔ اسلحہ منتقل ہو چکا۔ رقم چیف آفیسر کے ہاتھ آئی اور تم رہا ہو گئے۔ تم پھر وہی کپتان کے کپتان کسی کو کسی سے گلا نہیں میں اور جوزف اس سے لاعلم رہے کہ اس ڈرامے کے دوران میں باہر کیا ہو گیا۔ ہوئی ناپکی بات اور اب تم یہ اسلحہ کشکول کی بندرگاہ پر باغیوں کے حوالے کر دیتے جو اندر ہی اندر ہمارے دوست ملک کی حکومت کا تختہ الٹنا چاہتے ہیں۔ لیکن چونکہ یہ میرے ملک کے مفاد کے خلاف ہوتا اس لئے تمہارے ہاتھوں میں ہتھ کڑیاں نظر آرہی ہیں۔!" عمران چند لمحے خاموش رہا پھر ہنس کر بولا۔ "تم نے اس جہاز کو بحری یتیم خانہ اس لئے بنا رکھا تھا کہ ساری دنیا میں اس کی مفلسی کی شہرت ہو جائے اور کوئی یہ سوچ بھی نہ سکے کہ یہ جہاز اسلحہ کی اسمگلنگ کرتا ہو گا۔ اس سلسلے میں تمہارا عملہ عرب شیوخ سے بھیک بھی مانگتا رہا ہے۔

دفعتاً جوزف جیسا سنجیدہ آدمی بے ساختہ ہنس کر بولا۔ "تم نے ٹھیک ہی کہا تھا باس کہ یہ لوگ بھوت تو اب دیکھیں گے۔!"

جہاز کے ہیچز سے اسلحہ برآمد کیا جا رہا تھا۔

﴾ختم شد﴿

عمران سیریز نمبر 58

پاگلوں کی انجمن

(مکمل ناول)

پیشرس

عمران سیریز کا خاص نمبر "پاگلوں کی انجمن" ملاحظہ ہو!

اپنے انداز کا منفرد ناول ہے...... لیکن قبل اس کے کہ میں اس ناول کے متعلق کچھ عرض کروں، پچھلے ناول کے پیشرس سے متعلق کچھ گفتگو ہو جائے! بے شمار خطوط میں مجھ سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ میں جو کچھ بھی لکھوں کھل کر لکھوں، بات مختلف قسم کے "ازموں" سے متعلق تھی۔

اس سلسلے میں پہلے بھی کھل کر بہت لکھ چکا ہوں۔ بانگ دہل کہہ چکا ہوں کہ معاشرے میں اللہ کی ڈکٹیٹر شپ چاہتا ہوں۔

لیکن سوال تو یہ ہے کہ ڈکٹیٹر شپ کیونکر قائم ہو۔ میں نے اکثر یہ سوال زبانی بھی دہرایا ہے۔ اور جس قسم کے جوابات سے دوچار ہوا ہوں اُن کا تجزیہ کرنے پر حسب ذیل نتائج حاصل کیے!

☆ بعض لوگ ڈاڑھیاں رکھنے پر تیار نہیں۔

☆ بعض خواتین دوبارہ پردہ کرنے پر تیار نہیں۔

☆ جو عیش جس کو نصیب ہو گیا ہے وہ اُسے ترک کرنے پر تیار نہیں۔ خواہ وہ ناجائز ذرائع ہی سے کیوں نہ نصیب ہوا ہو۔

☆ بعض نوجوان افراد اپنی پوشش تبدیل کرنے پر رضامند نہیں۔

☆ بعض لوگ "محرم" اور "نامحرم" کے چکر سے نکل جانے کے

بعد دوبارہ اس میں پڑنے کے لئے تیار نہیں۔

یارو! کیا رکھا ہے ان باتوں میں۔ تمہارا ظاہر کچھ بھی ہو۔ لیکن دل مسلمان ہونا چاہئے کچھ نیکیاں سچے دل سے اپنا کر دیکھو! آہستہ آہستہ تم خود ہی کسی جبر و اکراہ کے بغیر اپنا ظاہر بھی اللہ کے احکامات کے مطابق بنالو گے۔!

بس پھر جیسے ہی تم انفرادی طور پر اللہ کے احکامات کے آگے جھکے یہ سمجھ لو کہ ایک ایسا یونٹ بن گیا جس پر اللہ کی ڈکٹیٹر شپ قائم ہے...... انفرادی طور پر اپنی حالت سدھارتے جاؤ، پھر دیکھو کتنی جلدی ایک ایسا معاشرہ بن جاتا ہے جس پر اللہ کی حاکمیت ہو۔

قرآن کو پڑھو، اس پر عمل کرو...... اسے علم الکلام کا اکھاڑانہ بناؤ۔

جن طبقہ کے تم شاکی ہو اُس کی اصلاح کی سوچو۔ ظلم و تشدد کا تصور تک ذہن میں نہ لاؤ...... ہمیشہ یاد رکھو، تم اس کے غلام ہو۔ جس کی مظلومیت انقلاب لائی تھی (یاد کرو طائف کا وہ واقعہ جب میرے آقا و مولا کی جوتیاں تک لہو لہان ہو گئی تھیں)۔

اس سے زیادہ اس سلسلہ میں اور کچھ نہیں کہنا چاہتا....

ابن صفی

۱؍جون ۱۹۷۰ء

◆

اچانک ایک دن استاد محبوب نرالے عالم کو اطلاع ملی کہ یہ سیاسی بیداری کا زمانہ ہے۔! لیکن اتفاق سے یہ ان کی بیکاری کا زمانہ نہیں تھا۔ انہوں نے ان دنوں جیوتش اور تعویذ گنڈے کی "آڑھت" کر رکھی تھی۔ ان کا یہ "کارخانہ" ایک چلتی ہوئی سڑک کے کنارے ایک تخت پر واقع تھا۔ اگر کوئی پوچھتا کہ بھائی اس دھندے سے کیونکر لگے تو بڑی عقل مندی کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے.... "چنگیز بابا کی نسل سے ایک قلندر بابا عمران شاہ ہیں۔ ان کی نظر عنایت ہو گئی ہے۔ میں بھی اسی نسل سے ہوں۔ لیکن میرا سلسلہ ڈفال خاں سے ملتا ہے جو چنگیز خان کے دادازاد بھائی تھے۔"

پھر یک بیک ہنس کر فرماتے "نہیں.... وہ ڈفالی اور ہوتے ہیں آپ وہ نہ سمجھئے گا.... ڈفال خان دوسرے تھے۔!"

اگر اس وقت کوئی ان کا قریبی شناسا موجود ہوتا تو استفسار کرنے والے کے رخصت ہو جانے پر اس سے رازدارانہ انداز میں کہتے۔ "بھائی کیا بتاؤں یہ بزنس کا معاملہ ہے، ورنہ میں تو دراصل نادر شاہ درانی کے سلسلے سے تعلق رکھتا ہوں۔!"

اُن کا یہ بزنس خاصا چل نکلا تھا.... لیکن سیاسی بیداری کی اطلاع نے انہیں پس و پیش میں ڈال دیا.... بھلا اب کس منہ سے کہتے کہ کیریئر بدلنا چاہتے ہیں۔ عمران نے انہیں "روحانیات" اور پامسٹری کا ماہر بنانے کے سلسلے میں خاصی محنت کی تھی اور محنت بھی ایسی ویسی نہیں بلکہ استاد اکثر الجھ بھی پڑتے اور انہیں مطمئن کرنے کے لئے عمران کو عرض کرنا پڑتا۔ "استاد کہئے تو اب میں سر کے بل کھڑا ہو کر سمجھانے کی کوشش کروں.... یہ لکیر انگریزی طریقے سے دل ہی کی لکیر ہے۔ ہندو جیوتش اسے زندگی کی لکیر کہتا ہے۔ لیکن انگریزوں نے ہندوؤں اور مسلمانوں کا سب کچھ غلط کر دیا تھا۔ صرف ٹونٹی دار اور بغیر ٹونٹی کے لوٹے کو غلط نہ

کر سکے کیونکہ ہندو اور مسلمان صرف اسی ایک بات پر متفق تھے کہ چاہے جان چلی جائے ہم تو کاغذ ہرگز استعمال نہیں کریں گے۔ !"

بہر حال استاد کو اس کا اعتراف تھا کہ انہیں "چنا جور گرم" اور شاعری سے نجات دلانے والا عمران ہی تھا، لہٰذا اب وہ اُسے مزید بور کرنا نہیں چاہتے تھے۔

لیکن سیاسی بیداری کی اطلاع بھی تو ایسی چیز نہیں تھی جسے نظر انداز کیا جا سکتا۔

اور پھر وہ کوئی ایسی ویسی بیداری تو تھی نہیں کہ استاد کے کان پر جوں نہ رینگتی.... پتہ نہیں کتنی سیاسی پارٹیاں عالم وجود میں آگئی تھیں اور استاد بیٹھے ہاتھ مل رہے تھے۔

سچ مچ ہاتھ مل رہے تھے۔

"ہاتھ دیکھ لیجئے شاہ صاحب.... !" اس نے اپنا داہنا ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اس وقت نہیں دیکھ سکتا.... !" استاد غرائے۔

"کیوں جناب.... ؟"

"میں اپنے ہاتھ مل رہا ہوں۔ !"

"آخر کیوں جناب.... !"

"اپنے ہاتھوں سے جیوتش ودیا کی لکیر مٹا رہا ہوں۔ !"

"اس نے کیا قصور کیا ہے جناب.... !"

"بس چلے جایئے.... !" اس ٹیم ہم صرف عورتوں کے ہاتھ دیکھتے ہیں۔ !"

گاہک نے غالباً پشتو میں انہیں ایک گندی سی گالی دی اور چلا گیا۔

پھر اس کے بعد سچ مچ ایک معمر خاتون استاد کے روحانی کارخانے کے قریب آ رکی تھی۔

"آپ ہمارے بنگلے پر تشریف نہیں لائے شاہ صاحب.... !" انہوں نے کہا۔

"جی.... میں گولا بنا رہا ہوں.... بن جائے گا تب آؤں گا۔ !"

"کیسا گولا۔ !"

"خاندانی گولا.... آپ نے ہمارے بزرگ ڈفال شاہ کا نام سنا ہوگا۔ ! جناتی گولا بنایا کرتے تھے.... بعض جن گونگے ہوتے ہیں اپنا نام نہیں بتا سکتے گولا بتا دیتا ہے.... آپ کی صاحب زادی پر جو جن ہے گونگا ہی ہے۔ !"

"تو جلدی سے بنا ڈالئے گولا۔ !"

"صاحب ایک دم سے تو بن نہیں جاتا.... کچھ لوگوں پر پیسے باقی ہیں.... وہ ادا کریں تو کام چلے۔ ابھی کچھ چیزیں نہیں خرید سکتا۔ جو اس گولے کے لئے ضروری ہیں۔ !"

"آخر کتنے کی ہیں وہ چیزیں.... !"

"گیارہ روپے گیارہ پیسے کی۔ !"

"یہ لیجئے.... !" وہ اپنا پرس کھولتی ہوئی بولی۔ "یہ رہے بارہ روپے۔ !"

"جی.... !" اُستاد نے انہیں قہر آلود نظروں سے گھورا۔

"بارہ روپے.... !"

"کیا آپ مجھے چار سو بیس سمجھتی ہیں۔ !"

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں.... ؟" خاتون سراسیمہ نظر آنے لگی۔

"میں نے عرض کیا تھا.... گیارہ روپے گیارہ پیسے.... بارھواں پیسہ میرے لئے حرام ہے۔ حشر کے دن مرشد کو صورت نہ دکھا سکوں گا۔ !"

"میرے پاس ریزگاری نہیں ہے۔"

"جب ہو جائے تب آیئے گا۔ !" استاد نے لاپروائی سے کہا اور ٹریفک کے ہجوم کی طرف متوجہ ہو گئے۔

وہ بیچاری ایسی چور چور سی کھڑی تھیں جیسے غلطی کا ازالہ نہ ہو سکے گا۔ پھر جلدی سے سنبھلیں اور قریب کی ایک دوکان میں گھس گئیں۔ !

اچانک کسی نے پشت سے استاد کے شانے پر ہاتھ رکھ دیا اور وہ بے ساختہ اچھل پڑے۔

"بہت اچھے.... شاگردی کا حق ادا کر رہے ہو.... !" پشت سے آواز آئی۔ اتنی دیر میں استاد بوکھلا کر تخت پر کھڑے ہو چکے تھے۔

"ارے باپ رے.... عمران صاحب.... !"

"بیٹھ جاؤ... بیٹھ جاؤ.. !" عمران نے آہستہ سے کہا۔ "وہ ریزگاری لے کر واپس آ رہی ہوں گی۔ !"

"ادھر کیسے.... حضور والا۔ !"

"بس چلا آیا... بہت دنوں سے تمہارا دیدار نہیں ہوا تھا.... !" عمران نے کہا اور دوسری

طرف مڑ گیا۔ استاد کچھ کہنے ہی والے تھے کہ ان خاتون پر نظر پڑی جو دوکان سے بر آمد ہو کر پھر انہیں کی طرف آ رہی تھیں۔

انہوں نے مبلغ گیارہ روپے اور گیارہ پیسے گن کر استاد کے ہاتھ پر رکھ دیئے اور استاد کڑک کر بولے۔ "اللہ بہتر کرے گا.... جمعرات کو گولا لے کر آؤں گا۔!"

خاتون چلی گئیں۔

"اب تو ادھر دیکھئے جناب عالی....!" استاد عمران کو مخاطب کر کے چہکے۔

عمران ان کی طرف مڑ کر مسکرایا اور تخت کے ایک گوشے پر بیٹھتا ہوا بولا۔ "اللہ عقل دے تو تمہاری جیسی۔!"

"ارے سب آپ کی جوتیوں کا طفیل ہے۔!" استاد نے دانتوں کی نمائش کی۔

"میں تو اس وقت دنگ رہ گیا.... لیکن استاد ہے یہ چار سو بیس کا دھندا۔!"

"یہ نہ کہئے حضور....! بڑے بڑے میرا لوہا مانتے ہیں۔!"

"گولا مانتے ہوں گے۔!"

"گیارہ روپے گیارہ پیسے والا....!" استاد نے قہقہہ لگایا۔

"خیر.... خیر....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "میں تمہارے لئے بہت متفکر ہوں اور سوچ رہا ہوں کہ تمہیں کہیں سے بڑی آمدنی ہو جائے۔!"

"ضرور سوچئے.... ضرور سوچئے۔!" استاد جھومتے ہوئے بولے۔ "آپ تو بعض اوقات مجھے ولی اللہ معلوم ہونے لگتے ہو۔!"

عمران سچ مچ کچھ متفکر سا منظر آ رہا تھا۔ اچانک اسکے چہرے پر مسرت کی لہریں سی نظر آئیں اور اس نے استاد کے شانے پر ہاتھ مار کر کہا۔ "سنو... اکثر لوگ تمہارے آئیڈیاز چرا لیا کرتے ہیں۔!"

"جی بس کیا بتاؤں....!" استاد ٹھنڈی سانس لے کر بولے۔ "نہ صرف وہ لوگ جو زندہ ہیں.... بلکہ وہ بھی جو مر گئے۔!"

"وہ کیسے استاد....!"

"خواب میں آ کر.... مومن غالب عام طور پر اس قسم کی حرکتیں کرتے رہتے ہیں۔ میرا شعر تھا۔ ؎

بے غیرت ناہید کی ہر تان ہے زمبک
شعلہ سا لپ لپ لپ جھپک

اب آپ دیکھئے ٹیلی ویژن والوں سے معلوم ہوا کہ یہ غالب صاحب کا ہے۔!"

"مومن کا ہے استاد....!

اس غیرت ناہید کی ہر تان ہے دیپک
شعلہ سا لپک جائے ہے آواز تو دیکھو"

"اب یہی دیکھ لیجئے....! میں نے بے غیرت ناہید کہا ہے.... اور وہ فرماتے ہیں اس غیرت ناہید....! ہوئی نا وہی خواب کی چوری والی بات۔!"

"صبر کرو....!" عمران ان کا شانہ تھپک کر بھرائی ہوئی آواز میں بولا اور استاد میکانکی طور پر آبدیدہ ہو گئے۔

چند لمحے خاموشی رہی.... پھر عمران بولا۔ "تمہیں یاد ہو گا کہ تم نے تین سال ہوئے کہا تھا کہ تم "پاگلوں کی انجمن" بنانے والے ہو۔!"

استاد سوچ میں پڑ گئے....! پھر سر ہلا کر بولے۔ "ہاں کہا تو تھا شائد۔!"

"اب اس طرح کہہ رہے ہو جیسے یقین نہ ہو.... میں نے تو فوراً ہی وہ انجمن تمہارے نام سے رجسٹرڈ کرا دی تھی... یہ دیکھو... یہ رہے کاغذات..!" عمران نے اپنا چرمی بیگ کھولتے ہوئے کہا۔

"واقعی رجسٹر کرا لیا تھا....؟" استاد نے قہقہہ لگایا۔

"اور نہیں تو کیا میں جھوٹا ہوں۔!"

"ارے توبہ توبہ....!" استاد دونوں ہاتھوں سے منہ پیٹتے ہوئے بولے۔ "لانت ہے مجھ پر اگر آپ کی شان میں گستاخی کروں۔!"

"ہاں تو کہنا یہ ہے کہ ایک آدمی نے تمہاری اس انجمن کا نام بھی چرا لیا۔!"

"تم اس کے خلاف قانونی کارروائی کرو۔!"

"ایسی بات....!" استاد اکڑوں بیٹھ کر عمران کو گھورتے ہوئے بولے۔

"ایسی بات کہ جتنا چاہو اس سے لے مرو....!"

"بس دس ہزار... زیادہ نہیں.... اس کے بعد میں پھر اپنی کتابیں چھاپنا شروع کر دوں گا۔!"

“اچھا تو لپیٹو اپنا بوریہ اور چلو میرے ساتھ ....!”

“تخت کا کیا ہوگا....؟”

“اس پر سونے کا پتر چڑھوا دینا.... فی الحال کھسکو یہاں سے۔!”

“آپ جلدی میں معلوم ہوتے ہیں۔!”

“تمہارے لئے مناسب لباس کا انتظام تو کر دوں۔!”

“لمبا معاملہ ہے کیا.... لیجئے پان کھائیے۔!”

“میں صرف کان کھانے کا عادی ہوں۔!”

استاد نے اپنا سامان اٹھا کر ایک دوکان میں رکھا تھا اور عمران کے ساتھ چل پڑے۔

“میں تو تمہارا اسیکریٹری بن کر چلوں گا۔!”

“کیوں شرمندہ کرتے ہو.... جناب عالی.... میں تو آپ کا خادم ہوں۔!”

* * *

شمس الدین خان نواب تو نہیں تھے۔ لیکن کہلاتے ضرور تھے۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران میں انہوں نے فوج کی ٹھیکیداری سے بڑی دولت کمائی تھی اور جنگ جاری ہی تھی کہ انہیں حکومت برطانیہ کی طرف سے “خان بہادری” بھی نصیب ہوگئی۔ شائد اس خطاب کی بناء پر انہیں اپنے نام کے ساتھ “خان” بھی استعمال کرنے کا خیال آیا تھا ورنہ ان کے والد تو شیخ صاحب کہلاتے تھے۔ متقی اور پرہیزگار آدمی تھے اور ذریعہ معاش کپڑا بننا تھا۔ خود پڑھے لکھے نہیں تھے۔ لیکن بچوں کو پڑھانے کا شوق تھا۔ شمس الدین نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی.... لیکن شیخ صاحب کی طرح حلیم اور بردبار نہ ہوسکے اس سلسلے میں شیخ صاحب اکثر کہا کرتے تھے کہ مجھے اپنی ہی برادری میں شادی کرنی چاہئے تھی۔ بغدہ چلانے والوں میں شادی کرکے سخت غلطی کی۔ لڑکوں میں جارحیت کا رجحان ننہال ہی کی طرف سے آیا ہے۔ شیخ صاحب کا خیال کسی حد تک درست تھا صاحب زادے ادبی ذوق رکھتے تھے۔ ذہین بھی تھے لہٰذا جارحیت پسندی نے انہیں نقاد بنا دیا۔ ایسے دھواں دھار تنقیدی مضامین لکھتے تھے کہ اچھے اچھوں کی پیشانیاں بھیگ جائیں۔

اکثر پڑھے لکھے لوگ شیخ صاحب سے کہتے۔ “لونڈا قابل ضرور ہے مگر اُسے قابو میں رکھو.... ارے وہ تو میر و غالب کے منہ آنے کی کوشش کرتا ہے، کبھی مصحفی کے گریبان پر ہاتھ ڈالتا ہے اور کبھی حالی کا مفلر گھسیٹ لیتا ہے۔!”

یہ باتیں شیخ صاحب کے پلے نہ پڑتیں پھر بھی اخلاقاً کہتے “جی میں سمجھا دوں گا۔ ان لوگوں سے کہئے کہ بچہ سمجھ کر معاف کر دیں۔ آئندہ ایسی حرکت نہیں کرے گا۔!”

باپ بیٹے میں یہ تضاد دیکھ کر لوگ عبرت پکڑتے اور خاموش ہو جاتے۔

ایک بار خود شمس الدین سے کسی نے پوچھا تھا۔ “میاں آخر اس قدر جامے سے باہر کیوں رہتے ہو۔!”

اس پر وہ ہنس کر بولے تھے۔ “حسن تدبیر....! جس طرح کوئی مداری تماشائیوں کو اکٹھا کرنے کے لئے پہلے بنسری اور ڈگڈی بجاتا ہے اسی طرح میرے مضامین کے عنوانات بھی محض توجہ مبذول کرانے کے لئے ہوتے ہیں....! اگر میں اپنی تنقید کو جوش کی شاعری کا نام دوں تو لوگ سرسری طور پر نظر ڈالیں گے اور صفحہ الٹ دیں گے.... لیکن اگر میرے تنقیدی مضمون کا عنوان جوش اور پاپوش ہوا تو خود سوچئے کیا ہوگا۔ آپ اُسے ضرور پڑھیں گے جلد شہرت حاصل کرنے کا بہترین طریقہ.... بھلا اس سے جوش صاحب کا کیا بگڑے گا.... لیکن میری شہرت مسلم۔!”

پوچھنے والے نے لاجواب ہو کر اپنی راہ لی۔

تو یہ تھے شمس الدین جو شاعری تنقید اور پیری مریدی کی منزلوں سے گذرتے ہوئے فوج کی ٹھیکیداری تک پہنچے....! پھر خان بہادر ہوگئے اور اب نواب صاحب کہلائے.... اس کے بعد انہوں نے خود کو کبھی “شیخ شمس الدین” نہیں لکھا تھا بلکہ شمس لادین خان لکھنے لگے تھے۔

عجیب بے چین طبیعت پائی تھی آزادی کے بعد انہیں ایک بستی اپنے نام کی بسانے کی سوجھی۔ پیسہ بے حساب تھا.... بستی کی تعمیر شروع ہوگئی۔ پھر مکانات کی فروخت ماہانہ اقساط کی بنیاد پر ہوئی اس اعلان پر خلقت ٹوٹ پڑی تھی کہ قرض پر برائے نام سود لیا جائے گا.... اتنی بھیڑ ہوگئی تھی کہ قرعہ اندازی کا سہارا لینا پڑا تھا۔

بہرحال بستی بسنے میں دیر نہیں لگی تھی.... بستی کا نام “شمس آباد” رکھا گیا۔ نوابؔ صاحب یعنی “خان بہادر شمس الدین خاں” نے اپنا محل بستی کے وسط میں بنوایا تھا اور وہاں تنہا رہتے تھے۔ دوسرے لواحقین شہر کے کسی دوسرے علاقے میں مقیم تھے۔ دراصل نواب صاحب کی اپنے خاندان والوں سے بنتی نہیں تھی۔ ان کی افتاد طبع سے نپٹنا ان بے چاروں کے بس سے باہر تھا۔

بھلا کون برداشت کر سکے گا کہ خاندان کا سربراہ دوسروں کی نظروں میں ایک مسخرے سے زیادہ حیثیت نہ رکھتا ہو۔

خان بہادر نواب شمس الدین خاں کی بے چین طبیعت روز نئے نئے گل کھلاتی۔

ایک دن شمس آباد کے باسیوں نے دیکھا کہ بستی کے سرے پر لگا ہوا "شمس آباد" کا بورڈ اتارا جا رہا ہے۔ لوگ سمجھے شائد اس کے رنگ و روغن کو دوبارہ تازگی بخشی جائے گی لیکن جب دوسری صبح انہوں نے "شمس آباد" کی بجائے پاگل نگری کا بورڈ دیکھا تو اچنبھے میں پڑ گئے.....! بڑی دیر تک تو کچھ سمجھ ہی میں نہ آیا کہ معاملہ کیا ہے..... پھر بستی کے سربرآوردہ لوگوں کو نواب صاحب سے استفسار کرنا پڑا۔

اس پر نواب صاحب نے ببانگ دہل اعلان فرما دیا کہ آئندہ پانچ سال کی اقساط پر سود معاف کیا جاتا ہے۔ پانچ سال کا جو سود بنتا ہے وہ قرض داروں کو نہیں دینا پڑے گا۔ کوئی اس بورڈ پر اعتراض نہ کرے۔ اُس دن پوری بستی میں جگہ جگہ میٹنگیں ہوتی رہی تھیں اور پھر یہ طے پایا تھا کہ نواب صاحب کی بات مان لی جائے۔ حرج ہی کیا ہے۔ پاگل نگری ہی سہی..... شمس آباد نے کتنے انڈے بچے دے دیئے تھے۔

اس مرحلے سے گذر کر نواب صاحب نے پاگلوں کی انجمن کی بنیاد ڈالی۔ پوری بستی کے ہنسوڑ اور سرپھرے نوجوان ان کے ساتھ تھے۔

انجمن کی صدارت ایسی صورت میں قدرتی طور پر نواب صاحب کے ہی حصے میں آنی ہوئی۔ دستوری زبان میں ان کا عہدہ "مہاپاگل" کا عہدہ کہلایا..... سیکریٹری "باؤلا" ٹھہرا۔ لیکن اتفاق سے موجودہ سیکریٹری کو صنفی اعتبار سے "باؤلی" کہنا پڑا۔ کیونکہ یہ ایک سرپھری لڑکی تھی۔

جوائنٹ سیکریٹری "خبطی" کہلایا۔

سنجیدہ لوگ دور سے دیکھتے لیکن بہر حال اُن کے دل بہلنے کا سامان بھی ہو گیا تھا۔

پوری بستی میں زندگی کی لہر دوڑ گئی تھی..... ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے شجر و حجر تک بہ یک وقت جاگ پڑے ہوں۔

انجمن کا دفتر نواب صاحب کے محل ہی کے ایک حصے میں قائم کیا گیا تھا جہاں ہر وقت پاگلوں کا ہجوم رہتا۔

نواب صاحب کی دھج بھی بدل چکی تھی۔ سن سفید آدمی تھے..... لیکن قویٰ مضبوط تھے اگر وہ خضاب استعمال کرتے تو اپنی عمر کے آدھے ضرور لگتے..... لیکن انہوں نے یہ ظاہر کرنے کی کبھی کوشش نہیں کی تھی کہ وہ معمر نہیں ہیں۔

اس وقت وہ دیکھنے کی چیز ہوتے جب کسی جلوس کی قیادت کر رہے ہوتے۔ ننگ دھڑنگ..... جسم پر وہ صرف ایک لنگوٹی۔ بال بکھرے ہوئے اور ڈاڑھی منتشر..... حلق تو ویسے ہی لاؤڈ اسپیکر تھا۔ اس بڑھاپے میں بھی ایسی کڑک دار آواز تھی کہ بڑے بڑوں کے دل دہل جاتے تھے۔

جلوس بستی کی گلیوں کے چکر کاٹتا ہوا پھر محل جا پہنچتا اور ہال میں تقریریں ہونے لگتیں۔

یہ سب سے زیادہ دلچسپ منظر ہوتا۔ مقرر تقریر کر رہا ہے۔ کچھ لوگ ساز بجا رہے ہیں۔ کچھ ناچ رہے ہیں اور کچھ مقرر کی طرف متوجہ ہیں۔ کچھ لڑکیاں ناچنے والوں کے ساتھ ہیں اور کچھ بیٹھی ایک دوسرے کے سروں سے جوئیں نکال رہی ہیں۔ غرضیکہ کسی کو بھی اس کی پرواہ نہ ہوتی کہ دوسرا کیا کر رہا ہے۔

اُدھر تقریریں کچھ اس قسم کی ہوتیں۔!

آگہی دام شنیدن جس قدر چاہے بچھائے
مدعا عنقا ہے اپنے عالم تقریر کا

شور و غل کے درمیان کبھی کبھی مقرر کی آواز صاف بھی سنی جاتی۔ لیکن یہ اُسی صورت میں ممکن ہوتا جب مقرر خود نواب صاحب ہوتے۔ اُن کی پاٹ دار آواز سب پر بھاری ہوتی اور کچھ اس قسم کی باتیں سنی جاتیں۔

"پاگلو..... کیا تم نے کبھی اس پر بھی غور کیا کہ جارحیت پسند پاگلوں کے لئے عمارتیں مہیا کی جاتی ہیں۔ طبی امداد بہم پہنچائی جاتی ہے۔ اُن کے لئے اصول و ضوابط بنائے جاتے ہیں لیکن بے ضرر پاگلوں کا کوئی پرسان حال نہیں۔!"

"نہ ہوگا..... ہمارے ٹھینگے سے.....!" متعدد آوازیں۔

"تو پھر میرے بھی ٹھینگے سے۔!" نواب صاحب کہتے اور ڈائس پر ناچنا شروع کر دیتے۔!

اس پر اتنا شور ہوتا کہ لمبے چوڑے ہال کی دیواریں لرزنے لگتیں۔ یہ تو پاگل نگری کے اندرونی معاملات تھے۔

پورے شہر میں بھی اس سے متعلق چہ میگوئیاں ہو رہی تھیں۔ اخباری رپورٹر دن بھر بستی میں گھومتے دیکھے جاتے۔

لیکن اس سلسلے میں سب سے زیادہ متحیر علاقے کا تھانے دار تھا۔ کیونکہ ابھی تک بستی والوں نے اس ہنگامہ پروری کی شکایت تھانے میں نہیں پہنچائی تھی۔ آخر ایک دن وہ خود ہی پوچھ گچھ کے لئے اُس طرف جا نکلا۔ کسی کو بھی نواب شمس الدین سے کوئی شکایت نہیں تھی۔

اُسے کچھ اس قسم کا جواب بستی کے سربرآوردہ لوگوں سے ملا۔

"جناب ہمیں کوئی شکایت نہیں.... اکثر ہمیں اپنے نالائق لڑکوں لڑکیوں کو شہر میں جا کر تلاش کرنا پڑتا تھا۔ اب جس وقت چاہیں نواب صاحب کے محل سے انہیں پکڑ لائیں۔ بستی میں امن ہو گیا ہے۔ سارا شور شرابہ نواب صاحب کے محل "الشمس" ہی تک محدود رہتا ہے.... اور جب ان کا کوئی جلوس نکلتا ہے تو بستی والے بھی محظوظ ہو لیتے ہیں۔!"

"لیکن یہ سب کچھ غیر قانونی ہے....!" تھانیدار نے کہا۔

"تو پھر براہ راست آپ کوئی کارروائی کیجئے....! ہم تو ہر حال میں یہی کہیں گے کہ ہمیں اس سے کوئی تکلیف نہیں۔!"

"آپ لوگوں کو بستی کا نام بدلے جانے پر بھی کوئی اعتراض نہیں۔!"

"یہ میونسپل کارپوریشن کا مسئلہ ہے....! لیکن ہمارے خطوط اب بھی "شمس آباد" ہی کے پتے پر آتے ہیں.... ہماری دانست میں یہ بھی ہمارے لئے نقصان دہ نہیں۔!"

"پھر تھانے دار نواب صاحب سے نہیں ملا تھا۔ اپنی ذمہ داری پر وہ کوئی قدم نہیں اٹھا سکتا تھا۔! اوپر رپورٹ بھیج کر خاموش ہو بیٹھا۔!"

* * *

استاد کی ڈاڑھی برقرار رہی تھی....! لیکن زلفیں کٹوا دی گئی تھیں۔ جس وقت وہ جمعدار کی شیروانی اور چوڑی دار پاجامہ پہن کر قد آدم آئینے کے سامنے کھڑے ہوئے تو انہیں سکتہ ہو گیا۔

"کیا میں چٹکی لوں استاد....!" عمران نے اُن کی حالت دیکھ کر پوچھا۔

"جی....!" استاد چونک کر بولے۔ "کچھ نہیں.... اس وقت ذرا دل بھر آیا تھا۔!"

"خیریت.... بھلا دل کیوں بھر آیا تھا....!"

"یہ سالا.... کپڑا کیا چیز ہے جس کی یہ شیروانی ہے.... میرے والد حضور ہیرے جواہرات ٹنکی ہوئی شیروانی پہنتے تھے.... وقت.... وقت کی بات ہے۔ ان کی اولاد اس طرح ٹھوکریں کھاتی پھر رہی ہے۔"

"خیر.... خیر.... دل چھوٹا نہ کرو.... تمہارے والد حضور کی واپسی اگر میرے بس میں ہوتی تو اس کے لئے بھی کوشش کرتا۔ فی الحال تم خاں صاحب محبوب عالم ہو.... "نرالے" کا اسکریو میں نے بیچ سے نکال دیا ہے۔!"

"آپ جانیں جناب....! میں تو حکم کا غلام ہوں۔!" اس کے بعد وہ دونوں کار میں بیٹھے تھے اور شمس آباد پاگل نگری کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

استاد راستے بھر اپنے خاندان کی عظمت رفتہ کی کہانیاں سناتے رہے اور عمران بڑی سنجیدگی سے سر ہلا ہلا کر اعتراف کرتا رہا کہ وہ اُن کی باتوں پر یقین کرتا ہے۔!

بستی میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلے انہوں نے عجیب قسم کا شور سنا۔

عمران نے گاڑی کی رفتار کم کر کے اُسے بائیں جانب سڑک کے نیچے اتار دیا اور استاد سے بولا۔ "کچھ سنا آپ نے خاں صاحب محبوب عالم مدظلہ، العالی"

"سن تو رہا ہوں۔" استاد نے منہ اوپر اٹھا کر ناک بھوں پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"ایسا لگتا ہے.... جیسے بے شمار مینڈک ٹرٹرا رہے ہوں۔!"

"آج کل.... مینڈک....!" استاد تردد کے ساتھ بولے۔ "خیر چلو.... دیکھتے ہیں۔!"

اب ان کی گاڑی آواز کی جانب جا رہی تھی۔ شور لمحہ بہ لمحہ قریب ہوتا جا رہا تھا اور پھر وہ اس جگہ جا پہنچے۔

ایک چھوٹے سے تالاب کے کنارے بستی کے پاگل اکٹھا تھے۔

"ارے.... غضب خدا کا....!" استاد دونوں ہاتھوں سے سینہ پیٹتے ہوئے بولے۔ "یہ لوگ تھے.... ارے مینڈک.... مینڈک کی طرح۔!"

"خاموش رہو.... استاد.... مجھے سمجھنے دو کہ وہ مینڈکوں کی زبان میں کیا کہہ رہے ہیں۔!"

"ہائیں تو کیا آپ مینڈکوں کی زبان بھی سمجھ سکتے ہیں۔!"

"مینڈکوں کی آواز میں یہ کچھ گا رہے ہیں۔!"

"ارے نہیں....!"

"غور سے سنو....! تم تو اجناء کی زبان تک سمجھنے کا دعویٰ رکھتے ہو۔!"

"ہوں.... ہوں.... کچھ گا تو رہے ہیں۔!"

"یہ گا رہے ہیں۔ بہتے ہوئے پانی میں ہم آگ لگا دیں گے۔"

سچ مچ وہ گا رہے تھے.... لیکن انداز ایسا تھا جیسے مینڈک ٹرا رہے ہوں.... پھر دیکھتے ہی دیکھتے ایک پاگل نے ایک جلتی ہوئی لکڑی تالاب میں پھینک دی۔

"ارے باپ رے غضب خدا کا!" استاد نے بوکھلا کر عمران کو جھنجھوڑ ڈالا.... کیونکہ تالاب میں حقیقتاً آگ لگ چکی تھی۔

پھر ذرا ہی سی دیر میں یہ آگ پورے تالاب پر مسلط ہو گئی۔!

"آپ تو کچھ بولتے ہی نہیں....!" استاد آخر کار بھنا کر بولے۔

"اوں....!" عمران چونک کر استاد کی طرف مڑا۔

"یہ سب کیا ہے؟"

"پاگل پن....!" عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔

"تت... تو... وہ پاگلوں کی... انجمن..!" استاد جملہ پورا کرنے کی بجائے تھوک نگل کر رہ گئے۔

"ہاں.... استاد یہی ہے پاگلوں کی انجمن....!"

"تو پھر.... تو پھر.... جناب عالی مجھے اجازت دیجئے۔!"

"دماغ تو نہیں چل گیا۔!"

"نہیں صاحب....! میں ایسی کوئی انجمن ونجمن نہیں بناتا۔!"

"ارے.... تم تو ان لوگوں کے خلاف دعویٰ دائر کرو گے۔!"

"دعویٰ.... ارے باپ رے....!" استاد دونوں ہاتھوں سے منہ پیٹنے لگے۔

"ہوش میں رہو.... یہ کیسی حرکتیں شروع کر دیں۔!"

"میں دعویٰ کروں گا ان کے خلاف....!"

"کیوں.... کیا دشواری ہے.... سارا خرچ میں ہی تو برداشت کروں گا۔!"

"دو.... دیکھئے.... عمران صاحب....! یہ میرے بزنس کے لئے اچھا نہ ہو گا۔!"

"کیوں....؟"

"میرے خواب میں موکل اور جنات وغیرہ آتے رہتے ہیں۔ اگر یہ لوگ بھی آنے لگے تو مجھے پہچاننے میں دشواری ہو گی۔!"

"بکو مت.... اگر میرے کہنے کے خلاف کیا تو یہ لوگ تمہاری جیتی جاگتی زندگی میں گھس آئیں گے۔!"

"یا اللہ میں کس مصیبت میں پڑ گیا....!" استاد نے پھر منہ پیٹنا شروع کر دیا۔

"اچھی بات ہے....!" عمران نے کار سے نیچے اترنے کی دھمکی دیتے ہوئے کہا۔ "میں اُن کو یہیں بلائے لاتا ہوں....!"

"کیوں....؟ کیوں....؟" استاد کی گھگھی بندھ گئی۔

دوسری طرف جس انداز میں پانی پر آگ بھڑکی تھی اسی طرح یک بیک ختم ہو گئی تھی.... اور اب وہ سارے پاگل ایک جلوس کی شکل میں تالات کے کنارے سے ہٹ رہے تھے۔

"اب یہ کیا کریں گے۔!" استاد نے عمران سے پوچھا۔

"کیوں نہ انکے پیچھے چلیں...!" عمران نے اُنکے سوال کا جواب دینے کی بجائے تجویز پیش کی۔

"مم.... میں تو گاڑی سے نہیں اتروں گا۔!" استاد اچھل گئے۔

"گاڑی اُن کے پیچھے چلے گی.... تم مطمئن رہو....!" عمران نے کہا اور انجن کا سوئچ آن کر کے گاڑی اسٹارٹ کی۔!

اب گاڑی جلوس کے پیچھے پیچھے چل رہی تھی۔ وہ لوگ عجیب قسم کے نعرے لگا رہے تھے۔!

"سر کے بل کھڑے ہو جائیں گے۔!"

"اپنی بات منوائیں گے۔!"

"طوطا....!"

"ضرور پالیں گے۔!"

"انڈے دیں گے۔!"

"بچے نہیں دیں گے۔!"

"مرد و عورت....!"

”مُردہ باد۔۔۔۔!“

”پتھر و پتھری۔!“

”زندہ باد۔۔۔۔!“

جلوس بستی کی گلیوں کے چکر کاٹتا رہا اور گاڑی اُس کے پیچھے چلتی رہی لیکن کسی نے پلٹ کر دیکھا تک نہیں۔!

اُستاد کے منہ پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں کبھی جلوس کو دیکھتے اور کبھی بڑے غور سے عمران کی شکل دیکھنے لگتے۔ عمران ایسا بنا بیٹھا تھا جیسے استاد پر گذرنے والی ساری کیفیتوں سے قطعی بے خبر ہو۔!“

آخر استاد سے نہ رہا گیا بول ہی پڑے۔

”میرا خیال ہے کہ اب واپس چلئے۔۔۔۔ میں پاگلوں کی انجمن نہیں بناؤں گا۔!“

”جیل چلے جاؤ گے۔!“

”کیوں۔۔۔۔؟ کیوں۔۔۔۔؟“

”انجمن تمہارے نام سے رجسٹر ہو چکی ہے اگر ان لوگوں سے میں نے کہہ دیا کہ استاد دعویٰ کرنے والے ہیں تو یہ لوگ تمہیں جیل ہی بھجوا دیں گے کوئی چکر چلا کر۔!“

”اللہ۔۔۔۔ میرے۔۔۔۔ بچانا مجھ کو۔۔۔۔!“ استاد بہت زیادہ نروس ہو گئے۔!

”بس خاموش بیٹھو اور دیکھو کہ پردہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے۔!“

اُستاد کی تشفی نہ ہوئی اور وہ آہستہ آہستہ کسی قسم کا کوئی ورد کرتے رہے۔

جلوس چلتا رہا۔۔۔۔ اور اُس سے عمران کی گاڑی کے فاصلے میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی۔

استاد کچھ دیر تک پھر بول پڑنے کی خواہش کو دباتے رہے لیکن یہ اُنکے بس کی بات نہیں تھی۔!

گاڑی رینگ رہی تھی۔۔۔۔ دفعتاً کسی نے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا اور اندر بیٹھ گیا۔ استاد بوکھلا کر مڑے تھے لیکن اس حرکت کا مرتکب کوئی پاگل نہیں معلوم ہوتا تھا۔ ایسا بارعب اور پُر وقار چہرہ تھا کہ استاد غیر ارادی طور پر سلام کے لئے ہاتھ اٹھائے بغیر نہ رہ سکے۔!

عمران عقب نما آئینے میں اجنبی کی شکل دیکھ کر مسکرایا اور بولا۔

”کیپٹن فیاض۔۔۔۔! یہ خانصاحب محبوب عالم ہیں۔!“

”ہوں۔۔۔۔ اچھا۔۔۔۔!“ فیاض نے استاد کی طرف مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

اُستاد نے اچک کر ہاتھ ملایا اور پورے دانت نکال دیئے۔ شائد وہ کچھ کہنے کا ارادہ بھی رکھتے تھے لیکن عمران نے انہیں موقع نہ دیا۔

”خان صاحب حالات کا جائزہ لے کر مناسب کارروائی کا ارادہ رکھتے ہیں۔!“ اس نے کہا۔

”کیسی کارروائی۔۔۔۔!“ کیپٹن فیاض چونک کر بولا۔

”میرا خیال ہے کہ تم میرے پاس ہی آ جاؤ۔۔۔۔!“ عمران نے گاڑی روکتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے استاد سے کہا تھا کہ وہ پچھلی سیٹ پر چلے جائیں۔

فیاض عمران کے برابر جا بیٹھا۔۔۔۔!

گاڑی پھر رینگنے لگی تھی۔۔۔! جلوس غول بیابانی کی طرح اپنی دھن میں مگن آگے بڑھ رہا تھا۔

”یہ خان صاحب۔۔۔۔!“ عمران رازدارانہ لہجے میں بولا۔ ”نواب شمسو کے خلاف دعویٰ دائر کرنے والے ہیں۔!“

”کھل کر کہو۔۔۔۔ کیا کہنا چاہتے ہو۔!“ فیاض نے نرم لہجے میں کہا۔

”انہوں نے تین سال پہلے اس نام کی ایک انجمن کا رجسٹریشن کرایا تھا۔!“

”ہوں۔۔۔۔!“ فیاض نے طویل سانس لی۔۔۔۔ پہلے اس کے چہرے پر بے بسی کے آثار نظر آئے لیکن آنکھوں میں خوشدلانہ چمک پیدا کر کے بولا۔ ”اچھی تفریح رہے گی۔!“

”رہے گی نا۔۔۔۔؟“ عمران چہکا۔۔۔۔ اور ہنسنے لگا۔

”کیا تم آج ہی ادھر آئے ہو۔۔۔۔!“

”نہیں۔۔۔! میں تو کئی دنوں سے اس فکر میں تھا کہ خان صاحب کو نواب شمسو سے ملاؤں۔!“

”اس سے کیا ہو گا۔۔۔۔؟“

”تفریح۔۔۔۔ کیپٹن فیاض۔۔۔۔ تفریح۔!“

”اچھی بات ہے۔!“

”لیکن یہاں تمہاری موجودگی میری سمجھ میں نہیں آ رہی۔۔۔۔! تم تو بہت خشک آدمی ہو۔!“

”انوکھی حرکتیں دلچسپ ہوتی ہیں۔!“

”کیا کوئی رپورٹ ہے ان لوگوں کے خلاف۔!“

”نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں۔!“

"پھر بخش دو ان بیچاروں کو.... ضروری نہیں کہ ہر عجیب حرکت کے پردے میں کوئی جرم ہی کیا جارہا ہو۔ !"

"تمہیں ہمدردی ہے ان سے....!" فیاض نے خشک لہجے میں پوچھا۔

"کیا نہ ہونی چاہئے....؟" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر سوال کیا۔

فیاض کچھ نہ بولا.... عمران نے بائیں ہاتھ سے سر کھجاتے ہوئے کہا۔ "مجھے پاگلوں سے ہمیشہ محبت رہی ہے۔ !"

جلوس شمس محل کے قریب پہنچ چکا تھا.... پھر وہ گیٹ میں داخل ہوا اور عمران نے گاڑی کھڑی کردی۔

"چلو چلیں....!" اس نے فیاض سے کہا۔

"کہاں....؟"

"کیا سچ مچ پہلی بار آئے ہو۔ !"

"ہاں بھئی....!"

"اچھا تو اب یہ لوگ اس عمارت کے ایک بہت بڑے ہال میں جمع ہوں گے۔ !"

"کیا داخلے پر پابندی نہیں....!"

"مجھے تو آج تک کسی نے بھی نہیں ٹوکا۔ !" عمران سر ہلا کر بولا۔

پھر وہ تینوں اپنی گاڑی سے اتر کر پھاٹک کی طرف بڑھے۔

استاد کا چہرہ بُری طرح اُتر گیا تھا.... ایسا لگتا تھا جیسے کسی عزیز کو دفن کر کے آئے ہوں۔ !

اچانک عمران نے اُن کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ "اپنے مؤقف پر ڈٹے رہئے گا خان صاحب....!"

"جج.... جی.... اللہ بھلا کرے گا....!" استاد بھرائی ہوئی آواز میں بولے۔

کیپٹن فیاض نے استاد کو بنظر غائر دیکھتے ہوئے عمران سے کہا۔ "خان صاحب بہت نروس معلوم ہوتے ہیں۔ !"

"پیدائشی طور پر ایسے ہی ہیں....!" عمران بولا۔

"اب جلوس لان سے گذر کر عمارت میں داخل ہو رہا تھا۔ فیاض کے انداز سے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ بے دھڑک اندر نہیں جانا چاہتا۔ !

"کپتان صاحب....! تیزی سے قدم بڑھائیے....!" عمران نے فیاض کے شانے پر ہاتھ مار کر کہا۔ "ورنہ شائد اندر کوئی مناسب جگہ نہ مل سکے۔ !"

"میں محتاط رہنا چاہتا ہوں....!" فیاض چلتے چلتے رک گیا۔

"آپ یہیں کھڑے محتاط ہوتے رہئے ہم تو چلے.... آیئے خان صاحب....!" عمران استاد کو کھینچتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔

* * *

وہ ایک بہت بڑا کمرہ تھا.... لیکن وہاں صرف دو متنفس نظر آرہے تھے۔ ! ایک مرد تھا اور دوسری عورت.... مرد قبول صورت اور متناسب جسم رکھنے والا ایک توانا آدمی تھا عورت بہت خوب صورت تھی۔ !

کمرے کی مشرقی دیوار پر کسی قسم کے برقی نظام کے آثار پائے جاتے تھے۔ پوری دیوار اسکرینوں اور مختلف قسم کے سوئچوں سے ڈھکی ہوئی تھی۔ !

کمرے کے وسط میں ایک میز کے گرد یہ دونوں آمنے سامنے بیٹھے کسی چارٹ کا مطالعہ کر رہے تھے۔ دفعتاً فون کی گھنٹی بجی اور مرد نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھالیا۔

"یس سر....!" کہہ کر وہ تھوڑی دیر تک دوسری طرف کی گفتگو سنتا رہا پھر ریسیور رکھ کر مشرقی دیوار کی طرف جھپٹا۔

بڑی پھرتی سے اس نے کئی سوئچ آن کئے تھے۔ ایک بڑے اسکرین کے اوپر والے ریسیور سے عجیب طرح کا شور سنائی دینے لگا اور پھر آہستہ آہستہ سکرین بھی روشن ہوگیا۔ عورت نے اپنی کرسی کا رُخ اسکرین کی طرف موڑ لیا تھا۔ مرد اُس کے قریب آ کھڑا ہوا۔

اسکرین پر بے شمار لوگ نظر آرہے تھے اور بھانت بھانت کی آوازیں ریسیور سے منتشر ہو رہی تھیں۔ اس جم غفیر میں کوئی قہقہے لگا رہا تھا کوئی گا رہا تھا کوئی یونہی حلق پھاڑ رہا تھا۔ اس بھیڑ میں ایک آدمی کے علاوہ اور سب نوجوان لوگ تھے اُن کے جسموں پر عجیب عجیب وضع کے ملبوسات تھے۔ بوڑھا آدمی بھی عام بوڑھے آدمیوں سے مختلف تھا۔

"نواب شمو آج کچھ متفکر سا نظر آرہا تھا۔ !" عورت بولی۔

"شش....!" مرد نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اُسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

ٹی۔وی اسکرین پہلے سے کچھ اور زیادہ روشن ہوگئی تھی اور تصاویر بہت صاف نظر آ رہی تھیں۔

بوڑھا آدمی جو ڈائس پر بیٹھا ہوا تھا اپنی کرسی سے اٹھ کر ڈائس کے سرے پر آ کھڑا ہوا۔ لیکن مجمع اپنی دھن میں مست تھا کسی نے بھی اس کی طرف متوجہ ہونے کی زحمت گوارا نہ کی.... پھر بوڑھے کی گرج دار آواز سنائی دی۔

"پاگلو.... تم سب زندہ باد....!"

اب بھی کسی کے کان پر جوں نہ رینگی.... وہ سب کسی نہ کسی مشغلے میں الجھے ہوئے تھے۔!

بوڑھا گرج دار آواز میں بولتا رہا۔ عجیب سی گونج تھی اس کی آواز میں جو مجمع کے شور پر بھی غالب آگئی تھی۔ اس کا ایک ایک لفظ صاف سنا جا رہا تھا۔

"پاگل پن ہی اصل زندگی ہے۔ سر کے بل کھڑے ہو کر دیکھو اس دنیا کو۔ عمارتیں الٹی نظر آئیں گی اور دوسرے سر کے بل کھڑے نظر آئیں گے۔ لات مارو.... اس دنیا کو جہاں لوگ ایک دوسرے کو سمجھ نہیں سکتے۔!"

اتنے میں ایک لڑکی مجمع سے نکل کر ڈائس پر چڑھ آئی اور بوڑھے کے آگے ہاتھ جوڑ کر بولی

"تم سچ مچ مہا پاگل ہو.... ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ہم دنیا کو دیکھیں۔ کیا اتنا ہی کافی نہیں کہ دنیا ہمیں دیکھ رہی ہے۔!"

"بدتمیز لڑکی تو عقل مندوں کی سی باتیں کر رہی ہے....!" بوڑھا گرجا۔

"اور تم ابھی کیا بک رہے تھے۔!" لڑکی بھی اُسی کے سے انداز میں چیخی۔

پھر اچانک ساز بجانے والے کئی نوجوان بھی ڈائس پر چڑھ آئے اور ان دونوں کے گرد حلقہ بنا کر ناچنے لگے۔ ساتھ ہی ساز بجا بجا کر گا بھی رہے تھے۔

بوڑھا چیخ رہا تھا.... لڑکی چیخ رہی تھی اور وہ لوگ اُن کے گرد ناچے جا رہے تھے۔ اور ٹی وی اسکرین پر نظر جمائے ہوئے یہ دونوں متنفس دم بخود تھے۔ ان کے چہروں پر کسی قسم کے جذباتی تغیر کا شائبہ تک نہیں تھا۔

لیکن اچانک عورت چونک کر بولی۔ "یہ دونوں کون ہیں....؟"

"ایک کو تو تم نے پچھلے دنوں بھی دیکھا ہوگا.... لیکن یہ پاگل نہیں معلوم ہوتا۔ دوسرا میرے لئے بھی اجنبی ہے۔!"

"دوسرے نے پھول دار کپڑے کی شیروانی پہن رکھی ہے۔!"

"دوسرے کا فوٹوگراف....!" مرد بولا۔

عورت اٹھ کر سامنے والی دیوار تک پہنچی اور مرد جس نمبر کے سوئچوں کے بارے میں کہتا گیا وہ انہیں آن کرتی گئی.... اور پھر وہاں سے ہٹ آئی۔!"

ٹی وی اسکرین پر اب بھی ہنگامہ جاری تھا.... وہ لوگ بدستور بوڑھے اور سر پھری لڑکی کے گرد ناچے جا رہے تھے۔

دفعتاً کنٹرول بورڈ کا ایک بلب جلد جلد جلنے بجھنے لگا۔

"ففتھ سوئچ....!" مرد نے عورت کی طرف دیکھ کر کہا اور وہ کنٹرول بورڈ کی طرف بڑھ گئی۔

پانچواں سوئچ آن کرتے ہی کھٹاکے کی آواز آئی تھی اور ٹھیک اسی سوئچ کے نیچے سے ایک پلیٹ برآمد ہوئی جس پر پوسٹ کارڈ سائز کا ایک فوٹوگراف رکھا تھا۔ عورت اُسے اٹھا کر مرد کی طرف واپس آئی اور یہ اُسی شخص کا فوٹوگراف تھا جو ٹی وی اسکرین پر جمعدار کی شیروانی میں دکھائی دے رہا تھا۔ تصویر میز پر ڈال کر وہ پھر اسکرین کی طرف متوجہ ہوگئے۔

اس دوران میں معلوم نہیں کس طرح ڈائس پر رقص کرنے والے کسی اور طرف جا نکلے تھے اور اب نواب شمو کرسی صدارت پر جلوہ افروز تھے اور اُن سے الجھ پڑنے والی لڑکی تقریر کر رہی تھی۔

"مرغیوں کی دیکھ بھال کے لئے لندن سے واچ ڈاگس منگواؤ.... دیسی کتے کسی کام کے نہیں ہوتے.... سوال یہ نہیں ہے کہ پہلے مرغی پیدا ہوئی یا انڈا.... بات اتنی سی ہے کہ انڈا.... انڈے کی شکل کا کیوں ہوتا ہے.... قلفی کی شکل کا کیوں نہیں ہوتا۔"

"میں ابھی بتاؤں گا.... کہ قلفی کی شکل کا کیوں نہیں ہوتا۔!" نواب شمو دہاڑے.... لیکن وہ اُن پر دھیان دیئے بغیر بولتی رہی۔ "سوال یہ بھی نہیں ہے کہ مرغیاں قلفیاں دیتیں تو کیا ہوتا۔ عالمی مسائل کیا ہوتے ایسی صورت میں۔!"

"باؤلی.... اب خاموش رہو....!" نواب شمو پھر دہاڑے اور اٹھ کھڑے ہوئے.... اب وہ ڈائس سے اتر کر ہال کے صدر دروازے کی طرف جا رہے تھے۔

لڑکی بھی تقریر ختم کرکے اُن کے پیچھے چل پڑی۔

"وہ دونوں بھی جا رہے ہیں....!" عورت بولی۔

"ہوں....!" مرد بڑبڑایا۔ "دوسرا آدمی....!"

پھر وہ شیروانی والے کا فوٹوگراف اٹھا کر غور سے دیکھنے لگا تھا۔ اس کے بعد اُس نے فون پر کسی کے نمبر ڈائیل کئے اور ماؤتھ پیس میں بولا۔ "آج اس احمق آدمی کے ساتھ ایک نئی شکل دیکھی گئی ہے۔ اس کا فوٹوگراف بی الیون (B-11) کو بھیجا جا رہا ہے۔!"

ریسیور رکھ کر اس نے عورت سے سارے سوئچز آف کر دینے کو کہا تھا۔

◆

عمران اور استاد اُن دونوں کے عقب میں باہر نکلے تھے۔ کیپٹن فیاض کا دور دور تک پتہ نہیں تھا۔ نواب شمسو اور باؤلی کو انہوں نے عمارت کے دوسرے حصے میں داخل ہوتے دیکھا جس دروازے سے داخل ہوئے تھے اس کے سامنے ایک عجیب الخلقت آدمی دکھائی دیا۔ جس کے سر پر چیتے کی کھال کی ٹوپی تھی زیر جامہ بھی چیتے کی کھال ہی کا تھا۔ جس سے ایک دم لٹک رہی تھی۔ بقیہ جسم عریاں تھا داڑھی اور مونچھیں اتنی گھنی تھیں کہ ناک کے علاوہ اور کچھ نظر نہیں آتا تھا۔

"کیا خیال ہے.... استاد....؟" عمران نے پوچھا۔ "اس جانور کے بارے میں۔!"

"عمران صاحب مجھ پر رحم.... کیجئے....! ارے باپ رے.... کتنی خونی آنکھیں ہیں۔ اس طرح کیوں گھور رہا ہے۔ ہم لوگوں کو۔!"

"ہو سکتا ہے..!" عمران ٹھنڈی سانس لیکر بولا۔ "پاگلوں کے دربان ایسے ہی ہوتے ہوں۔!"

"تو اب آپ اُدھر کیوں جا رہے ہیں....؟" استاد چلتے چلتے رک گئے۔

"مہا پاگل اور باؤلی سے ملاقات کرنے کے لئے۔!"

"وہ اندر نہیں جانے دے گا....!" استاد ہانپتے ہوئے بولے۔ "دیکھئے دیکھئے.... حرامی شیر کی طرح غرانے لگا ہے۔!"

"شیر حرامی نہیں ہوتے.... چلو آگے بڑھو....!" عمران استاد کا ہاتھ پکڑ کر گھسیٹتا ہوا بولا۔

اُدھر وہ خوف ناک دربان ڈپٹ کر بولا۔ "کون ہو.... اور کیا چاہتے ہو۔!"

"ہم نواب صاحب سے ملنا چاہتے ہیں۔!"

"یہاں کوئی نواب نہیں رہتا۔!" دربان غرایا۔ "مہا پاگل کی قیام گاہ ہے.... بھاگ جاؤ۔!"

"ہمیں مہا پاگل ہی سے ملنا ہے....!" عمران نے کہا جو اس کے قریب پہنچ چکا تھا۔

"تختی لاؤ....!" وہ وحشیانہ انداز میں ہاتھ جھٹک کر بولا۔

"عمران نے "خان صاحب محبوب عالم....!" کا وزیٹنگ کارڈ نکال کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "اگر ممکن ہو تو ہم اسی وقت ملنا چاہیں گے۔!"

"یہ کیا ہے...." وحشی دربان غرایا۔

"ملاقات کا ذریعہ....! اس پر ان کا نام لکھا ہوا ہے....!" عمران نے استاد کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"اس پر نام ہے....!" دربان نے حقارت سے کہا۔ "اس چیتھڑے پر ٹھہرو.... میں تمہیں دکھاتا ہوں کہ یہاں وزیٹنگ پلیٹ قبول کی جاتی ہے۔!"

"وزیٹنگ پلیٹ....!" عمران نے متفکرانہ انداز میں سر کھجاتے ہوئے دہرایا۔

وحشی دربان دروازے میں داخل ہو کر غائب ہو چکا تھا.... لیکن اس کی واپسی میں دیر نہ لگی۔

لکڑی کی کئی نیم پلیٹیں اس نے ہاتھوں میں اٹھا رکھی تھیں۔

"یہ رہیں....!" اُس نے انہیں فرش پر ڈالتے ہوئے کہا۔

"ہائیں.... ہائیں....!" عمران اُسے گھور کر بولا۔ "یہ تو ناموں کی تختیاں ہیں۔ جو دیوار سے لگائی جاتی ہیں۔!"

"یہاں یہی چلتی ہیں۔!" دربان بے تحاشہ ہنس کر بولا۔ "لوگ گلے میں لٹکا کر آتے ہیں۔!"

"تب تو بہت مشکل ہے خان صاحب....!" عمران نے استاد کی طرف دیکھ کر مایوسانہ لہجے میں کہا اور ٹھنڈی سانس لی۔!

"تو چلئے.... واپس چلتے ہیں....!" استاد کے دانت نکل پڑے۔

"یہ ناممکن ہے خان صاحب....! ملے بغیر واپسی میرا معدہ چوپٹ کر دے گی۔!"

"چھوڑیئے بھی عمران صاحب.... کس چکر میں پڑے ہیں۔!" استاد پھر خوف زدہ نظر آنے لگا۔

عمران سنی ان سنی کر کے دربان سے بولا۔ "اگر اس وقت مہا پاگل سے ملاقات نہ ہوئی تو دریائے مسی سپی میں طغیانی بھی آسکتی ہے۔!"

"مسی سپی....؟"

"ہاں.... ہاں.... ہو سکتا ہے تم نے یہ نام پہلے کبھی نہ سنا ہو۔!"

"یہ تم مجھ سے کہہ رہے ہو....!" دربان غرایا اور زیر جامے سے لٹکنے والی دم ہاتھ میں لے کر زور زور سے ہلانے لگا۔

"دم ہلانے سے کام نہیں چلے گا....!" عمران مسکرا کر بولا۔ "جاؤ مہاپاگل سے کہہ دو کہ آدمی پاگل ہونے آئے ہیں۔!"

"تو ایسی بات کرو نا....!" دربان نے قہقہہ لگا کر کہا۔ پھر چٹکی بجا کر بولا۔ "ٹھہرو میں ابھی آیا۔!" وہ جھپاک سے اندر چلا گیا تھا.... استاد پُر تشویش نظروں سے برآمدے کی چھت کو تکے جارہے تھے.... عمران نے ان کی طرف دیکھ کر ٹھنڈی سانس لی لیکن کچھ بولا نہیں۔

دربان نے تھوڑی دیر بعد واپس آکر کہا۔ "چلو ساتھیو۔!"

وہ انہیں ایک بڑے کمرے میں لایا.... یہاں کی حالت عجیب تھی۔ دیواروں پر تصویریں الٹی لٹکی ہوئی تھیں۔ گلدان فرش پر لڑھک رہے تھے۔ صوفوں پر پھلوں کے چھلکے اور دوسری الم غلم چیزیں ڈھیر تھیں.... دربان انہیں کمرے میں چھوڑ کر باہر چلا گیا۔

"یہ کیا معاملہ ہے جناب عالی....!" استاد نے عمران کی طرف دیکھ کر پر تشویش لہجے میں پوچھا۔

"استاد....!" عمران آہستہ سے بولا۔ "اب میں نے اسکیم بدل دی ہے.... جب میں کہوں جبہ و دستار والی غزل شروع کر دینا.... لیکن تمہارا اعربا یا فارسا زبان سے چھٹنے پائے۔"

"اگر یہ بات ہے تو پھر دیکھئے گا۔!" استاد کھل اٹھے۔

"یہی بات ہے تم کہنا میں ملک کا سب سے بڑا شاعر ہوں اور اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ پاگل ہو جاؤں.... وہ غزل ایک بار پھر دل ہی دل میں دہرا جاؤ۔!"

استاد ناک بھوں پر زور دیتے ہوئے چھت کی طرف متوجہ ہوگئے۔ اتنے میں کسی جانب سے ایسی آواز آئی جیسے کوئی بہت وزنی چیز زمین پر گری ہو۔!

استاد اچھل پڑے اُن کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے ہی والی تھیں کہ عمران شانہ تھپک کر بولا۔

"میں صرف عورتوں سے ڈرتا ہوں، استاد.... اس کے علاوہ اور کسی قسم کی فکر نہ کرو۔"

ٹھیک اسی وقت بائیں جانب کا دروازہ کھلا اور نواب شمسو اپنی سیکریٹری سمیت کمرے میں داخل ہوئے۔ انہیں دیکھتے ہی عمران بڑی پھرتی سے سر کے بل کھڑا ہو گیا اور استاد بوکھلاہٹ میں

اس کے گرد چکر لگانے لگے۔

سیکریٹری ہنس پڑی اور نواب شمسو فرش پر لیٹ کر عمران کی آنکھوں میں دیکھنے کی کوشش کرنے لگے۔

"میں ایک بہت بڑا شاعر لایا ہوں۔!" عمران آہستہ سے بولا۔

"لیکن اس کا حلیہ مجھے پسند نہیں آیا۔!" نواب شمسو نے سرگوشی کی۔

"حلیہ ٹھیک کرلیں گے۔!" عمران نے بائیں آنکھ دبائی۔

"اچھا اب سیدھے کھڑے ہو جاؤ....!" اچانک نواب شمسو دہاڑے۔ اس سلسلے میں عمران نے جس پھرتی کا مظاہرہ کیا تھا ہر ایک کے بس کا روگ نہیں تھا۔

نواب شمسو اور اُن کی سیکریٹری نے حیرت سے پلکیں جھپکائیں۔

عمران نے استاد کی گردن دبوچی اور انہیں نواب شمسو کے آگے جھکاتا ہوا بولا۔ "مہاپاگل کی خدمت میں۔!"

"قبول کیا....!"

"سیدھے کھڑے ہو جاؤ.... استاد.... اور غزل پیش کرو....!"

"غغ.... غزل.... جج.... جی بہت اچھا....!" استاد ہکلائے اور لمبی لمبی سانسیں لینی شروع کردیں۔ پھر سنبھلے اور جگر مرحوم کے سے ترنم میں غزل شروع کردی۔

ایک دن جلال/ جبہ و دستار دیکھنا
ارباب مکر و فن کو سردار دیکھنا
سنتے رہیں کسی بھی دریدہ دہن کی بات
ہم بھی کھلے تو جوشش گفتار دیکھنا
قرآں میں ڈھونڈتے ہیں مساوات احمریں
یارو....! نیا یہ فتنہ اغیار دیکھنا
ورد زباں ہیں خیر سے آیات پاک بھی
ہے! ہرمن بہ خوقہ و پندار دیکھنا
کل تک جو بتکدے کی اڑاتا تھا دھجیاں

اس کے گلے میں حلقہ زُنار دیکھنا
لائی گئی ہے لال پری سبزہ زار میں
ہوتے ہیں کتنے لوگ گنہ گار دیکھنا
فرصت ملے جو لال حویلی کے درس سے
ایک بوریہ نشیں کے بھی افکار دیکھنا

اُستاد نے غزل تمام کی۔۔۔۔ اور سناٹا چھا گیا۔۔۔۔ نواب شمسو دم بخود تھے اور ان کی سیکریٹری کبھی عمران کی طرف دیکھتی تھی اور کبھی استاد کی طرف۔

دفعتاً نواب شمسو نے عمران کا ہاتھ پکڑا اور کھینچتا ہوا کمرے کے دوسرے سرے تک لیتا چلا گیا۔ چند لمحے اس کی آنکھوں میں گھورتا رہا پھر پوچھ بیٹھا۔

”یہ آدمی کون ہے۔۔۔۔؟“

”فخر الملک استاد نرالے عالم۔۔۔۔!“

”اس نے مجھے یہ غزل کیوں سنائی ہے۔!“

”میں خود حیرت میں ہوں۔۔۔۔ ورنہ یہ بالکل اوٹ پٹانگ آدمی ہے۔!“

”مجھ سے اڑنے کی کوشش نہ کرو میں تمہیں اچھی طرح جانتا ہوں۔! تمہیں ہی نہیں تمہارے باپ سے بھی واقف ہوں۔!“

”تب تو آداب بجالاتا ہوں چچا جان۔۔۔۔!“ عمران نے جھک کر فرشی سلام کرتے ہوئے کہا۔

”تم پولیس انفارمر کی حیثیت سے بھی اکثر کام کرتے رہتے ہو۔!“

”خدا کی پناہ۔۔۔۔!“ عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

”لیکن یہ کون ہے۔۔۔۔ اور اس نے مجھے اس قسم کی غزل کیوں سنائی ہے۔!“

”دراصل قصہ دوسرا ہے۔۔۔۔!“ عمران مسمسی صورت بنا کر بولا۔

”جلدی بتاؤ کیا قصہ ہے۔!“

”اس نے دو سال پہلے اس قسم کی ایک انجمن رجسٹر کرائی تھی، غالباً اس کا نام بھی ”پاگلوں کی نجمن“ ہی تھا۔!“

”تو پھر۔۔۔۔؟“

”غالباً کہنے آیا ہے کہ آپ اس نام کو استعمال کرنے کا حق نہیں رکھتے۔!“

”میں اُسے دیکھ لوں گا۔!“

”ارے ختم بھی کیجئے۔۔۔۔ کچھ دے کر رخصت کر دیجئے۔ آپ مفلس تو نہیں ہیں۔!“

”ہوں تو مسٹر رحمان کے صاحب زادے بلیک میلر بھی ہیں۔!“

”دیکھئے جناب نواب صاحب۔۔۔۔ آپ میری توہین کر رہے ہیں، قبل اس کے کہ یہ کسی وکیل کے پاس جاتا میں اسے آپ کے پاس لے آیا ہوں۔!“

”اچھا۔۔۔۔ اچھا۔۔۔۔ میں دیکھتا ہوں۔۔۔۔!“ نواب شمسو نے بُرا سا منہ بنا کر کہا اور پھر اپنی سیکریٹری کو آواز دی۔ ”باؤلی۔!“

”لیس مہاپاگل۔۔۔۔!“

”کاٹ۔۔۔۔!“ نواب شمسو استاد کی طرف اشارہ کر کے دہاڑے اور وہ لڑکی اچانک استاد پر جھپٹ پڑی۔

”ارے۔۔۔۔ ارے۔۔۔۔ قبلہ۔۔۔۔ قبلی۔۔۔۔ ہی ہی ہی ہی۔۔۔۔ ارے باپ رے۔!“

ڈاڑھی گرفت میں تھی اور وہ بڑی بیدردی سے جھٹکے دے رہی تھی۔ پھر اُس نے استاد کی لڑکھڑاہٹ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ٹانگ بھی ماری اور استاد دھڑام سے فرش پر گرے۔

اب وہ ان پر سوار دونوں ہاتھوں سے مرمت کر رہی تھی۔

استاد چیخے جا رہے تھے۔۔۔۔ کبھی عمران کو پکارتے اور کبھی ان پیروں کو جن کے مزارات پر حاضری دیا کرتے تھے۔

”نواب صاحب۔۔۔۔ مر جائے گا۔۔۔۔!“ عمران نے بوکھلائے ہوئے انداز میں مہاپاگل سے کہا۔

”ایسی ڈاڑھیاں رکھنے والوں کو مر ہی جانا چاہئے۔!“

”ڈاڑھی تو آپ بھی رکھتے ہیں۔!“

”لیکن اس کی آڑ میں شکار نہیں کھیلا جاتا۔!“ نواب شمسو نے فخریہ لہجے میں کہا۔

”وہ بیچارہ شکاری نہیں ہے۔!“ عمران نے کہا اور مغموم نظروں سے استاد کی طرف دیکھنے لگا۔

جواب بالکل خاموش اوندھے پڑے تھے۔ جمعدار کی شیروانی تار تار ہو چکی تھی۔

لڑکی اب بھی انہیں دونوں ہاتھوں سے پیٹے جا رہی تھی۔

"نواب صاحب وہ غالباً بیہوش ہو گیا ہے....!" عمران بولا۔

"باؤلی....!"

"لیس باس....!"

"اُسے چھوڑ اور اس کو کاٹ...!" نواب شمسو نے پیچھے ہٹتے ہوئے عمران کی طرف اشارہ کیا۔

باؤلی کی وہ چھلانگ بالکل مشینی انداز کی معلوم ہوئی تھی لیکن ٹکراؤ عمران کے بجائے نواب شمسو سے ہوا۔ عمران بجلی کی سی سرعت سے دونوں کے درمیان سے نکل گیا تھا۔

وہ نواب شمسو سے ٹکرائی اور نواب شمسو دیوار سے جا ٹکرائے ساتھ ہی انہوں نے چیخنا شروع کر دیا۔ "چیتے....ابے او چیتے....دوڑیو....جھپٹیو...!"

دوسرے ہی لمحے میں عمران نے وحشی دربان کو اندر داخل ہوتے دیکھا۔

"دیکھ....یہ جانے نہ پائے....!" نواب شمسو فرش سے اٹھتے ہوئے کراہے اور باؤلی بھی چیخی۔ "ہاں ہاں جانے نہ پائے۔!"

استاد اس وقت ایک صوفے کے نیچے گھسنے کی کوشش کر رہے تھے۔ انہیں ہوش آ گیا تھا۔

عمران جہاں کھڑا تھا وہیں کھڑا رہا۔

وحشی دربان کسی چیتے ہی کی طرح غراتا ہوا آہستہ آہستہ عمران کی طرف بڑھ رہا تھا۔

"چچا جان..دیکھئے..اسکی نہیں ہوتی۔!" عمران اس پر نظر جمائے ہوئے نواب شمسو سے بولا۔

"چیتے....دیکھ جانے نہ پائے....پکڑ کر باندھ لے....!" نواب شمسو دہاڑے۔

دفعتاً وحشی نے عمران پر چھلانگ لگائی لیکن قبل اس کے کہ اس کے پیر دوبارہ زمین پر لگتے عمران کی ٹکر نے اُسے دوسری طرف اچھال دیا۔

"بائی گاڈ....!" باؤلی کی متحیرانہ آواز کمرے میں گونجی۔

دوسری بار وحشی مجنونانہ انداز میں عمران پر پل پڑا۔

استاد صوفے کے نیچے دبکے ہوئے روہانسی آواز میں آیت الکرسی پڑھے جا رہے تھے۔

عمران اور وحشی گتھ کر رہ گئے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے دو دیوانے مینڈھے ایک دوسرے پر چڑھ دوڑے ہوں۔

وحشی زیادہ تر عمران کے سر پر ٹکریں مار رہا تھا۔

نواب شمسو نے قہقہہ لگایا اور بولے۔ "اس کے سر کے ہزار ٹکڑے کر دے۔!"

"ونڈر فل....!" باؤلی چیخی....اس نے عمران کی ایک ٹکر کی داد دی تھی۔ جس نے وحشی کو فرش پر اکڑوں بٹھا دیا تھا۔

اب اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام رکھا تھا....اور بار بار اس طرح آنکھیں پھاڑنے لگتا تھا جیسے کچھ سجھائی نہ دیتا ہو۔

"چیتے....بزدل اٹھ....!" نواب شمسو دہاڑے۔

لیکن چیتے کی پوزیشن میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی....عمران جھک جھک کر نواب شمسو کو سلام کئے جا رہا تھا۔

نواب شمسو غصے سے سچ مچ پاگل ہوئے جا رہے تھے۔ دفعتاً جھپٹ کر آگے بڑھے اور چیتے کی کمر پر ایک زوردار لات رسید کی۔ لات کھا کر چیتا فرش پر لمبا لمبا لیٹ گیا....اس کی آنکھیں بند تھیں اور منہ کھل گیا تھا۔ سفید چمکدار دانت بڑے ڈراؤنے لگ رہے تھے۔

"ول ڈن....ول ڈن....!" باؤلی عمران کے قریب پہنچ کر اس کی پیٹھ ٹھونکنے لگی۔

"شکریہ...شکریہ...آداب عرض...آداب عرض...!" فرشی سلام باؤلی کو بھی کئے گئے۔

"تم کہاں سے آئے ہو....!" باؤلی نے اُس کا بازو سہلاتے ہوئے پوچھا۔

"آغوش مادر سے سیدھا یہیں چلا آیا ہوں....کیا آپ مجھ سے گفتگو کرنا پسند کریں گی۔!"

"کیوں نہیں....کیوں نہیں....!"

"اچھا تو پہلے اُس آدمی کو باہر نکالئے۔!" عمران نے استاد کی طرف اشارہ کیا جو اب بھی صوفے کے نیچے اوندھے پڑے کوئی وظیفہ کئے جا رہے تھے۔

باؤلی دبے پاؤں آگے بڑھی اور استاد کی دونوں ٹانگیں پکڑ کر گھسیٹنے لگی۔ صوفے کے نیچے سے کھینچ نکالا اور گھسیٹتی ہوئی پیچھے ہٹنے لگی۔

"ارے باپ رے....اے عمران صاحب....! یہ نامحرم عورت مجھے ہاتھ لگا رہی ہے....لعنت ہے ایسے کاروبار پر....اے....اے....بس....!" استاد چیختے پیٹتے رہے....لیکن عمران اُن کی طرف دھیان دیئے بغیر نواب شمسو کی طرف بڑھ گیا۔

"میرے لائق کوئی خدمت چچا جان....!" اُس نے بڑے ادب سے پوچھا۔

"تم فوراً یہاں سے چلے جاؤ.... ورنہ اچھا نہ ہوگا۔!"

"میرا قصور....!"

"بکواس بند کرو....!"

اُدھر جیسے ہی استاد کی ٹانگیں باؤلی کی گرفت سے آزاد ہوئیں وہ اٹھ کر دروازے کی طرف بھاگے اور باؤلی نے جھپٹ کر عمران کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔ "چلو میرے ساتھ۔!"

"چچ.... چلو....!"

نواب شمسو اب پھر بیہوش دربان کی طرف متوجہ ہوگئے تھے.... انہوں نے پھر اُن دونوں کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا تھا۔

باؤلی عمران کو دوسرے کمرے میں لائی اور اُسے گھورتی ہوئی بولی۔ "اب بتاؤ.... اس غزل کا کیا مطلب تھا۔!"

"المعنی فی بطن الشاعر.... اور شاعر بھاگ گیا۔!"

"فضول باتیں نہ کرو.... تم اگر پولیس انفارمر ہو تو ہمارے خلاف کچھ بھی ثابت نہ کر سکو گے۔!"

"تالاب میں آگ کیونکر لگتی تھی۔!"

"وہ پانی کا پاگل پن تھا.... میں کچھ نہیں جانتی۔!"

"کیا میں پاگل بن سکتا ہوں....!"

"دنیا کا ہر فرد پاگل بن سکتا ہے.... سوچنا چھوڑ دو.... پاگل کہلاؤ گے۔!"

"بات تو ٹھیک ہے....!" عمران نے پُر تفکر انداز میں سر کو جنبش دی۔

"ہماری ٹولی میں شامل ہو جاؤ۔!"

"اُس کے لئے مجھے کیا کرنا پڑے گا۔!"

"آؤ اور شامل ہو جاؤ.... کسی کو بھی اس کی فکر نہ ہوگی کہ تم کون ہو....!"

"پھر نواب صاحب اتنے پریشان کیوں ہوگئے۔!"

"انہیں اس سے چڑھ ہے کہ ان کی نیت پر شبہہ کیا جائے۔ محکمہ سراغ رسانی کا سپرینٹنڈنٹ کئی بار اس طرف آچکا ہے.... لیکن عمارت کے اندر قدم رکھنے کی جرأت نہیں کر سکا۔!"

"میں نے بھی کوشش کی تھی کہ وہ میرے ساتھ عمارت میں داخل ہو جائے لیکن میں

کامیاب نہ ہو سکا۔!"

"آخر تم لوگ کیا چاہتے ہو....!"

"بھئی میں تو پاگل ہونے آیا تھا.... کیپٹن فیاض کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔!"

"کچھ بھی ہو....!" باؤلی ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔ "لیکن یہ حقیقت ہے کہ تم سے زیادہ طاقتور آدمی آج تک میری نظروں سے نہیں گذرا۔!"

دفعتاً عمران کے چہرے پر حماقت آمیز عجز وانکسار کے تاثرات پھیل گئے۔

"تم بہت بھولے اور معصوم بھی لگتے ہو۔!"

"مجھے خوف معلوم ہو رہا ہے.... یہاں سے چلو۔"

"کہیں میں سچ مچ پاگل نہ ہو جاؤں۔!"

"کیوں....؟"

"جب کوئی لڑکی اتنی محبت سے پیش آتی ہے تو میرا دل ڈوبنے لگتا ہے۔!"

"ہلو... ہلو...!" وہ جھک کر اسکی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی۔ "کیا کوئی چوٹ ہے دل پر!"

دو موٹے موٹے قطرے عمران کی آنکھوں سے ڈھلک گئے۔!

"ارے.... ارے.... ایڈیٹ.... تم پاگل بننے آئے ہو.... قہقہے لگاؤ.... آنسو تو اس دنیا کی چیز ہیں.... جہاں انسانیت اور رحم دلی کا پرچار کیا جاتا ہے۔!"

عمران نے رومال سے آنسو خشک کئے اور بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "تمہاری بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔!"

"میں تم ایمان دار لوگوں کی دنیا کی بات کر رہی ہوں.... جہاں دن رات انسانیت اور رحمدلی کا پرچار ہوتا ہے۔!"

"اچھا.... اچھا.... لیکن کیا اچھا [illegible] تو اب بھی میری سمجھ میں نہیں آئی۔!"

"بات سمجھنا چاہتے ہو تو سنو.... یہ اس زمانے کی بات ہے جب میں پاگل نہیں تھی۔ نواب شمسو کے بڑے بیٹے نے مجھے چاہا اور اپنے باپ کی مرضی کے خلاف مجھ سے شادی کی پھر ایک غلط فہمی کی بنا پر مجھے طلاق دے دی.... میں لاکھ باور کرانے کی کوشش کرتی رہی کہ وہ حالات کو غلط سمجھا ہے لیکن اس نے ایک نہ سنی....! میں مذہب سے بھی بے گناہی کے سلسلے میں دلائل لائی۔

نظیریں پیش کیں.... لیکن سب بے سود.... اس شادی کی بناء پر مجھے اپنے گھر والوں کو بھی چھوڑنا پڑا تھا۔ نواب شمسو ہی کی طرح وہ بھی اس کے حق میں نہیں تھے۔ طلاق کے بعد انہیں منہ دکھانے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔ نواب شمسو بھی ان حالات سے لاعلم نہیں تھے۔ طلاق کے بعد انہوں نے مجھے محل میں طلب کیا۔ اس دن مجھے معلوم ہوا کہ وہ کس پائے کے آدمی ہیں۔ مجھ سے اُن کی نفرت رحم دلی میں تبدیل ہو چکی تھی.... انہوں نے مجھے ملازمت کا آفر دیا اور میں ان کی سیکریٹری کی حیثیت سے محل ہی میں رہنے لگی۔ وہ سالہا سال سے محل میں تنہا رہتے آئے تھے۔ خاندان والوں سے ان کی بھی نہیں بنتی۔ وہ سب شہر کے دوسرے حصے میں رہتے ہیں۔!“

وہ خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگی۔ عمران کے چہرے پر بکھری ہوئی حماقت کچھ اور زیادہ گہری ہوگئی تھی۔ بظاہر وہ باؤلی کی طرف متوجہ نہیں ہوا تھا لیکن اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ اُس کے چہرے کا بغور جائزہ لے رہی ہے۔!

دفعتاً وہ بولی۔ ”یقین نہیں آتا۔!“

”کس بات پر....!“ عمران بھی چونک پڑا۔

”یہی کہ تم پولیس انفارمر بھی ہو سکتے ہو۔!“

”لوگوں نے خواہ مخواہ بدنام کر دیا ہے۔ بات یہ ہے کہ میرے ڈیڈی محکمہ سراغ رسانی کے ڈائریکٹر جنرل ہیں اس لئے پولیس آفیسرز سے میری یاد اللہ ہو گئی ہے۔ بس اتنی سی بات ہے جسے لوگوں نے افسانہ کر دیا ہے۔!“

”مگر تم بہت طاقت ور ہو.... چیتا خود کو روئین تن کہتا ہے.... میں نے نہیں دیکھا کہ اس نے کبھی کسی سے شکست کھائی ہو۔ نواب صاحب بھی حیرت سے گنگ ہو کر رہ گئے ہیں۔!“

دفعتاً پشت سے نواب شمسو کی گرج دار آواز سنائی دی۔

”عمران اُسے ہوش میں لاؤ.... ورنہ اچھا نہیں ہوگا۔!“ وہ دونوں چونک پڑے تھے۔

”کسی ڈاکٹر کو بلائیے.... چچا جان.... میں اس سلسلے میں کیا کر سکوں گا۔! ویسے اُس سے کہہ دیجئے کہ اگر ٹکریں ہی مارنے کا شوق ہے تو چیتے کی کھال کی ٹوپی کے نیچے آہنی خود بھی مہیا کرے۔!“

”بہت زیادہ غرور اچھا نہیں ہوتا۔!“

عمران نے لاپرواہی ظاہر کرنے کے لئے شانوں کو جنبش دی اور دوسری طرف دیکھنے لگا۔

”ڈاکٹر ہی کو طلب کر لو.... مہا پاگل....!“ باؤلی نے مسکرا کر کہا۔

”نہیں.... اب میں چاہتا ہوں کہ وہ مر ہی جائے.... حرام خوروں کا وجود برداشت کرنا اب میرے بس سے باہر ہے۔!“

”چچا جان.... وہ دو گھنٹے سے پہلے ہوش میں نہیں آئے گا۔!“ عمران نے شرمندگی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

”بس اب تم چلے ہی جاؤ یہاں سے....!“

”مہا پاگل یہ بھی پاگل بننا چاہتا ہے....!“ باؤلی بول پڑی۔

”یہاں مکاروں کی ضرورت نہیں ہے۔!“

”آپ میرے خلوص کی توہین کر رہے ہیں۔!“

”بکواس بند کرو.... چلے جاؤ۔!“

”بہت بہتر....!“ عمران جھنجھلاہٹ کا مظاہرہ کرتا ہوا بولا۔ ”بڑے پاگل بنے پھرتے ہیں چار سو بیس....!“

”پھر وہ واپسی کے لئے مڑا ہی تھا کہ باؤلی نے دوڑ کر اُس کی کمر تھام لی اور نواب شمسو سے بولی۔ ”مہا پاگل اگر یہ اس طرح واپس چلا گیا تو پھر ہم میں اور صحیح الدماغ لوگوں میں فرق ہی کیا رہے گا۔ میں اسے پاگل بنانے جا رہی ہوں۔!“

”میں کچھ نہیں جانتا.... تم بھی دفع ہو جاؤ۔!“ نواب شمسو نے پیر پٹخ کر کہا۔

◆

باؤلی عمران کو دوبارہ اسی ہال میں لائی.... اب یہاں بالکل سناٹا تھا۔! سارے پاگل موجود تھے لیکن اس طرح سر ڈالے پڑے تھے جیسے سب کی روحیں قفس عنصری سے پرواز کر گئی ہوں۔

”کیا یہ سو رہے ہیں....!“ عمران نے پوچھا۔

”نہیں نشے میں ہیں.... راکٹ....!“

”راکٹ.... کیا....؟“

”نشہ آور کیپسول....!“

”کیا یہ بھی شرط ہے پاگل پن کی....!“

"نہ میں نشہ آور اشیاء استعمال کرتی ہوں اور نہ مہاپاگل....!"

"تب تو ٹھیک ہے.... میں ویسے ہی غائب غلا رہتا ہوں.... اگر راکٹ پر سوار ہو گیا تو پھر جنت الفردوس ہی میں مل سکوں گا۔!"

"تم واقعی بہت عجیب ہو....! چیتے کے سر پر جیسی ظالمانہ ٹکریں ماری تھیں وہ اس بھولے بھالے چہرے کو زیب نہیں دیتیں....؟"

"تم پتہ نہیں کیسی باتیں کرتی ہو... میری تو سمجھ میں نہیں آتیں۔!" عمران بچوں کی طرح ٹھنکا۔

"تب سچ سچ بتادو.... کیوں آئے تھے....؟"

"مجھے دلچسپی ہے تم لوگوں سے پولیس انفارمر کی حیثیت سے ہرگز نہیں آیا تھا۔!"

"مہاپاگل کا خیال ہے کہ تم ہمیں کسی غیر ملکی تحریک سے وابستہ سمجھتے ہو۔!"

"ارے توبہ توبہ.... لاحول ولا....!" عمران دونوں ہاتھوں سے اپنا منہ پیٹتا ہوا بولا۔

"اور یہ خیال اس غزل کی بناء پر ہے جو انہیں سنائی گئی۔!"

"ارے وہ تو ایسا ہی اوٹ پٹانگ آدمی ہے.... ہمیشہ بے موقع شعر سناتا ہے؟"

"بہر حال میں بھی اسے محض اتفاق سمجھنے پر آمادہ نہیں۔!"

"بس تو پھر تمہیں یقین دلانا میرے بس سے باہر ہوگا.. کیونکہ عورت بھی ہو اور باؤلی بھی۔!"

وہ کچھ نہ بولی.... تھوڑی دیر تک دونوں ہی خاموش رہے.... پھر عمران نے کہا۔ "تم مجھے پاگل بنانے لائی تھیں۔!"

"جاؤ... کل آنا... آج تقریب نہیں ہو سکے گی.... کیونکہ یہ سب غافل ہو گئے ہیں۔!"

عمران نے جیب سے چیونگم کا پیکٹ نکال کر پیش کیا جو شکریے کے ساتھ قبول کر لیا گیا۔

◆

اسی رات کو استاد اپنی دوکان بڑھا رہے تھے کہ ایک لمبی سی سیاہ رنگ کی کار فٹ پاتھ پر آ گئی۔

استاد اس کی طرف پوری طرح متوجہ بھی نہیں ہونے پائے تھے کہ کار کا دروازہ کھلا اور ایک شعلہ رو غیر ملکی لڑکی کھٹ کھٹ چلتی ہوئی ان کے سر پر مسلط ہو گئی۔

"ہم سونا تم ناجوی ہائے....!" اس نے استاد سے سوال کیا اور استاد ہکا بکا رہ گئے کہ ان کی شہرت غیر ملکیوں تک بھی پہنچ گئی ہے۔

"جج.... جی.... ہاں غریب پرور....؟"

"ہم گریب پرور نہیں.... مس شکوا ہے....!"

"جج.... جی بہت اچھا....!"

"ہم تم کو اپنا ہاتھ دکھانا منگتا۔!"

"ضرور.... ضرور.... بسم اللہ....!"

"ادھر نہیں.... تم ہمارا کوٹھی چلنا منگتا۔!"

"ضرور ضرور.... چلئے گا میم صاحب....! بس میں ذرا اپنا سامان سامنے والی دوکان میں رکھ دوں۔!"

"راکھ دو.... ہم ادھر کھرا ہے۔!"

"استاد نے جھپٹ کر سامان دوکان میں رکھا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتے ہوئے گاڑی تک آئے اور اگلی سیٹ کا دروازہ کھول کر ڈرائیور کے برابر بیٹھ گئے.... لیکن جیسے ہی ڈرائیور پر نظر پڑی ایک بار پھر بوکھلاہٹ میں مبتلا ہو گئے کیونکہ وہ بھی سفید بالوں والی ایک لڑکی ہی تھی۔! مڑ کر دیکھا تو پچھلی سیٹ پر بھی تین لڑکیاں ہی موجود تھیں۔

استاد کبھی ڈاڑھی پر ہاتھ پھیرتے اور کبھی ناخنوں سے دانتوں میں خلال کرنے لگتے تھے۔

گاڑی حرکت میں آئی اور استاد رسیلی آوازوں کے طوفان میں ہچکولے کھانے لگے کبھی کبھی خود بھی منہ بند کر کے آواز سے ہنسنے کی کوشش کرتے غالباً ان لڑکیوں پر جتانا چاہتے تھے کہ وہ انگریزی سے نابلند نہیں ہیں.... حالانکہ "عربا" اور "فارسا" کی طرح ان کی ایک ایجاد "انگریزا" بھی تھی ظاہر ہے اگر انگریزی ان کے لئے حلوہ ہوتی تو "انگریزا" پکانے کیوں بیٹھتے۔

گاڑی کی رفتار اتنی کم تھی کہ وہ لڑکیاں جلدی میں بھی نہیں معلوم ہوتی تھیں۔ پھر ایسا لگتا تھا جیسے وہ یونہی بے مقصد گھروں سے نکل آئی ہوں۔ کیونکہ گاڑی بس شہر کی سڑکوں اور گلیوں میں رینگتی پھر رہی تھی۔ اتنی کم رفتار پر رینگنا ہی کہیں گے۔

چونکہ آج ہی ایک مخبوط الحواس لڑکی کے ہاتھوں استاد کی معراج ہو چکی تھی اس لئے وہ اس صورت حال پر کسی قدر بے اطمینانی کا شکار ہو گئے تھے۔

سوچ رہے تھے کہ انہیں کیا کرنا چاہئے۔ گاڑی سے اتر کر بھاگنے سے تو رہے۔ اب یہ بھی

نہیں کہہ سکتے تھے کہ وہ سچ مچ نجومی نہیں بس پیٹ پال رہے ہیں کسی طرح....!

اچانک ایک جگہ گاڑی ایک بڑی عمارت کی کمپاؤنڈ میں داخل ہو کر سیدھی عمارت کی طرف بڑھتی چلی گئی اور پھر وہ عمارت میں گھس پڑی۔ استاد سمجھے شائد گیراج میں اترنا پڑے گا۔ انہوں نے مڑ کر دیکھا اور محسوس کیا جیسے گاڑی اندر داخل ہو جانے کے بعد پھاٹک خود بخود بند ہو گیا ہو۔

ان کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا لیکن خوامخواہ مسکراتے رہنے کی کوشش کرتے رہے۔

دفعتاً ڈرائیو کرنے والی لڑکی نے انہیں گاڑی سے اترنے کا اشارہ کیا۔

”جج.... جی.... بہت اچھا....!“ استاد کپکپاتی آواز میں بولے.... اور گاڑی سے اتر گئے۔

یہ ایک بہت بڑا ہال تھا.... چاروں لڑکیاں بھی اتر آئیں۔

ان میں سے دو آگے بڑھیں اور انہوں نے استاد کے دونوں ہاتھ پکڑ لئے۔

”جج.... جی.... مطلب یہ کہ میں مسلمان آدمی ہوں.... اور آپ نا محرم.... خدا کے لئے اس طرح نہ پکڑیئے....!“ استاد گھگھیائے....!

یک بیک ان میں سے ایک بڑی صاف اور شستہ اردو میں بولی۔ ”ڈرو نہیں ہم تو تمہارے متعلق اس حد تک جانتے ہیں کہ ایک بار عورتوں نے تمہیں قالین میں لپیٹ دیا تھا۔!“

”جھوٹ بالکل جھوٹ.... اس سالے مکرانی نے بتایا ہو گا۔!“

”ہم کسی مکرانی کو نہیں جانتے۔!“

”تو پھر یامین بھائی نے بتایا ہو گا۔!“

”جی نہیں.... ہم کسی یامین بھائی کو بھی نہیں جانتے۔!“

”تو پھر آپ نے اخبار میں پڑھا ہو گا.... اکثر مجید لاہوری ایسی باتیں چھاپ دیا کرتے تھے.... اللہ بخشے میرا بڑا خیال کرتے تھے۔!“

”ہم اردو کے اخبار نہیں دیکھتے۔!“

”دیکھا کیجئے....! ایمان تازہ ہوتا ہے.... ایک صفحہ پر درس قرآن پڑھئے اور دوسرے صفحہ پر سینما کی ننگی چھپکلیوں کی تصویریں بھی دیکھ لیجئے۔!“

”لے چلو اس کو....!“ وہی لڑکی غرائی۔

”کک کہیں دور نہ لے چلئے گا....!“ استاد کی بوکھلاہٹ قابل دید تھی۔

وہ انہیں گھیرے میں لئے ہوئے ہال سے متصل ایک کمرے میں داخل ہوئیں جہاں عجیب قسم کا فرنیچر نظر آیا.... کسی طرف نظر ہی نہیں ٹھہرتی تھی۔

ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہاں مختلف قسم کی روشنیوں کے علاوہ اور کچھ بھی نہ ہو۔

”بیٹھ جاؤ....!“ ایک لڑکی نے استاد کو ایک کرسی میں دھکیلتے ہوئے کہا۔!

”کرسی بے داغ فولاد کی معلوم ہوتی تھی.... استاد ڈر رہے تھے کہیں اس میں بجلی کا کرنٹ موجود نہ ہو اس لئے بیٹھے تو فوراً ہی چیخ مار کر کھڑے بھی ہو گئے۔

”کیا بات ہے....!“ اردو میں گفتگو کرنے والی لڑکی نے انہیں گھور کر پوچھا۔

”کرنٹ مار دیا....!“ استاد گڑگڑائے۔

”احمق.... یہ دیکھو....!“ اس لڑکی نے کہا اور استاد کو ایک طرف ہٹاتی ہوئی خود کرسی پر بیٹھ گئی.... پھر بولی ”اچھا سامنے والی کرسی پر بیٹھ کر لڑکیوں کے ہاتھ دیکھو اور مجھے بتاؤ کہ ان کی تقدیریں کیسی ہیں۔“

استاد نے بے چون و چرا تعمیل کی یعنی سامنے والی کرسی پر جا بیٹھے۔

لڑکی نے ایک کو اشارہ کیا کہ وہ انہیں اپنا ہاتھ دکھائے۔

استاد نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش نہیں کی بلکہ دور ہی سے ناک بھوں پر زور دیتے رہے۔

”آپ کا ستارہ جون میں ٹھیک ہو جائے گا۔!“ کچھ دیر بعد بولے۔

”فی الحال کیا خرابی ہے....!“

”جی بس.... ایک موٹی سی عورت نے ان پر کچھ کرا دیا ہے۔!“

”ہائیں.... کچھ کرا دیا ہے.... میں مطلب نہیں سمجھی۔!“

”جی کچھ ان کے خلاف دعا تعویز ہوئی ہے۔!“

”یہ کیا چیز ہوتی ہے۔!“

”جی کیا آپ کے ہاں انگریزی میں نہیں ہوتی۔!“

”معلوم نہیں تم کیا بکواس کر رہے ہو۔!“

”صاحب یہ علم ہے.... علم دریاؤ.... اس کا کوئی اور چھور نہیں ہے۔ ہندوستان میں کچھ

ہے انگلستان میں کچھ ہے اور اس سینے میں کچھ اور ہے۔“ استاد سینے پر ہاتھ مار کر بولے۔

”یہ بتاؤ اس کی شادی کب ہو گی۔!“

”شش شادی.... جی شادی تو کبھی نہیں ہو گی کیونکہ یہ صرف محبت کرنے کی قائل ہیں۔!“

”کمال ہے....!“ لڑکی اچھل پڑی اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر استاد کو گھورنے لگی۔!

”کیوں ہے نہ یہی بات....!“ استاد نے قہقہہ لگایا۔

”اچھا اب میرا ہاتھ دیکھ کر بتاؤ کہ میں تمہیں قتل کر سکوں گی یا نہیں۔!“ لڑکی نے اپنا ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے سفاکانہ لہجے میں کہا۔

”ارے کیوں.... ہی ہی.... آپ مجھے قتل کریں گی.... مجھ غریب کو....!“

ٹھیک اسی وقت ایک مرد کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر اتنی گھنی ڈاڑھی اور مونچھیں تھیں کہ دہانہ غائب ہو کر رہ گیا تھا۔ آنکھوں پر تاریک شیشے کی عینک تھی۔

اسے دیکھتے ہی لڑکیاں سہمے ہوئے انداز میں پیچھے ہٹ گئیں۔ استاد بوکھلاہٹ میں پہلے ہی کھڑے ہو چکے تھے۔

”بیٹھ جاؤ....!“ اجنبی غرایا.... یہ دیسی ہی معلوم ہوتا تھا۔ پھر وہ لڑکیوں کی طرف مڑا اور انہیں باہر جانے کا اشارہ کیا۔

استاد اب بھی کھڑے تھے اور ان کی ٹانگیں بُری طرح کانپ رہی تھیں۔ دفعتاً انہوں نے گڑگڑانا شروع کیا۔ ”جناب عالی.... یہ لوگ مجھے زبردستی پکڑ لائی تھیں۔!“

”خاموش رہو.... اور بیٹھ جاؤ.... آج تم نواب شمس الدین کے یہاں کیوں گئے تھے۔!“ اجنبی نے خون خوار نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

”حضور عالی.... وہاں بھی مجھے زبردستی لے جایا گیا تھا۔!“

”کون لے گیا تھا۔!“

”عمران صاحب....!“

”کیوں لے گیا تھا....!“

”انہوں نے کہا تھا پاگلوں کی انجمن تم نے اپنے نام سے رجسٹر کرائی تھی۔ یہ نواب شمس الدین کون ہوتے ہیں اس نام کو استعمال کرنے والے۔ میں نے کہا میں ان بکھیڑوں میں نہیں پڑنا چاہتا۔ انہوں نے کہا کہ اگر تم نے قانونی کارروائی کی دھمکی دے دی تو نواب صاحب سے کم از کم دس ہزار روپے ضرور مل جائیں گے۔!“

”عمران کون ہے....!“

”شہر کے ایک رئیس زادے ہیں۔!“

”کیا کرتا ہے....!“

”میں نے تو انہیں ہمیشہ عیش ہی کرتے دیکھا ہے۔!“

”نواب شمسو کو تم نے کوئی غزل سنائی تھی۔!“

”جی ہاں.... جی ہاں.... کیا آپ کی خدمت میں بھی پیش کروں۔!“

”ضرور.... میں ضرور سنوں گا۔!“

استاد نے غزل شروع کر دی.... وہ بغور سنتا رہا.... غزل کے اختتام پر ہنس پڑا اور استاد کی جان میں جان آئی۔ لہٰذا اب یہ ضروری ہو گیا تھا کہ ان کے دانت بھی نکل پڑتے۔

”کیا یہ غزل تم نے خود کہی ہے۔!“

”عالی جاہ....!“ استاد نے سینہ تان کر کہا۔

”بکواس ہے....!“ تمہارا تو ایک مصرعہ بھی وزن میں نہیں ہوتا۔!“

”جی میں نے ڈاک خانے میں وزن کرا لیا تھا اس غزل کا۔!“

”بکو مت....“ اجنبی دہاڑا اور استاد سہم کر بولے۔ ”عالی جاہ میری بھی تو سنئے.... جی ہاں.... یہ غزل مجھے عمران صاحب نے رٹائی تھی اور کہا تھا کہ جب میں کہوں تم یہ غزل نواب صاحب کو سنا دینا۔! تو جناب عالی جب انہوں نے کہا تو میں نے غزل سنا دی۔!“

”تم وہاں سے چلے کیوں آئے تھے۔!“

”اب یہ پوچھ کر مجھے شرمندہ نہ کیجئے جناب عالی....!“

”کیا بات ہے صاف صاف کہو....!“ اجنبی غرایا۔

”ایک پاگل لڑکی نے مجھے نوچ کھسوٹ ڈالا تھا....!“

”عمران کیوں رک گیا تھا....!“

”شائد وہ بھی پاگل بننا چاہتے تھے۔!“

"وہاں سے آنے کے بعد کب ملا تھا تم سے۔!"

"جی اب ان کا منہ بھی ہے مجھ سے ملنے کے لئے۔!"

"کیا مطلب....!"

"مطلب....! ارے میری عزت خاک میں ملوادی.... میں نادر شاہ درانی کے خاندان سے تعلق رکھتا ہوں.... اب کبھی ملے گا تو بتاؤں گا۔!"

"خیر چھوڑو..... ہاں تو تم نجومی ہو۔!"

"جناب عالی....!"

"میرا ہاتھ دیکھ کر بتاؤ کہ اگلے چھ ماہ کیسے گذریں گے۔!" اس نے ہاتھ پھیلاتے ہوئے کہا۔

استاد کچھ دیر تک خاموشی سے اس کا ہاتھ دیکھتے رہے پھر بے حد خوشی کا اظہار کرتے ہوئے بولے "اگلے چھ ماہ آپ کے عروج کے زمانے میں شامل ہیں آپ لندن جاکر ملکہ معظمہ سے ہاتھ ملائیں گے۔!"

"مجھے ملکہ معظمہ سے کوئی دلچسپی نہیں۔!"

"تو پھر وہ خود ہاتھ ملانے یہاں آئیں گی... ملکہ سے ہاتھ ملانا مقدر ہو چکا ہے۔ چاہے جیسے بھی ہو۔!"

"یہ تو بڑی اچھی خبر سنائی تم نے.... اچھا.... یہ لو....!" اس نے پرس سے سو روپے کا ایک نوٹ نکال کر استاد کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"شکریہ جناب عالی....!" استاد نے نوٹ اس کے ہاتھ سے جھپٹ لیا۔

"عمران سے اس ملاقات کا ذکر نہ کرنا.... یہ لو پچاس روپے اور رکھو....!"

"زندگی بھر جناب کو دعا دیتا رہوں گا۔!"

"اچھا بس اب جاؤ.... اس کمرے سے نکلو گے تو ہال میں تمہیں ایک گاڑی تیار ملے گی.... چپ چاپ بیٹھ جانا.... ڈرائیور تمہارے اڈے پر تمہیں چھوڑ دے گا۔"

◆

رات تاریک بھی تھی اور شمس آباد یا "پاگل نگری" کی فضا پر سکوت طاری تھا۔

عمران اور صفدر اسی تالاب کے کنارے زمین پر اوندھے پڑے تھے جس میں پاگلوں نے

آگ لگائی تھی۔

"کیا خیال ہے۔" دفعتاً صفدر نے سرگوشی کی۔

"اندھیرے میں خیال سجھائی نہیں دے رہا۔!"

"آخر یہاں کرنا کیا ہے....!"

"لیٹے رہو.... چین سے.... اور اس نیلی روشنی کو تکتے رہو.... جو سامنے والی عمارت کی کھڑکی میں نظر آرہی ہے۔!"

صفدر طویل سانس لے کر رہ گیا....! آج سر شام عمران اس سے ملا تھا اور تاکید کی تھی کہ سوٹ کے نیچے تیراکی کا لباس پہن کر دس بجے شب کو اس کا منتظر رہے۔!

پھر دس بجے وہ دوبارہ آیا تھا اور دونوں گھر سے روانہ ہو کر یہاں پہنچے تھے۔

سوٹ کے نیچے تیراکی کے لباس کی موجودگی کا یہی مطلب ہو سکتا تھا کہ کام کے کسی نہ کسی اسٹیج پر تیراکی ضرور ہوگی۔!

"کیا مچھلیاں پکڑنی ہیں....!" صفدر نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"جی نہیں آپ صرف ریوالور پکڑے رہیں گے....!" عمران بولا۔ "میں پانی میں اتروں گا اور آپ بھی احتیاطاً سوئمنگ ڈریس میں آجایئے....!"

"کیا آپ سوٹ اتار چکے ہیں۔!"

"جی ہاں....! اللہ کا شکر ہے کہ اندھیرے کی وجہ سے آپ مجھے تیراکی کے لباس میں نہیں دیکھ سکتے۔!"

صفدر اسی طرح لیٹے لیٹے سوٹ اتارنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ صرف تیراکی کے لباس میں تھا اور ریوالور کے دستے پر اس کی گرفت مضبوط تھی۔!

"تیار ہو....!" کچھ دیر بعد عمران نے پوچھا۔

"بالکل....!"

"اچھا تو پھر میں چلا....!" عمران نے کہا اور صفدر نے اس کے پانی میں اترنے کی آواز سنی۔!

رات خوش گوار تھی.... لیکن مطلع غبار آلود ہونے کی بنا پر تاروں کی چھاؤں مفقود تھی۔!

صفدر پوری ہوشیاری سے اندھیرے میں آنکھیں پھاڑے جا رہا تھا۔ اسے علم نہیں تھا کہ

رات گئے تیراکی کے اس شوق کے پیچھے کس قسم کے حالات ہیں۔

اس نے دیر سے سگریٹ نہیں پیا تھا.... خواہش شدید تھی لیکن وہ سگریٹ سلگانے کی ہمت نہ کرسکا.... ایسے مواقع پر جب حالات سے کماحقہ آگاہی نہ ہو وہ ہمیشہ محتاط رہتا تھا۔

آدھا گھنٹہ گذر گیا لیکن حالات میں کوئی ایسی تبدیلی نہ ہوئی جس کی بناء پر صفدر کو ہاتھ پیر ہلانے پڑتے.... چپ چاپ لیٹا رہا۔!

پھر دفعتاً عمران کی سرگوشی سنائی دی۔ "اب کپڑے پہن لو کام بن گیا....!"

"کتنے پونڈ کا ہوگا اندازاً....!" صفدر نے خوشدلی کا مظاہرہ کیا۔

"گھر چل کر تول لینا....؟" جواب ملا۔

تھوڑی دیر بعد ان کی گاڑی شاہراہِ خاص پر جارہی تھی۔ صفدر ڈرائیو کررہا تھا اور عمران اس کے پہلو میں بیٹھا اونگھ رہا تھا۔

"کیا آپ کو شب بخیر کہوں....!" صفدر جھک کر اس کے کان میں بہ آواز بلند بولا۔

عمران چونک پڑا اور بوکھلائے ہوئے لہجہ میں کہنے لگا۔ "آج معلوم ہوا کہ رات کو پانی کا ٹمپریچر کم ہوجاتا ہے۔!"

"یہ بات آپ مجھ سے معلوم کرسکتے تھے.... اس دردسری کی کیا ضرورت تھی۔!"

"میں خود مشاہدہ کرنا چاہتا تھا.... ابھی کل ہی تجربہ کیا تھا کہ اگر کہیں مرچیں لگ جائیں تو کس ڈگری کی جلن ہوتی ہے۔!"

"بس خدا کے لئے خاموش رہئے....!"

"تم بھی تجربہ کرسکتے ہو! پسی ہوئی مرچیں ہر وقت جیب میں رکھتا ہوں۔!"

دفعتاً ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا۔ عمران نے ڈیش بورڈ کی طرف ہاتھ بڑھا کر ریسیور نکالا۔

"ہیلو....!" اس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز آئی وہ ایکس ٹو کی سی پھنسی پھنسی سی آواز میں بول رہا تھا۔

"نجومی کو چار لڑکیاں ایک گاڑی میں لے گئی تھیں.... گریشم روڈ کی عمارت بی الیون میں گاڑی داخل ہوئی تھی.... کچھ دیر بعد نجومی دوسری گاڑی میں باہر نکلا.... اور گاڑی اسے اس کے اڈے کے قریب چھوڑ کر پھر "بی الیون" کی طرف واپس چلی گئی۔!"

"بی الیون سے متعلق معلومات۔!" عمران ماؤتھ پیس میں بولا۔

"صدیقی اور نعمانی اس کے بارے میں چھان بین کررہے ہیں۔!"

"آل رائٹ.... سٹاپ....!" عمران نے کہہ کر ریسیور پھر ڈیش بورڈ کے خانے میں رکھ دیا۔

صفدر بائیں ہاتھ سے سگریٹ سلگا رہا تھا۔

عمران نے اس سے کہا۔ "اب مجھے میرے فلیٹ تک پہنچادو۔!"

✧

دوسری صبح عمران پھر شمس محل جا پہنچا.... لیکن اس وقت وہ بہت ہی پائیدار قسم کے پلاسٹک میک اپ میں تھا۔ اور حلیہ ہپیوں جیسا تھا۔ سینے پر ایک سالخوردہ مینڈولین لٹک رہا تھا۔

نواب شمسو تک پہنچنے سے پہلے چیتے سے مڈبھیڑ ہونی ضروری تھی.... لہٰذا ہوئی اور عمران نے بڑی لاپروائی سے کہا۔ "ابے او بلے میں مہاپاگل سے ملنا چاہتا ہوں....!"

"بلے....!" وہ غرایا۔ "میں چیتا ہوں بلا نہیں....!"

"ہوگا کچھ.... کہہ دے مہاپاگل سے کہ میں ملنا چاہتا ہوں۔!"

"تم کون ہو....!"

"جھاپک....!"

"کیوں ملنا چاہتا ہے....؟"

"انجمن میں شرکت کے لئے....!"

"آج موقع نہیں ہے۔!"

"موقع نکالو.... ورنہ ہم پھر ہنالولو.... واپس چلے جائیں گے۔!"

"ہنالولو....!" چیتا اچھل پڑا۔

"ہاں.... کیا تم نے یہ نام پہلے کبھی نہیں سنا۔!"

"بچپن میں لولو سے ڈرتا تھا....!"

"جلدی کرو....!"

"اچھا ٹھہرو.... میں دیکھتا ہوں....!"

وہ اندر چلا گیا.... اور عمران جھوم جھوم کر مینڈولین پر ایک انگریزی دھن بجانے لگا۔!

چیتا جلد ہی واپس آگیا اور خود بھی اس دھن میں جھومنے لگا.... دو منٹ تک دونوں موسیقی کی لہروں میں بہتے رہے اس کے بعد اچانک عمران مضراب والا ہاتھ روک کر بولا۔ “میں یہاں کیوں آیا تھا....!”

“مجھے یاد نہیں....!” چیتے نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

“یاد کرو ورنہ ساری دنیا تباہ ہو جائے گی.... میں انگریزی وضع کا مجذوب ہوں ابھی تمہاری اے بی سی ڈی کر کے رکھ دوں گا۔!”

“یہ کیسے ہوتی ہے....!”

“اپنے کپڑوں سے جوئیں نکال کر تمہیں زبردستی کھلاؤں گا۔!”

“دیکھو ایسی باتیں نہ کرو.... کہ مجھے قے ہو جائے۔!”

“ہمیں تو جب بھوک لگتی ہے ہم یہی کھاتے ہیں۔!”

چیتے کو ابکائی آئی اور اس نے دونوں ہاتھوں سے منہ پیٹتے ہوئے کہا “مہا پاگل اس وقت نہیں مل سکتے۔!”

“کون مہا پاگل....!”

“جن سے تم ملنے آئے تھے۔!”

“میں کسی سے ملنے نہیں آیا تھا....!”

“تو پھر چلتے پھرتے نظر آؤ.... بہتر یہی ہے کہ ہال میں جا کر دوسرے پاگلوں کے پاس بیٹھو....! باؤلی بھی وہیں ہے۔!”

“کون باؤلی....!”

“مہا پاگل کی باؤلی....!”

“کتنی بڑی ہے۔!”

“جوان ہے....!”

“اچھی بات ہے مجھے ہال کا راستہ دکھاؤ۔!”

چیتا بائیں جانب ہاتھ اٹھا کر بولا۔ “سیدھے چلے جاؤ۔ سیاہ رنگ کے پردے والے دروازے میں داخل ہو جانا....!”

عمران مینڈولین بجاتا ہوا ہال میں داخل ہوا تھا.... ڈائس پر اسے نواب شمسو کی سیکرٹری نظر آئی۔ وہ خاموش بیٹھی تھی اور دوسرے پاگل اپنی اپنی دُھن میں مگن شور و غل میں اضافہ کرتے چلے جا رہے تھے۔ عمران کے مینڈولین کی آواز دب کر رہ گئی۔

دفعتاً وہ ہاتھ اٹھا کر چیخنے لگا۔ “سنو لوگو سنو....! میں سند باد جہازی ہوں تمہیں اپنی سیاحت کی داستان سناؤں گا۔!”

دفعتاً باؤلی اپنی جگہ سے اٹھی اور عمران کے پاس آکھڑی ہوئی۔

“تم کون ہو....!” اس نے اُسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

“پاگل.... ہنالولو سے آیا ہوں....!”

“بہتر ہو گا کہ وہیں واپس جاؤ....!”

“یہاں کے پاگل پن کا سروے کرنے آیا ہوں....!”

“تو حکومت سے مدد چاہو.... یہاں کیا رکھا ہے۔!”

“تم رکھی ہو اے حسین لڑکی....!”

“پاگلوں کی نظر میں حسن کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ تم کوئی بہروپئے ہو۔!”

“اگر کوئی اتنا ہوش مند ہو کہ روپ اور بہروپ میں فرق کر سکے تو اسے پاگل کون کہے گا۔!”

“ہم تو تفریحاً پاگل ہیں۔!”

“سنجیدگی سے کون پاگل ہوتا ہے۔!”

“بہت چرب زبان ہو....! اب ہم اجنبیوں کو انجمن میں شامل نہیں کرتے۔!”

“اگر میں کسی بہت بڑے پاگل کی سفارش لاؤں تو۔!”

“تب یہ مسئلہ قابل غور ہو سکتا ہے۔!”

“تمہارا نام....!”

“جھاپک....!”

“عجیب نام ہے....!”

“پاگلوں کے لئے کوئی چیز عجیب نہ ہونی چاہئے۔!”

“مہا پاگل سے انٹرویو کے بغیر تم انجمن میں شامل نہیں کئے جا سکتے۔!”

“میں نے تو چاہا تھا لیکن انہوں نے ملنے سے انکار کر دیا۔!”

“تم میرے ساتھ چلو....!”

“ضرور چلو.... میں جلد از جلد اپنی خواہش کی تکمیل چاہتا ہوں۔!”

“تمہارا تعلق محکمہ سراغ رسانی سے تو نہیں۔!”

“میرا تعلق میرے اپنے محکمہ سے ہے۔!”

“تمہارا محکمہ....!”

“بے سر و پا....!”

“چلو....!” وہ صدر دروازے کی طرف اشارہ کر کے بولی۔ کچھ دور چلنے کے بعد باؤلی نے اس سے پوچھا۔ “کیا تم بھی نشہ کرتے ہو۔!”

“نشہ کرتا ہوں....؟” وہ چلتے چلتے رک کر اُسے گھورنے لگا۔

“میں ہنالولو کی بات کر رہی تھی یہاں کے پاگل تو کچھ دیر کے لئے یہ بھی بھول جانا چاہتے ہیں کہ وہ پاگل ہیں.... لہٰذا طرح طرح کی منشیات استعمال کرتے ہیں۔!”

“اچھی لڑکی پاگل پن بجائے خود ایک نشہ ہے.... پھر چند لمحوں کے لئے جھوٹے نشوں سے کیا فائدہ.... نہیں میں منشیات کا عادی نہیں ہوں۔!”

“کیا ہنالولو میں ایسی ہی صاف اردو بولی جاتی ہے۔!”

“میرے پردادا ہندوستانی تھے.... پردادی سمیت ہنالولو تشریف لے گئے اور اس بات کا خاص خیال رکھا کہ ان کے بچے اردو سے نابلد نہ رہنے پائیں۔!”

“خوب....!”

رہائشی حصے کے قریب پہنچ کر پھر چیتے سے مڈ بھیڑ ہوئی لیکن وہ دروازے کے سامنے بے حس و حرکت کھڑا رہا۔

باؤلی عمران کو اس کمرے میں لائی جہاں پچھلے دن چیتے سے دو دو ہاتھ ہوئے تھے۔

آج بھی یہاں پچھلے ہی دن کی سی ابتری اور بے ترتیبی نظر آئی۔

“یہاں بیٹھو....! میں مہا پاگل کو تم سے ملنے پر آمادہ کرنے جا رہی ہوں۔!”

عمران اچک کر مینٹل پیس پر جا بیٹھا اور باؤلی ہنس پڑی۔

“بہت مناسب جگہ ہے....!” عمران نے کہا اور مینڈولن بجانے لگا۔

باؤلی چلی گئی دس منٹ بعد واپس آئی تو عمران کو بدستور مینڈولن سے الجھا ہوا پایا۔

“کچھ دیر بعد مہا پاگل تم سے مل سکیں گے۔! فی الحال تم میرے سوالات کے جواب دو۔!” باؤلی نے کہا اور کاپی پنسل سنبھال کر بیٹھ گئی۔

“کرو سوالات....!” عمران مینڈولن کا پیچھا چھوڑتا ہوا بولا۔

“نام....!”

“جھاپک....!”

“قومیت....!”

“ہنالولوی.... مذہب اسلام....!”

“نام سے تو مسلمان نہیں معلوم ہوتے.... جھاپک کا کیا مطلب ہے۔!”

“ناموں میں کیا رکھا ہے.... جب اعمال مسلمانوں کے سے نہیں تو ناموں کو کیوں بدنام کیا جائے...... **محمد علی نام رکھ کر غلاظت کے ڈھیر پر کیوں بیٹھوں۔!**”

“کیوں بیٹھے ہو غلاظت کے ڈھیر پر اٹھ جاؤ۔!”

“اٹھنا چاہتا ہوں لیکن پڑوسی کمر تھام لیتا ہے:... تم جانتی ہی ہو کہ اسلام نے پڑوسی کو کیا درجہ دیا ہے۔!”

“چرب زبانی کے ماہر معلوم ہوتے ہو۔!”

“اس کا میرے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔!”

“تم آخر ہو کون....؟”

“جھاپک ازم کا بانی.... کفر و اسلام دونوں سے الگ....!”

“یہ جھاپک ازم کیا چیز ہے....!”

“کفر و اسلام کا مرکب.... تاکہ کسی کو بھی کوئی شکایت نہ ہو۔!”

“میں نہیں سمجھی....!”

“زبان سے اللہ اللہ کرتے رہو.... اور اس کے وجود کو دروغ مصلحت آمیز سمجھو.... اور یہ سوچو کہ دنیا کے ہر دور کے ذہین آدمی سوچتے رہے ہیں لیکن خوف فساد خلق سے زبان نہیں

کھولی اور سخن ہائے گفتنی ناگفتہ رہ گئے۔!“

”بہت خطرناک آدمی معلوم ہوتے ہو....!“

”مصلحت کوش آدمی....!“

”میں نے تمہارے جوابات لکھ لئے ہیں انہیں مہاپاگل کے سامنے پیش کروں گی اور اب میں مناسب نہیں سمجھتی کہ وہ فوری طور پر تم سے ملاقات کریں۔!“

”کیوں....؟“

”تمہارا مسلک خود میری سمجھ میں نہیں آیا۔!“

”اگر تم پاگل پن کو مسلک نہیں سمجھتیں تو پھر اس انجمن سازی کا کھڑاگ کیا معنی رکھتا ہے؟“

”اب اس وقت جاؤ.... کل آنا.... فی الحال میں تم سے کسی قسم کی گفتگو نہیں کر سکتی۔“

”تمہاری مرضی....!“ وہ مینٹل پیس سے اتر آیا۔

شمس محل سے نکلنے کے بعد وہ ایک طرف چل پڑا۔ دیکھنا چاہتا تھا کہ اسکا تعاقب تو نہیں کیا جاتا۔!

دھوپ تیز تھی کچھ دور پیدل چلتا رہا.... جب اطمینان ہو گیا کہ تعاقب نہیں کیا جارہا تو ایک ٹیکسی رکوائی ٹیکسی ڈرائیور نے ٹیکسی روک تو لی لیکن اسے گھورتا رہا بولا۔ ”پیسے ہیں جیب میں۔!“

عمران نے اسے نیم وا آنکھوں سے دیکھتے ہوئے جیب میں ہاتھ ڈالا اور دس کا ایک نوٹ نکال کر اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ پچھلی سیٹ کے بجائے وہ ڈرائیور کی برابر والی سیٹ پر بیٹھا۔

”کدھر چلوں....!“

جہاں دس روپے ختم ہو جائیں وہیں مجھے اتار دینا۔

”بہت اچھا صاحب.... آپ کدھر کا ہی ہے۔!“

”بس ادھر اُدھر کا سمجھ لو۔“

”صاحب آپ لوگوں کی وجہ سے بڑا گھپلا ہو جاتا ہے.... کبھی کبھی....!“

”ہم خود گھپلا ہیں۔!“

”پرسوں رات صدر میں ہنگامہ ہو گیا ایک بس اسٹاپ پر ایک انگریز عورت نظر آئی جو صرف پتلون پہنے ہوئے تھی اور اس کے گھنگریالے بال کاندھوں پر لہرا رہے تھے میں جھپاک سے ٹیکسی گھما کر اس کے آگے پہنچا اور اپنی سات پشتوں کو گالیاں دیتا ہوا ٹیکسی بھگاتا دور نکل گیا۔

”کیوں....؟“

”آگے ڈاڑھی تھی.... کوئی ہی صاحب تھے۔“

”تو اس میں بُرا ماننے کی کیا بات تھی۔!“

”وہ بات اڑا کر بولا۔ ”میں ایک ایسے بنگلے سے واقف ہوں جہاں صرف ہی لڑکیاں رہتی ہیں.... میں نے آج تک وہاں کوئی مرد نہیں دیکھا۔!“

”آہا.... تو پھر کیوں نہ تم مجھے وہاں پہنچا دو....!“

”انگریز لڑکیاں ہیں....!“

”تب تو اور بھی اچھا ہے۔!“

”اچھی بات ہے جب میں دیکھوں گا کہ دس روپے پورے ہونے والے ہیں تو میں آپ کو وہیں پہنچا دوں گا۔!“

”تم مجھے فوراً وہیں پہنچا دو.... بقیہ پیسے میں تم سے واپس نہیں لوں گا۔!“

کچھ دیر بعد ایک بڑی عمارت کے پھاٹک پر ٹیکسی رکی اور عمران نے پر معنی انداز میں سر کو جنبش دی.... عمارت کا نمبر بی الیون تھا۔!

”ٹیکسی اسے وہاں چھوڑ کر آگے بڑھ گئی۔!

”تو یہ بات ہے....!“ وہ ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ ”خیر تم لوگ بھی کیا یاد کرو گے۔!“

پھاٹک اندر سے مقفل نہیں تھا۔!

اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا تھا کہ اس نے احتیاط برتنے کے باوجود دھوکا کھایا ہے ان لوگوں نے کسی دوسرے طور پر اس کی نگرانی کی تھی.... اور جب اس نے کسی سواری کی خواہش کی تو انہی لوگوں کی ایک ٹیکسی اسے مل گئی اور اس طرح وہ اس عمارت بی الیون تک آ پہنچا جس کی نشان دہی پچھلی رات اس کے ماتحت نے کی تھی.... استاد محبوب نرالے عالم کو چند لڑکیاں اسی عمارت میں تو لائی تھیں۔!

وہ پھاٹک کو دھکیل کر کمپاؤنڈ میں داخل ہوا.... لان سنسان پڑا تھا.... کچھ عجیب وضع کی عمارت تھی اندازہ کرنا دشوار تھا کہ صدر دروازہ کون سا ہو سکتا ہے۔!

عمارت کے قریب پہنچ کر پل بھر کے لئے اس نے چاروں طرف نظر دوڑائی تھی اور پھر

آگے بڑھ کر ایک دروازے کو دھکا دیا تھا۔ دروازہ کھلتا چلا گیا۔ وہ اندر داخل ہوا۔

یہ ایک بہت بڑا ہال تھا.... جس کی دونوں اطراف میں اوپر جانے کے لئے زینے تھے۔!

”کوئی ہے....؟“ دفعتاً اس نے انگریزی میں ہانک لگائی۔ ”میں بھوکا ہوں.... مجھے کھانا کھلاؤ.... میں بہت تھک گیا ہوں میرے لئے آرام دہ بستر کا انتظام کرو کیونکہ میں ایک فنکار ہوں.... تمہارا جی بہلاتا ہوں....!“

اور پھر اس نے جھوم جھوم کر مینڈولین بجانا شروع کر دیا۔ دفعتاً ایک مرگھلی سی لڑکی بائیں جانب والے زینے سے نیچے اتری اور اس کے قریب آکھڑی ہوئی۔

عمران نے مضراب روکی.... اور اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

”تم یہاں کس کی اجازت سے داخل ہوئے ہو....!“ لڑکی نے جھلائے ہوئے لہجہ میں سوال کیا۔

”ایک ٹیکسی ڈرائیور کی اجازت سے۔!“

”کیا مطلب....!“

”میں نے اس سے پوچھا تھا کہ اس شہر میں میرے قبیلے کے لوگ کہاں ملیں گے اس نے کہا کہ میں ایک ایسی عمارت سے واقف ہوں جہاں بہت سی ہپی لڑکیاں رہتی ہیں۔!“

”تم کہاں سے آئے ہو....!“

”ہنالولو سے....!“

”اچھا تو میرے ساتھ آؤ.... آج ہمیں ایک سازندے کی ضرورت تھی۔ تم مینڈولن بہت اچھا بجاتے ہو۔!“

”چلو....!“ عمران جھومتا ہوا بولا۔

وہ جن زینوں سے اتری تھی پھر انہیں پر چڑھنے لگی.... عمران اس کے پیچھے تھا.... اوپر پہنچ کر ایک کمرے میں داخل ہوتے وقت اس نے عمران کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔

اس کمرے میں چار لڑکیاں بیٹھی اونگھ رہی تھیں.... پانچویں نے داخل ہوتے ہی چیخ ماری ”مل گیا۔!“

وہ چونک کر آنکھیں ملنے لگیں.... پھر عمران پر نظر پڑتے ہی کرسیوں سے اٹھ گئیں۔

”کیا یہ آسمان سے اترا ہے....!“ ان میں سے ایک بولی۔

”نہیں اپنے پیروں سے چل کر آیا ہے.... مینڈولن بہت اچھا بجاتا ہے۔!“

”اوہو.... تو وہ کمپوزیشن اس کے حوالے کرو.... شائد کامیاب ہو جائے۔!“

وہی مرگھلی سی لڑکی جو عمران کو یہاں لائی تھی اپنا پرس کھول کر کچھ تلاش کرنے لگی پھر ایک پرچہ نکال کر اس کی طرف بڑھاتی ہوئی بولی۔ ”ذرا اس کمپوزیشن کو ٹرائی کرو.... تمہیں ایک گھنٹے کا وقت دیا جاتا ہے۔!“

”دس منٹ کافی ہوں گے.... میں اپنی ماں کے پیٹ میں رقص کیا کرتا تھا۔!“

اس نے کاغذ سامنے رکھ کر مینڈولن کے تار چھیڑے اور ایک منٹ بعد لڑکیوں نے تھرکنا شروع کر دیا.... ان میں سے ایک ہاتھ ہلا ہلا کر تال دیتی جارہی تھی۔

”گڈ....!“ کچھ دیر بعد وہ یک زبان ہو کر بولیں.... ”چلو اب ریکریئشن ہال میں چل کر مشق کریں۔!“

کمرے کا ایک دروازہ دوسری طرف بھی کھلتا تھا.... وہ سب اس سے گذر کر عمارت کے دوسرے حصے میں پہنچے اور نیچے جانے کے لئے انہیں پھر زینے طے کرنے پڑے تھے۔

یہ بھی بہت بڑا ہال تھا جس میں چاروں طرف دیوار پر بڑے بڑے آئینے لگے ہوئے تھے۔!

مرگھلی لڑکی نے عمران کو ساز چھیڑنے کا اشارہ کیا۔

بے ہنگم سا رقص شروع ہو گیا.... عمران بظاہر آنکھیں بند کئے جھوم جھوم کر مینڈولین بجائے جارہا تھا لیکن حقیقت یہ تھی وہ ذرہ برابر بھی غافل نہیں تھا۔

اچانک لڑکیاں خوف زدہ انداز میں چیخنے لگیں.... اور عمران کی آنکھیں کھل گئیں.... اس نے دیکھا کہ دیوار پر لگے ہوئے آئینوں کی رنگت کسی قدر زرد ہو گئی ہے اور ان میں اس کی اصل شکل نظر آرہی ہے۔

اس نے اپنے گالوں پر ہاتھ پھیرا.... میک اپ بدستور موجود تھا۔

اس نے پھر آئینوں کی طرف دیکھا.... ان میں کسی ہپی کی بجائے کلین شیو عمران کھڑا تھا۔

دفعتاً لڑکیاں ”بھوت بھوت“ چیختی ہوئی زینوں کی طرف دوڑ گئیں عمران وہیں کھڑا رہا۔

اب وہاں اس کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا.... اس نے پھر مینڈولن بجانا شروع کر دیا لیکن دوسرے ہی لمحہ میں چاروں طرف سے قہقہوں کی آوازیں آنے لگیں.... عمران نے مضراب

والا ہاتھ نہ رکنے دیا.... اس نے ان قہقہوں پر بھی میوزک دینے کی کوشش کر ڈالی تھی۔

"علی عمران....!" کسی ان دیکھے آدمی نے اُسے مخاطب کیا۔

"میں سن رہا ہوں....!" عمران نے ہاتھ روکے بغیر اونچی آواز میں کہا۔ "کہو کیا کہتے ہو۔!"

"تمہاری شہرت اچھی نہیں ہے۔!"

"سامنے آکر بات کرو تو میں تمہیں سمجھانے کی کوشش کر سکتا ہوں۔!"

"تم میرے سوالات کا ٹھیک ٹھیک جواب دو.. ورنہ اس عمارت سے زندگی بھر نہ نکل سکو گے۔!"

"اگر تم ان پانچوں لڑکیوں کو باور کرا سکو کہ میں بھوت نہیں ہوں تو پھر میں خود ہی اس عمارت سے باہر نکلنا پسند نہ کروں گا۔!"

"بکواس بند کرو....!"

"چلو خاموش ہو گیا.... اب فرمائیں۔!"

یہ گفتگو اردو میں ہو رہی تھی.... نامعلوم آدمی لہجے کے اعتبار سے ویسی ہی معلوم ہوتا تھا۔

"تم پاگلوں کی انجمن میں کیوں دلچسپی لے رہے ہو....؟"

"میں خود بھی پاگل ہوں اس لئے....!"

"تم نے نجومی کو وہ غزل کیوں رٹائی تھی....!"

"یہ معلوم کرنے کے لئے کہ وہ سچ مچ پاگل ہیں یا نہیں....!"

"کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ اس انجمن کے پردے میں کوئی غیر قانونی حرکت ہو رہی ہے۔!"

"بہتر ہوتا کہ تم یہ سوالنامہ کسی اخبار میں شائع کرا دیتے اور میں پبلک کے فائدے کے لئے اخبار ہی کے ذریعہ تم تک اپنے جوابات پہنچا دیتا۔!"

"وقت ضائع نہ کرو تم تصور بھی نہیں کر سکتے کہ کتنے بڑے خطرے سے دوچار ہو۔!"

"اگر یہ بات ہے تو ذرا جلدی کرو.... میں لڑکیوں کو دیا ہوا کمپوزیشن رواں کر رہا تھا.... ہاں میرا خیال ہے کہ اس انجمن کے پردے میں کوئی غیر قانونی حرکت ہو رہی ہے۔!"

"اچھا تو پھر تم کیا کرو گے۔!"

"اگر کیس پولیس کے حوالے کر دینے کے قابل نہ ہوا تو بلیک میلنگ....!" عمران نے احمقانہ انداز میں ہنس کر کہا۔

"اور اگر تمہارا منہ بند کر دیا جائے تو....!"

"کیا کہنے.... ضرور کوشش کرو....!" عمران نے مینڈولین کے تاروں پر ضرب لگائی۔

"سنجیدگی سے گفتگو کرو....!"

"مجھے کسی بات پر مجبور نہیں کیا جا سکتا.... ویسے اگر تم میرے سامنے آؤ تو یہ ممکن ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ تمہیں کافی خوبصورت ہونا چاہئے۔!"

"علی عمران.... اب تم خود کو ہر قدم پر موت سے دوچار سمجھو....!"

"چار اور آٹھ بھی سمجھنے کو تیار ہوں.... تم سامنے تو آؤ....؟"

"تمہاری یہ خواہش جلد پوری کر دی جائے گی.... دوپہر کا کھانا تم ہمارے ہی ساتھ کھاؤ؟"

"وہ لڑکیاں ہوں گی میز پر....!"

"اگر تم خواہش کرو تو....؟"

"انہیں کی وجہ سے تو دوڑا آیا تھا یہاں.... ورنہ کیا ضرورت تھی۔!"

"اچھا.... اب تم اپنا شغل جاری رکھ سکتے ہو....!"

اچانک عمران نے محسوس کیا کہ ان آئینوں کی رنگت معمول پر آگئی ہے.... پھر اسے اپنا میک اپ کیا ہوا چہرہ بھی نظر آیا۔

اس نے طویل سانس لی اور فرش پر اکڑوں بیٹھنے کی کوشش میں منہ کے بل گر پڑا۔ پتلون اتنی تنگ تھی کہ اکڑوں بیٹھ ہی نہیں سکتا تھا۔ پھر اٹھ کھڑا ہوا اور مینڈولین بجانے لگا.... اتنے میں پانچوں لڑکیاں زینوں پر نظر آئیں جو تھرکتی ہوئی سیڑھیاں طے کر رہی تھیں۔

مرکھلی لڑکی نے اس کے لئے ایک بوسہ بھی ہوا میں اڑایا تھا جسے عمران نے اپنی ناک کی نوک پر ریسیو کرنے کا مظاہرہ کیا.... یہ اپنی جگہ ایک ندرت تھی۔ الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے کہ اس نے ایسا کیونکر کیا تھا۔

زینوں سے اتر کر وہ اس کے گرد ناچنے لگیں.... آئینوں میں اب عمران کی بجائے ایک ہپی ہی نظر آ رہا تھا۔ کچھ دیر بعد گھنٹے کی آواز سنائی دی اور وہ ناچتے ناچتے رک گئیں۔ اور مرگھلی لڑکی نے عمران کا مضراب والا ہاتھ پکڑ لیا۔

"ہاؤ سوئٹ یو آر....!" عمران مسکرا کر بولا۔

”سچ مچ....!“

عمران نے سر کو اثباتی جنبش دی۔

”اچھا تو چلو.... یہ کھانے کا گانگ تھا....!“

”کہاں چلوں.... کھانے کا گانگ کیا چیز ہوتی ہے۔!“

”لڑکی نے اس کا ہاتھ پکڑا اور کھینچتی ہوئی زینوں کی طرف لے چلی۔

چاروں لڑکیاں ان کے پیچھے چل رہی تھیں.... ان میں سے کوئی بھی خاموش نہیں تھی۔ زبانیں کترنی کی طرح چل رہی تھیں۔

ڈائینگ ہال میں ایک بڑی میز کے گرد آٹھ آدمی بیٹھے نظر آئے.... دس کرسیاں خالی تھیں یہ لوگ وضع قطع کے اعتبار سے اچھے آدمی نہیں معلوم ہوتے تھے۔

دفعتاً ایک لڑکی اونچی آواز میں بولی۔ ”شریف آدمیو....! سازندے کا بھی انتظام ہو گیا۔! اب تم کھانا کھاؤ.... یہ ساز بجائے گا اور ہم ناچیں گے۔!“

عمران مضراب سے سر کھجانے لگا۔! ایک آدمی میز پر گھونسہ مار کر دہاڑا.... ”ساز بجاؤ۔!“

اور عمران نے مینڈولین بجانا شروع کر دیا۔

یہ کمرہ بھی خاصا وسیع تھا.... وسیع نہ ہوتا تو اٹھارہ کرسیوں والی یہ میز یہاں کیوں ہوتی.... لڑکیوں نے میز کے گرد تھرکنا شروع کر دیا۔ عمران دیوار سے لگا کھڑا مینڈولن بجاتا رہا۔

وہ ان آٹھوں آدمیوں کو ہر زاویئے سے دیکھنے کی کوشش کرتا رہا۔ ان کے جسموں پر چست قمیصیں اور بے حد چست پتلونیں تھیں۔ سب سے زیادہ خطرناک ان کی پیٹیاں تھیں جن میں چاروں طرف تیز دھار والے چاقوؤں کے پھل لگے ہوئے تھے اور ان کی لمبائی کم از کم چار انچ ضرور رہی ہو گی۔

عمران نے انہیں تشویش کی نظروں سے دیکھا اور پھر لاپروائی سے سر جھٹک کر جھومتا ہوا ایک ماہر سازندے کی طرح اپنا رنگ جمانے لگا۔

دفعتاً ایک مرد کھانا چھوڑ کر اٹھا اور رقص کرنے والیوں میں شامل ہو گیا۔

عمران نے محسوس کیا جیسے لڑکیاں خوف زدہ ہو گئی ہوں۔ وہ اس کی پیٹی میں جڑے ہوئے دھار دار پھلوں سے بچنے کی کوشش کر رہی تھیں۔

عمران نے طویل سانس لی اور اسکی آنکھوں میں مترشح ہونے والی حماقت کچھ اور گہری ہو گئی۔

اچانک ان میں سے ایک مرد دھاڑا۔ ”لڑکیو.... تم.... ہٹ جاؤ....!“

اور وہ سب سہم کر ایک گوشے کی جانب دوڑ گئیں۔

”اچھا وہیں کھڑی تھرکتی رہو....!“ عمران نے ہانک لگائی اور وہ اب بھی مینڈولین بجائے جا رہا تھا۔ جس آدمی نے لڑکیوں سے ہٹنے کو کہا تھا اپنی پیٹی کھول کر ایک طرف ڈال دی شائد عمران سے ہاتھاپائی کرنے کا شوق رکھتا تھا۔!

عمران کے ہاتھ اب بھی نہ رکے.... ہال میں بدستور نغمہ بکھرتا رہا۔

وہ آدمی آہستہ آہستہ آگے بڑھتا رہا.... عمران کے قریب پہنچ کر اس کی گردن دبوچ لینے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ عمران نے دھکا دے کر اس کے بائیں پہلو پر لات رسید کی۔

دفعتاً ایک نامعلوم آدمی کی آواز ہال میں گونجی.... ٹھہر جاؤ.. یہ بھوکا ہے پہلے اسے کھانا کھلاؤ!“

لات کھانے والا بُرا سا منہ بناتے ہوئے پیچھے ہٹ گیا۔!

◆

صفدر شمس محل کے آس پاس منڈلا رہا تھا.... جولیانا فٹنز واٹر اس کے ساتھ تھی.... اسے بلیک زیرو سے ہدایت ملی تھی کہ عمران پر نظر رکھے.... اسے یہ بھی بتایا گیا تھا کہ وہ ایک ہپی کے میک اپ میں شمس محل گیا ہے۔

اور یہ محض اتفاق ہی تھا کہ ان دونوں کو وہاں پہنچنے میں دیر ہو گئی تھی۔ عمران وہاں سے جا چکا تھا۔

دونوں عمارت کی کمپاؤنڈ کے باہر ہی رک گئے تھے اور جولیا کہہ رہی تھی پاگلوں کی انجمن کا مقصد کیا ہے۔!“

”عمران ہی سے پوچھنا....؟“ صفدر نے کہا اور سگریٹ سلگا کر بائیں جانب والی کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔ کار پھاٹک کے قریب ہی رک گئی تھی۔!

”کیا اجنبیوں کو اندر نہیں جانے دیتے....؟“

”ایسا نہیں ہے.... میں نے سنا ہے کہ غیر ملکیوں کی بڑی آؤ بھگت ہوتی ہے۔!“

”ہمیں صرف عمران پر نظر رکھنے کو کہا گیا ہے.... یہ اور زیادہ آسان ہو جائے گا اگر ہم اندر پہنچ جائیں.... مجھے ایک غیر ملکی خاتون بناؤ اور خود مقامی گائیڈ بن کر اندر چلو....!“

"تم باز نہیں آؤ گی.... اچھا چلو.... تم ایک مسلمان خاتون ہو.... قبرص سے آئی ہو.... نام رفی علی جلال....!"

"میں یاد رکھوں گی.... چلو گاڑی اندر لے چلو....!"

گاڑی اندر پہنچ کر اسی ہال کے سامنے رکی جہاں پاگلوں کا اجتماع ہوتا تھا۔ !

وہ گاڑی سے اترے.... ہال کے صدر دروازے کے قریب دو ہی لڑکیاں نظر آئیں انہیں دیکھ کر وہ اندر چلی گئی تھیں۔

"کیا خیال ہے.... چلو گے اندر....!" جولیا نے صفدر سے پوچھا۔

"بڑا مشکل کام یہ معلوم کرنا ہے کہ تم حقیقتاً کیا چاہتی ہو۔ !"

"چلو....!" وہ گاڑی کے پاس سے ہٹ کر ہال کے صدر دروازے کی طرف بڑھتی ہوئی بولی۔

صفدر کو مجبوراً تیزی سے آگے بڑھنا پڑا تھا... کیونکہ اسے گائیڈ کے فرائض انجام دینے تھے۔

اس کا خیال تھا کہ وہاں عمران یقینی طور پر دکھائی دے گا۔ اس کی سب سے بڑی پہچان یہ بتائی گئی تھی کہ وہ اپنے دہانے کا بایاں گوشہ بار بار پھڑکا رہا ہو گا۔ !

ہال میں پہنچ کر انہوں نے صرف انہی دونوں لڑکیوں کو ہوش میں دیکھا.... جو صدر دروازے پر نظر آئی تھیں بقیہ لوگ نشے میں دھت بے حس و حرکت پڑے تھے۔

صفدر بلند آواز میں جولیا کو بتانے لگا۔

"یہ اس شہر میں اپنی نوعیت کا واحد ادارہ ہے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اس کے اغراض و مقاصد کیا ہیں لیکن ہم بڑے فخر کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ساری دنیا میں صرف ہمارے ہی یہاں کے پاگل اتنے ترقی یافتہ ہیں کہ پاگل پن کے باوجود ان میں اجتماعی شعور پایا جاتا ہے۔ !"

"واقعی حیرت کی بات ہے....!" جولیا نے حیرت زدگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

اتنے میں وہ دونوں لڑکیاں ان کے قریب آ کھڑی ہوئیں اور انہیں ایسی نظروں سے گھورتی رہیں جیسے ان کی آمد ناگوار گذری ہو۔ !

دفعتاً ایک جولیا سے پوچھ بیٹھی....! "تم کہاں سے آئی ہو۔ !"

"قبرص سے.... اور میرا نام رفی علی جلال ہے....!" جولیا نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ہم صرف اپنوں سے مصافحہ کرتے ہیں....!" لڑکیوں میں سے ایک نے خشک لہجے میں جواب دیا۔

"جو اس حد تک سوچ سکے اسے ہم پاگل کیسے کہیں گے۔ !" صفدر بولا۔

"تم یہاں کیوں آئے ہو....!" دوسری غرا کر صفدر کی طرف جھپٹی۔

"یہ یہاں کے عجائبات اور نوادر دیکھنا چاہتی تھیں۔ دنیا میں کہیں بھی کوئی پاگلوں کی انجمن نہیں ہے۔ !"

"چلے جاؤ یہاں سے اور ہم کو ہمارے حال پر چھوڑ دو....!"

اتنے میں نواب صاحب کی سیکریٹری یعنی باؤلی ہال میں داخل ہوئی اور سیدھی انہی لوگوں کی طرف چلی آئی۔

جب صفدر نے اُسے بتایا کہ وہ ایک گائیڈ ہے اور اپنے کسٹمر کو ادھر لایا ہے تو بڑے مخلصانہ انداز میں بولی۔ "خوش آمدید.... بڑی خوشی ہوئی ٹورسٹ بھی ہماری طرف متوجہ ہونے لگے ہیں.... اس طرح ہم اپنا پیغام ساری دنیا میں پہنچا سکیں گے۔ تم دونوں ہمارے مہمان ہو.... اس لئے میرے ساتھ چلو.... میں تمہیں اپنے صدر یعنی مہاپاگل سے ملاؤں گی۔ میں باؤلی ہوں۔ !"

انہوں نے ایک دوسرے سے ہاتھ ملائے۔

پھر وہ انہیں اپنے ساتھ لے کر عمارت کے رہائشی حصے کی طرف روانہ ہو گئی۔

◆

عمران کے لئے ریکریئیشن ہال ہی میں کھانا لایا گیا۔ مرگھلی لڑکی پیش پیش تھی۔ نہ جانے کیوں عمران محسوس کر رہا تھا کہ اس پر کسی حد تک اعتماد کیا جا سکتا ہے.... بلکہ خود اس نے تو شروع ہی سے اسے اپنی خصوصی توجہ کے لئے منتخب کر لیا تھا۔

وہ فرش پر اکڑوں بیٹھ کر کھانے لگا.... مرگھلی لڑکی بھی اس کے قریب ہی موجود تھی۔

"اگر اس میں زہر ملا ہوا ہو تو....!" اُس نے مسکرا کر آہستہ سے پوچھا۔

"ہم لوگ اس کی پرواہ نہیں کرتے کہ پیٹ بھر جانے کے بعد کیا ہو گا....!" عمران نے نوالہ نگلتے ہوئے کہا۔

آٹھوں جیالے اُسے کینہ توز نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

"یہ لوگ جو کچھ معلوم کرنا چاہتے ہیں بتادو.... بہت خطرناک ہیں اگر سب ایک ساتھ ٹوٹ پڑے تو تمہاری ہڈیاں ریزہ ریزہ ہو جائیں گی....!" لڑکی نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔

"میرے لئے بالکل نیا تجربہ ہوگا اس لئے چلنے دو۔!"

"دس منٹ سے زیادہ نہیں دیئے جاسکتے....!" نامعلوم آدمی کی آواز ہال میں گونجی۔

"تین منٹ سے زیادہ نہیں لوں گا.... تم بے فکر رہو....!" عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

"تم کیوں دیوانگی میں مبتلا ہو....!" مرگھلی لڑکی کے لہجے میں جھنجھلاہٹ تھی۔

"تم خوامخواہ پریشان ہو رہی ہو.... موت سے چھیڑ چھاڑ میری ہابی ہے۔!"

ٹھیک تین منٹ بعد وہ اٹھ کھڑا ہوا اور نامعلوم آدمی کی آواز آئی۔ "آخری موقع.... اب بھی سوچ کر بتاؤ.... تم کس کے لئے کام کر رہے ہو۔!"

"تم جو کوئی بھی ہو.... بالکل احمق معلوم ہوتے ہو.... میں نے ایک ایسا منظر دیکھا تھا جو میری تجسس کی جبلت کو جگا دینے کے لئے کافی تھا۔!"

"کیا مطلب....!"

"تالاب میں آگ لگ جانا....!"

"محکمہ سراغ رسانی کے سپرنٹنڈنٹ کیپٹن فیاض نے بھی دیکھا تھا وہ منظر.... لیکن پھر وہ پلٹ کر نہیں آیا تھا....!"

"کیپٹن فیاض جانتا ہے کہ نواب شمسو بہت بارسوخ آدمی ہے.... اس سے بھی میری گفتگو ہو چکی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جب تک ہمارے پاس باقاعدہ طور پر کوئی شکائت نہ پہنچے ہم کچھ نہیں کر سکتے۔!"

"تم اپنی بات کرو.... علی عمران....!"

"میری بات یہ ہے کہ میں معاملہ کی تہہ تک پہنچ کر اپنی آمدنی میں اضافہ کروں گا۔!"

"اچھی بات ہے تو پھر مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ....!"

"میرے سائز کا صندوق تو ہوگا ہی تمہارے پاس.... لاش کو بھی بہ آسانی ٹھکانے لگا سکو گے۔ لہٰذا تمہاری آسانی کے لئے میں مرنے کو تیار ہوں....!" عمران نے کہا اور مینڈولن بجانے لگا۔ وہ آٹھوں حیرت سے پلکیں جھپکا رہے تھے۔! دفعتاً ان میں سے ایک نے ریوالور نکال کر کہا۔

"اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ....!"

عمران نے بڑی معصومیت کے ساتھ اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دیئے۔

ریوالور والے کے اشارے پر ایک آدمی نے آگے بڑھ کر عمران کی جامہ تلاشی لینی شروع کی۔ اسکے بعد شائد عمران کو غافل سمجھ کر اس نے اسکے پیٹ پر گھونسہ مارنے کی کوشش کی تھی۔

لیکن یہ اس کا مقدر کہ عمران ہرگز غافل نہیں تھا.... اس کا ہاتھ تو کام نہ کر سکا البتہ عمران کے دوہتھڑ نے جو اس کے سینے پر پڑا تھا اسے کئی گز پیچھے اچھال پھینکا۔

بس اتنا ہی کافی تھا.... ریوالور والے نے فائر جھونک مارا۔ اور ایک لڑکی کی چیخ سے فضا جھنجھنا اٹھی.... عمران تو اب خود ریوالور والے کے سر پر سوار تھا.... ایک ہی جھٹکے میں اس نے اس سے ریوالور چھین لیا۔

لڑکی فرش پر پڑی تڑپ رہی تھی.... دوسری لڑکیوں پر گویا مسلسل چیخوں کے دورے پڑ گئے تھے۔

"بدبخت آدمیو....!" دفعتاً عمران دہاڑا.... "دیکھو.... کہیں وہ ختم ہی نہ ہو جائے.... اور اس کا خیال رکھنا کہ اب ریوالور میرے ہاتھ میں ہے۔!"

آٹھوں بت بنے کھڑے رہے.... لڑکی کے سینے سے خون کا فوارہ چھوٹ رہا تھا۔

نامعلوم آدمی کی قہر میں ڈوبی ہوئی آواز ہال میں گونجی۔ "اب یہ زندہ بچ کر نہ جانے پائے۔!"

عمران نے جواباً اس کے لہجے کی نقل اتارتے ہوئے کہا۔! ریوالور میں پانچ راؤنڈ باقی ہیں.... بقیہ تین کو میں تل کر کھا جاؤں گا۔ پھر وہ انہیں کور کیئے ہوئے زینوں کی طرف بڑھنے لگا تھا.... مرگھلی لڑکی بھی زینوں کی طرف بڑھی۔

"نہیں سوئٹی.. کل شام کو سی بریز میں ملنا..!" عمران مسکرا کر بولا۔ "فی الحال مجھے جانے دو۔!"

"وہ مر گئی.... تمہاری وجہ سے مر گئی....!" لڑکی پاگلوں کی طرح چیخی۔!

* * *

آٹھوں میں سے ایک دہاڑا۔ "لڑکی.... پیچھے ہٹ جاؤ۔"

وہ جہاں تھی وہیں رک گئی.... عمران انہیں کور کیئے ہوئے زینے طے کرتا رہا۔

اوپر پہنچا تو ایک بڑا سا کتا غراتا ہوا اس پر جھپٹ پڑا.... عمران کی جگہ کوئی اور ہوتا تو اس غیر

متوقع سچویشن سے کسی قدر نروس ضرور ہوتا.... لیکن وہ عمران تھا.... انسانی افعال کی مشین.... کتے پر ایک گولی ضائع کرنے کی بجائے وہ اس سے ہاتھاپائی پر آمادہ ہو گیا۔

جیسے ہی اس کی ایک پچھلی ٹانگ اس کی گرفت میں آئی اس نے اسے تیزی سے گردش دے کر ان آٹھوں پر پھینک مارا.... جو اس کے پیچھے آنے کی کوشش کر رہے تھے۔!

یہ گویا ان پر ایک طرح سے آسمانی بلا نازل ہوئی.... کتے نے جھلاہٹ میں ایک کی گردن دبوچی اور اپنے شکار سمیت زینوں سے لڑھکتا ہوا فرش تک جا پہنچا.... بقیہ سات اب پوری طرح بوکھلا گئے تھے.... عمران کا پیچھا چھوڑ کر وہ اپنے ساتھی کی جان بچانے میں لگ گئے۔

ادھر عمران برق رفتاری سے اسی ہال میں پہنچا جس کے دروازے سے عمارت میں داخل ہوا تھا۔

دروازہ مقفل ملا.... لیکن تین مسلسل فائروں نے قفل کے پرخچے اڑا دیئے۔

ہال سے کمپاؤنڈ میں پہنچا.... اور پھر چند لمحوں میں وہ سڑک پر تھا۔

◆

جولیا صفدر اور باؤلی.... عمارت کے رہائشی حصہ میں پہنچے.... صفدر نے جولیا کو "باؤلی اور مہاپاگل" کا مطلب سمجھاتا آیا تھا۔!

"واقعی حیرت انگیز....!" جولیا بولی۔ "میں ان لوگوں پر ایک کتاب لکھوں گی....؟"

"بہت بہت شکریہ....!" باؤلی ہنس کر بولی۔ "ہمارے اغراض و مقاصد کا علم ہو جانے پر تم ضرور لکھو گی.... مجھے یقین ہے ہم ساری دنیا میں امن چاہتے ہیں۔!"

"پاگل اور امن....!" صفدر کے لہجے میں حیرت تھی۔!

باؤلی کچھ نہ بولی.... وہ انہیں نشست کے کمرے میں بٹھا کر اندر چلی گئی تھی۔

جولیا حیرت سے کمرے کا جائزہ لے رہی تھی.... آج یہاں کا منظر کچھ اور ہی تھا۔

چاروں طرف متعدد بڑی بڑی بالٹیاں اوندھی رکھی تھیں اور ان کے پیندوں پر گدے رکھ دیئے گئے تھے۔ ان دونوں کو انہیں بالٹیوں پر بیٹھنا پڑا تھا۔

"یہ لوگ پاگل تو نہیں معلوم ہوتے.... بھلا ہم جدت پسندی کو پاگل پن کیسے کہہ سکتے ہیں۔!" صفدر بولا۔

"کوئی نہ کوئی چکر ضرور ہے....!" جولیا نے آہستہ سے کہا۔

ٹھیک اسی وقت نواب شمسو کمرے میں داخل ہوئے۔ انہوں نے ایک سفید چادر اپنے جسم پر لپیٹ رکھی تھی.... ان کے پیچھے باؤلی تھی۔

انہیں دیکھ کر یہ دونوں کھڑے ہو گئے.... نواب شمسو نے مربیانہ انداز میں ہاتھ کو جنبش دے کر انہیں بیٹھ جانے کا اشارہ کیا۔

"مجھے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ تم قبرصی ہو میری بچی....!" انہوں نے جولیا سے کہا۔

"مجھے بھی خوشی ہے کہ میں آپ سے مل سکی....!"

"وہ جو خود کو پاگل نہیں سمجھتے ہم سے بہتر نہیں ہیں۔!"

جولیا اور صفدر خاموش رہے.... نواب شمسو پھر بولے تم ایک غیر ملکی ہو.... اس لئے میں تم کو بتاتا ہوں کہ خدا نے مجھے ایک خاص مشن پر دنیا میں بھیجا ہے.... میں خلائی دور کے آدمی کو ہدایت دینے کے لئے اس خوابستان میں آیا ہوں۔ تم مسکرا رہی ہو میری بچی.... شکریہ.... یہ جو دیسی آدمی تمہارے ساتھ ہے بے ساختہ ہنس نہیں پڑا.... اس لئے میں اس کا شکر گذار ہوں۔ لوگ مجھے میرے بعد پہچانیں گے۔!"

صفدر سختی سے ہونٹ پر ہونٹ جمائے بیٹھا رہا۔ نواب شمسو کہتے رہے۔ "یہ دور تضادات کا دور ہے۔ ایک طرف آدمی چاند پر پہنچ رہا ہے اور دوسری طرف اپنے خول سے بھی باہر نہیں نکل سکتا۔ اس وقت تم نے درجنوں آدمیوں کو دیکھا ہو گا۔!"

"جی ہاں.... وہاں اس حال میں.... وہ سب سو رہے تھے۔ میں نے دیکھا ہے۔" جولیا رک رک کر بولی۔!

"جو زمین کی حدود سے نکل کر چاند پر پہنچا.... اس کا دوسرا بھائی یہی ہے جو اپنے خول میں بند رہنا چاہتا ہے! ایسا کیوں ہے....؟"

"مستقبل سے مایوسی....!" جولیا بولی۔

"کیوں مایوس ہیں....!"

"طاقتور لوگوں نے ان کا حق غصب کیا ہے....!"

"ٹھیک ہے اور میں چاہتا ہوں یہ ان کے مقابل کھڑے ہو جائیں جن کی منزل چاند ہے۔!"

"مشکل ہے.... مایوسی کی وبا عام ہو چکی ہے۔!" صفدر بولا۔

”اسی لئے میں دنیا میں آیا ہوں کہ اس وبا کا خاتمہ ہو جائے۔!“

”کیا آپ نبوت کا دعویٰ کر رہے ہیں۔!“

”نہیں.... میں قمری دور کا مہدی ہوں۔!“

”اگر آپ علانیہ خود کو مہدی کہنا شروع کر دیں تو زحمت میں پڑ جائیں گے۔!“

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو....!“ وہ صفدر کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولے۔ ”اسی لئے میں فی الحال خود کو مہا پاگل کے روپ میں پیش کر رہا ہوں.... اس طرح جب میرے گرد بھیڑ اکٹھا ہو جائے گی تو میں باقاعدہ طور پر تبلیغ شروع کر دوں گا۔!“

”بڑا اچھا خیال ہے....!“

”میں اسے فریب کاری نہیں سمجھتا.... یہ دور جدید کے مزاج کے مطابق حکمت عملی کہلائے گی۔!“

”بالکل.... بالکل جناب....!“

”تم صورت سے ایک ایمان دار آدمی معلوم ہوتے ہو۔ اس لئے میں نے تم سے سچی بات کہہ دی....! ابھی تم جن بدحال لوگوں کو دیکھ آئے ہو.... میں آہستہ آہستہ انہیں راہِ راست پر لا رہا ہوں.... خدا میرے توسط سے انہونی باتیں بھی کر رہا ہے.... تاکہ لوگ میری غیر معمولی شخصیت پر یقین کر سکیں۔!“

”اوہو تو کیا آپ سے کرامات بھی سرزد ہو رہی ہیں....!“

”ہاں اکثر لوگ دیکھتے ہیں.... پرسوں انہوں نے تالاب میں آگ لگتے دیکھی تھی۔!“

”اوہ.... اچھا.... اس تالاب میں.... وہ جو.... اس بستی میں ہے.... شائد اخبارات میں بھی یہ خبر شائع ہوئی تھی۔!“ صفدر نے کہا.... اور پرسوں رات والی تگ و دو اسے یاد آ گئی جب عمران تالاب میں اترا تھا۔

”لوگ بہت جلد راہ راست پر آ جائیں گے۔!“

کچھ دیر کے لئے خاموشی چھا گئی.... پھر نواب شمسو ہی بولے۔ ”دنیا بہت آگے بڑھ آئی ہے.... پرانے طریقوں پر عمل کر کے کامیابی حاصل نہیں کی جا سکتی آج کی دنیا ذہنی طور پر دو حصوں میں تقسیم ہو کر رہ گئی ہے.... ایک وہ جس میں عقائد پرستی رائج ہے اور دوسرا وہ جو ہر بات کے منطقی جواز کی تلاش میں ہے.... میری حکمت عملی دونوں طبقوں کو مطمئن کر سکے گی۔!“

”یقیناً.... یقیناً....!“ صفدر سر ہلا کر بولا۔

”تم کوئی سوال نہیں کر رہیں.... میری بچی....!“ نواب شمسو نے جولیا کی طرف دیکھ کر کہا۔

”آپ کے سامنے زبان کھولنے کی جرأت نہیں ہوتی....!“

”خدا خوش رکھے.... اور زندگی کی ہر راہ پر کامیابی عطا کرے....!“ نواب شمسو نے اسے دعا دی.... اور صفدر سے بولا۔ ”یہاں کا محکمہ سراغ رسانی میرے خلاف حرکت میں آ چکا ہے۔! آج ہی کچھ دیر پہلے پولیس کا ایک ایجنٹ آیا۔ غیر ملکی ہپی کے بھیس میں آیا تھا.... میرے خدا نے مجھے اس کی اصلیت سے آگاہ کر دیا۔!“

”اوہو....!“ صفدر چونک کر بولا۔ ”پھر آپ نے کیا کیا....!“

”میں کیا کرتا.... آیا اور جھک مار کر چلا گیا.... کل شائد پھر آئے....؟“

”یہ تو بُری بات ہے....!“ جولیا بول پڑی۔

”کوئی بات نہیں.... انہیں اپنا فرض ہر حال میں ادا کرنا چاہئے۔ میں بُرا نہیں مانتا۔!“ مہا پاگل نے کہا۔

اس کے بعد وہ مزید کچھ کہے سنے بغیر اٹھ کر چلے گئے تھے۔ باؤلی وہیں بیٹھی رہی۔ صفدر نے اس سے کہا۔ ”میں لوگوں کو بتاؤں گا کہ یہ کتنے گریٹ آدمی ہیں۔“

”آپ ایک اچھا کام کریں گے....!“ باؤلی مسکرا کر بولی۔

◆

عمران اپنے فلیٹ میں آرام کرسی پر آنکھیں بند کئے پڑا تھا۔ سلیمان کئی بار اس کے قریب سے گذرا.... لیکن اس کی آنکھیں نہ کھلنی تھیں نہ کھلیں۔

شائد سلیمان اس سے کچھ کہنا چاہتا تھا۔ اس سلسلے میں اس کی آخری تدبیر یہ تھی کہ ایک بار اس کے قریب سے گذرتے وقت خواہ مخواہ لڑکھڑایا اور دھم سے فرش پر آ رہا۔

عمران چونک کر اٹھ بیٹھا اور سلیمان سے بولا۔ ”ابے دیکھ نیچے سڑک پر کوئی گر پڑا ہے شائد۔!“

”سڑک پر....!“ سلیمان نے اٹھتے ہوئے حیرت سے پوچھا۔

”اور نہیں تو کیا دو چار میل کے فاصلے پر۔!“

"میں مرا تھا یہیں.... اسی جگہ پر....!" سلیمان جھنجھلا کر بولا۔

"انا للہ وانا الیہ راجعون....! ابے تو مجھے جگا کر مرا ہوتا.... اب کفن دفن کے انتظام میں کتنی دشواری ہو گی۔ آج جمعہ ہے ساری دکانیں بند ہوں گی۔!"

"دیکھئے صاحب.... اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ مجھ جیسا مسور کی دال ایکسپرٹ آپ کے یہاں کام کرتا رہے تو اس کلوٹے حرام زادے کو نکال باہر کیجئے۔!"

"کیوں....؟ تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا۔!"

"ایک ہفتے سے میرا دماغ چاٹے ڈال رہا ہے.... اس لئے ضرور چل گیا ہو گا۔!"

"بات کیا ہے....!"

"اٹھتے بیٹھتے بور کرتا ہے کہ اب میں جلدی سے اپنی شادی کر ڈالوں۔!"

"بکواس مت کر.... جوزف کو تیری شادی سے کیا فائدہ پہنچے گا۔!"

"یہ اسی اُلو کے پٹھے سے پوچھئے۔!"

"دفع ہو جاؤ اور اسے میرے پاس بھیج دو....!"

اتنے میں جوزف خود ہی وہاں آ پہنچا اور عمران کو اطلاع دی کہ ایکس ٹو والے فون پر اس کی کال ہے.... سلیمان اسے دیکھتے ہی کھسک گیا تھا۔!

"جب تک میں واپس نہ آؤں یہیں رہنا۔" عمران جوزف کو گھورتا ہوا بولا اور اٹھ کر اس کمرے میں آیا جہاں ایکس ٹو والا انسٹرومنٹ تھا۔

دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز آئی۔

"نواب شمو نے آپ کو ہپی کے میک اپ میں پہچان لیا تھا جناب عالی....!" اس نے کہا اور صفدر سے ملی ہوئی رپورٹ دہرا دی۔

"مجھے علم ہے....!" عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر کے پھر سٹنگ روم میں واپس آ گیا۔

جوزف کو جہاں چھوڑا تھا ٹھیک اسی جگہ کھڑا پایا۔

"تو سلیمان سے شادی کر لینے کو کیوں کہا کرتا ہے۔!"

"اسلئے کہ اس کی عورت مسلسل اس کا دماغ چاٹتی رہے گی اور پھر وہ میرا دماغ نہ چاٹ سکے گا۔!"

"او شب تار کے بچے.... اتنے ذرا سے قصور پر اتنی بڑی سزا.... تو نے تو چنگیز و نادر کی یاد

تازہ کر دی۔!"

جوزف کچھ نہ بولا.... سر جھکائے کھڑا رہا۔

عمران مزید کچھ کہنے والا تھا کہ کسی نے دروازے پر دستک دی۔!

"دیکھو کون ہے....!" عمران بُرا سا منہ بنا کر بولا۔

جوزف نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا.... باہر جھانکا اور الٹے پاؤں واپس چلا آیا۔

"ایک عورت ہے باس....!"

"دیسی یا غیر ملکی....!"

"عورت صرف عورت ہوتی ہے باس....! نہ دیسی ہوتی ہے نہ غیر ملکی۔!"

"اچھا بے....!" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔ "اب مجھے لٹریچر پڑھائے گا۔!"

"معافی چاہتا ہوں باس....! آج ہلکا سا نشہ بھی ہو گیا ہے۔!"

"میں کہتا ہوں اس عورت کو اندر بلا لے....!"

جوزف آگے بڑھا اور دروازہ کھول کر بت بنا کھڑا رہا۔ عمران کی زبردست "ہلو" کے باوجود بھی اس نے سامنے والی دیوار سے نظریں نہ ہٹائیں۔

دوسری "ہلو" خاصی سریلی تھی لیکن پھر بھی جوزف کے کان پر جوں نہ رینگی۔!

آنے والی نواب شمو کی سیکریٹری باؤلی تھی۔

"بیٹھو.... بیٹھو....!" عمران بولا۔ "تم نے تو اس وقت مجھے نروس کر دیا ہے۔ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تم یہاں تک آ سکو گی۔!"

"کیوں....؟ یہاں تک پہنچنے میں مجھے کون سی دشواری ہو سکتی تھی۔!"

"اچھا اب بیٹھ بھی جاؤ....!"

"نہیں شکریہ.... میں تم سے صرف اتنا کہنے آئی ہوں کہ یہ ایک گھٹیا قسم کی حرکت تھی۔!"

"اس کے علاوہ اور کوئی چارہ ہی نہیں تھا۔!"

"لیکن مہا پاگل کی نظروں میں آنے کے بعد کوئی راز.... راز نہیں رہتا.... کیونکہ ان سے خدا ہم کلام ہوتا تھا۔!"

"اردو.... میں....؟" عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔!

“وہ خلائی دور کے مہدی ہیں....!”

“بیٹھ جاؤ... بیٹھ جاؤ...!” عمران کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا۔ “تم نے تو میری ہوا بگاڑ دی۔!”

“اب بھی کچھ نہیں بگڑا.... خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔!”

“ہر وقت مانگتا رہتا ہوں.... اندر سے مسلمان ہی ہوں۔!”

“کسی بلیک میلر کو قطعی حق نہیں پہنچتا کہ وہ خود کو مسلمان کہے۔!”

“یقین کرو تم لوگوں کے معاملات میں یونہی سی دلچسپی لے رہا ہوں.... بس جی بہل جاتا ہے.... دلچسپی نہ لیتا کیونکہ میں خود بھی کسی نہ کسی قسم کے پاگل پن میں مبتلا معلوم ہوتا ہوں۔ لیکن اس دن تالاب میں آگ لگ جانے والے واقعہ نے مجھے چونکا دیا تھا۔!”

“تو تم اسے کیا سمجھتے ہو....؟”

“کمال کرتی ہو.... اگر سمجھ لیتا تو میک اپ کر کے تمہارے یہاں پہنچنے کی کیا ضرورت تھی۔!”

“فرض کرو.... ہم لوگ فراڈ ہیں.... پھر کوئی ہمارا کیا بگاڑ لے گا۔!”

“بگاڑنے کا سوال ہی نہیں.... دوسروں کی ٹوہ میں رہنا میری ہابی ہے اور کبھی کبھی یہ ہابی ذریعہ معاش بن جاتی ہے۔!”

“ایسے مجرم جو قانون کی گرفت میں نہ آتے ہوں.... میرا حصہ خود ہی مجھ تک پہنچا دیتے ہیں۔!”

“اور تم اُسے بُرا نہیں سمجھتے۔!”

“اچھائی یا بُرائی کا سوال ہی نہیں....!”

“دیکھنا کس طرح تمہیں راہ راست پر لایا جاتا ہے!” باؤلی کے لہجے میں دھمکی تھی۔

عمران نے کسی روٹھے ہوئے بچے کا سا منہ بنایا اور دوسری طرف دیکھنے لگا۔

وہ تھوڑی دیر بعد بولی۔ “کل سے تم لازماً دو گھنٹے ہمارے ساتھ گذارو گے۔!”

“زبردستی....!”

“ہاں.... اگر خود سے نہ آئے تو اٹھوا لئے جاؤ گے....! بس اتنا ہی کہنا تھا مجھے۔!”

وہ تن تناتی ہوئی اٹھی اور دروازہ کھول کر باہر نکلی چلی گئی۔!

جوزف جہاں پہلے تھا وہیں اب بھی نظر آیا.... عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر اس کی طرف دیکھا اور آہستہ آہستہ منہ چلانے لگا۔

“ابھی میں نے جاگتے میں ایک خواب دیکھا ہے باس!” جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

“اور وہ خواب سنائے گا ضرور....!” عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

“میں تمہارا بد خواہ تو نہیں ہوں باس! جتنی دیر میں زبان ہلاؤں تم اپنے کانوں کو تکلیف دو!”

“بس اس کا خیال رکھنا کہ میرا ہاتھ نہ ہلنے پائے....!” عمران نے لاپروائی سے کہا اور آرام کرسی کی پشت گاہ سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند لیں۔!”

“میں نے دیکھا باس جیسے ایک بہت بڑا سالخوردہ گدھ میرے باپ کی قبر پر منڈلا رہا ہے۔!”

“ابے تو تیرے باپ کی قبر سے مجھے کیا سروکار....!”

“تم بھی تو میرے باپ ہی ہو.... اب خواب ایسے تو ہوتے نہیں کہ مسٹر علی عمران کسی بڑی مصیبت میں گرفتار ہونے والے ہیں۔!”

“اچھا تو یہ تیری پیشین گوئی ہے کہ میں کسی بڑی مصیبت میں گرفتار ہونے والا ہوں....!”

“یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا... پھر بھی.. دراصل یہ عورت مجھے اچھی نہیں لگتی باس!”

“سلیمان کے لئے بھی....!”

“میرا مطلب سمجھنے کی کوشش کرو باس....!”

“بہتر یہ ہوگا کہ تم میرا مطلب سمجھنے کی کوشش کرو اور دفع ہو جاؤ....!”

جوزف چپ چاپ کمرے سے نکل گیا۔ اس کے چہرے سے تشویش ظاہر ہو رہی تھی۔!

* * *

صفدر نعمانی اور صدیقی عمران کے فلیٹ کی نگرانی کر رہے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ وہ اپنے فلیٹ میں بے خبر سو رہا ہوگا۔

انہیں تو رات گیارہ بجے ایکس ٹو کی طرف سے ہدایت ملی تھی کہ عمران کے فلیٹ کی نگرانی کی جائے کیونکہ وہ خطرے میں ہے۔

تینوں نے الگ الگ جگہوں پر پوزیشن لے رکھی تھی۔ اس وقت رات کے ڈیڑھ بجے تھے.... اور وہ ملنگ کے نعروں کے علاوہ اور کچھ نہیں سن رہے تھے جو ہمیشہ انہی اطراف کے چکر کاٹتا تھا۔ دن ہو یا رات اسے قرار نہ تھا.... ابھی یہاں ہے اور پل بھر کے بعد کہیں اور نظر آتا۔“

عمران کے ماتحتوں کے لئے وہ کوئی نئی چیز نہیں تھی۔ سالہا سال سے اسے وہ انہی اطراف

میں دیکھتے آئے تھے۔

اس وقت اچانک وہ صفدر کی کار کے پاس آ کھڑا ہوا.... صفدر کار کی اگلی سیٹ پر اسٹیئرنگ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا اور اس کے جسم پر کسی ملازمت پیشہ ڈرائیور کی سی وردی تھی۔!

ملنگ کھڑکی میں منہ ڈال کر غرایا۔!"تم کون ہو اور اس وقت یہاں کیا کر رہے ہو۔!"

"میرا صاحب سامنے والی عمارت میں ہے.... صفدر نے جواب دیا۔

"کب تک رہے گا سامنے والی عمارت میں۔!"

"اوبابا.... میری جان چھوڑو.... میں کیا جانوں کب تک رہے گا۔ مرضی کا مالک ہے۔"

"ارے تو تم کیوں بگڑتا ہے.... بابا.... اس سے بولو.... دفن ہو جائے اسی عمارت میں۔!"

ٹھیک اسی وقت صفدر نے محسوس کیا کہ جیسے اس کا سر دفعتاً چکرا گیا ہو پھر اس نے لاکھ لاکھ آنکھیں پھاڑیں لیکن خود فراموشی سے نہ بچ سکا.... اور جس وقت اس کا ذہن جواب دے رہا تھا اس نے سوچا کہ یہ کسی قسم کی گیس ہی کا اثر ہو سکتا ہے۔

دوبارہ آنکھ کھلی تو خود کو ایک کرسی پر جکڑا ہوا پایا.... نعمانی اور صدیقی بھی اسی حال میں نظر آئے۔ اور چوتھا آدمی ان کے لئے اجنبی تھا.... وہ ان سے سات آٹھ فٹ کے فاصلے پر کھڑا انہیں دشمنوں کی سی نظر سے گھورے جا رہا تھا۔

اس کے چہرے پر اتنی گھنی مونچھیں اور ڈاڑھی تھی کہ دہانہ انہیں میں چھپ کر رہ گیا تھا۔

دفعتاً اس نے فرش پر پیر پٹخ کر پوچھا۔"عمران کہاں ہے۔!"

"پہلے تم اس حرکت کا مطلب بتاؤ....!"صفدر دہاڑا۔

"تم تینوں اس کے فلیٹ کی نگرانی کر رہے تھے۔!"

"میں ان دونوں کو نہیں جانتا....!"صفدر بولا۔

"بکواس ہے....!"اجنبی نے نعمانی اور صدیقی کو گھورتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے نعمانی سے پوچھا۔"تمہارا نام کیا ہے....!"

"ربانی.... غلام ربانی....!"

"تم اس وقت وہاں کیا کر رہے تھے....؟"

"مجھے ایک عورت کی تلاش تھی....!"

"تمہارا کیا نام ہے....!"اس نے صدیقی سے پوچھا۔

"عبدالرحمٰن....!"

"تم کیا کر رہے تھے....؟"

"آوارہ گردی....! اگر میں پولیس کے ہاتھ نہیں پڑا.... اور تم بھی میرے ہی جیسے ہو تو لاؤ دوستی کا ہاتھ آگے بڑھاؤ۔!"

"کیا بکواس کر رہے ہو....!"

"میں ایک ماہر نقب زن ہوں.... جہاں سے تم نے مجھے پکڑا ہے وہیں قریب ہی ڈسٹ بن میں میرے آلات کا چرمی تھیلا پڑا ہوا ہے....!"

"ابھی تصدیق ہو جائے گی....!"

اجنبی اس وقت ایک بپھرے ہوئے ریچھ سے مشابہ نظر آ رہا تھا.... اس کی ڈاڑھی اور بے مرمت مونچھوں کے درمیان اس کی بہت زیادہ ابھری ہوئی ناک ریچھ کی تھوتھنی ہی لگتی تھی۔

اس نے فون کا ریسیور اٹھا کر کسی کو ڈسٹ بن اور چرمی تھیلے سے متعلق ہدایات دیں اور ریسیور کریڈل پر پٹخ کر صفدر کی طرف مڑا۔

"تم یقین نہ دلا سکو گے.... کہ عمران کے ساتھی نہیں ہو....!"

"میں کسی عمران کو نہیں جانتا.... وجیہی صاحب کا ڈرائیور ہوں.... یقین نہ آئے تو فون کر کے معلوم کر لو.... ہو سکتا ہے وہ اب تک میری گمشدگی کی رپورٹ درج کرا چکے ہوں۔!"

اچانک ایک زوردار نعرہ سنائی دیا۔

"دم مست قلندر دھر رگڑا....!"

اور دوسرے ہی لمحے وہ ملنگ چمٹا بجاتا ہوا کمرے میں گھس آیا جو صفدر کی بے ہوشی سے کچھ دیر قبل تک اس سے اوٹ پٹانگ گفتگو کرتا رہا تھا۔

"ابے.... یہ کیا کھڑاگ پھیلایا ہے تو نے....!"اس نے چمٹا گھما کر خرس نما اجنبی سے کہا۔

"تینوں میرے مرید ہیں جلا کر بھسم کر دوں گا۔!"

اجنبی نے بڑی پھرتی سے ریوالور نکالا اور اسے کور کرتا ہوا بولا۔"اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ....!"

"ابے کس سے کہہ رہا ہے.... مجھ سے....! دم مست قلندر دھر رگڑا.... چلا گولیاں اور

دیکھ قدرت کا کرشمہ.... یہ ہاتھ تیرے کہنے سے نہیں اٹھیں گے لیکن وہ وقت دور نہیں جب تجھ پر اٹھ جائیں.... دم مست قلندر....!"

"میں کہہ رہا ہوں چمٹا زمین پر ڈال دو....!" اجنبی ریوالور کو جنبش دے کر دہاڑا۔ "اور اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ....!"

قلندر نے اچانک چمٹا اس انداز سے پھینکا کہ وہ اس کی دونوں پنڈلیوں کی ہڈیوں پر کاری ضرب لگاتا ہوا فرش پر آرہا.... ساتھ ہی قلندر نے بھی اس پر چھلانگ لگادی تھی۔!

ریوالور والا ہاتھ قلندر کی گرفت میں آگیا تھا.... ایک ہی جھٹکے میں ریوالور اجنبی کے قبضے سے نکل کر دور جا پڑا.... پھر قلندر نے اجنبی کو چھوڑ کر دوسری چھلانگ لگائی اور قبل اس کے اجنبی بھی اٹھ کر ریوالور کی طرف جھپٹتا....! اس نے وہ دروازہ بولٹ کر دیا جس سے داخل ہوا تھا۔! اس سے نپٹ کر پلٹا ہی تھا کہ اجنبی سے دوبارہ ٹکراؤ ہو گیا۔

وہ دراصل ریوالور اٹھا لینے کے لئے جھپٹا تھا۔

"دم مست قلندر دھر رگڑا۔!" کا نعرہ مار کر قلندر نے اسے سر سے اونچا اٹھایا اور فرش پر دے مارا۔

پھر اس کے جبڑوں پر اتنے ہاتھ جمائے کہ وہ بے حس و حرکت ہو گیا۔

"دم مست قلندر....!" ملنگ اسے چھوڑ کر وہاں سے ہٹا اور ان تینوں کو یکے بعد دیگرے رسیوں کی بندشوں سے نجات دلائی۔

"پیر و مرشد.... دست بوسی کی اجازت دیجئے....!" صفدر اسے شرارت آمیز نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔

"نکل چلنے کے ڈھنگ کرو بچہ.... جہنم میں آ پھنسے ہو.... یہاں سے نکل جانا.... آسان کام نہ ہوگا۔!" یہ عمران کی اصل آواز تھی۔!

"اوہو.... تو جناب ہیں....!" صدیقی اور نعمانی یک زبان ہو کر بولے۔

"فضول باتوں میں نہ پڑو.... ذرا دیکھو تو یہ.... ریچھ ہے کون....!"

وہ چاروں بے ہوش آدمی کی طرف بڑھے ہی تھے کہ پوری عمارت گھنٹیوں کے شور سے گونج اٹھی۔!

پھر تو وہ جہاں تھے وہیں تھم گئے.... اور دوسرے ہی لمحے میں اس دروازے پر دوسری طرف سے ضربیں پڑنی شروع ہوئیں جسے عمران نے بولٹ کیا تھا۔!

دیکھتے ہی دیکھتے دروازہ اکھڑ کر کمرے کے وسط میں جا پڑا اور پانچ آدمی اندر گھس آئے۔

اوہو.... تو آپ لوگ ہیں عمران نے فرش سے چمٹا اٹھاتے ہوئے کہا۔

بے ہوش آدمی کا ریوالور نعمانی پہلے ہی اٹھا چکا تھا.... اس نے انہیں کور کرتے ہوئے ہاتھ اٹھانے کو کہا.... انہوں نے بے چوں و چرا تعمیل کی تھی۔

"اب دروازے کی طرف مڑو.... اور ہمیں عمارت سے باہر نکلنے میں مدد دو....!" عمران نے غرا کر کہا۔ "ورنہ ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا۔!"

اتنے میں بے ہوش ریچھ نما آدمی بھی ہوش میں آگیا۔

بوکھلا کر اٹھا اور ارے ارے کرتا ہوا ان پانچوں کی طرف جھپٹا ہی تھا کہ عمران نے ٹانگ ماری اور وہ پھر منہ کے بل گر پڑا۔

اس نئی سچویشن کی بناء پر نعمانی کی توجہ پل بھر کے لئے ان پانچوں کی طرف سے ہٹی ہی تھی کہ ان میں سے بیک وقت دو آدمی اس پر ٹوٹ پڑے۔

بس پھر کیا تھا جنگ مغلوبہ شروع ہو گئی۔ اس ایک ریوالور کے لئے وہ جانوروں کی طرح ایک دوسرے پر پل پڑے۔

عمران نے دیکھا کہ ریچھ کا ہم شکل نکل بھاگنے کی فکر میں ہے لہٰذا وہ چمٹا بجاتا ہوا اس کے پیچھے دوڑا.... اتنے میں ان پانچوں میں سے کسی ایک ٹانگ چل گئی اور وہ سنبھلنے کی کوشش کے باوجود بھی منہ کے بل فرش پر آرہا۔

پھر جتنی دیر میں دوبارہ اٹھتا اس کا شکار نہ جانے کہاں غائب ہو چکا تھا۔

ادھر ان پانچوں نے قیامت مچا رکھی تھی.... ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ان لوگوں کو زندہ بچ کر نہ جانے دیں گے۔

عمران کو صرف ٹانگ مار کر نظر انداز کر چکے تھے.... اچانک عمران اٹھا اور چمٹا سنبھال کر ان پر ٹوٹ پڑا۔

پانچ سروں پر صرف پانچ ضربات.... یکے بعد دیگرے پانچوں شہتیروں کی طرح ڈھیر

ہو گئے۔

”نکل چلو“ عمران غرایا....!”میرے پیچھے آؤ....!“

یہ وہی عمارت تھی جہاں عمران بحیثیت ایک ہی دن میں گھیرا گیا تھا۔ ابھی وہ نکاسی کے دروازے تک بھی نہیں پہنچے تھے کہ صفدر بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولا۔ ”پھر وہی بو.... جس نے مجھے بیہوش کر دیا تھا۔!“

”سانس روک کر چلو.... بس قریب ہی ہیں....!“

نکاسی کا دروازہ مقفل نہیں تھا....! شائد ابھی تک انہوں نے اس میں دوسرا قفل ہی نہیں ڈلوایا تھا.... وہ لان پر نکل آئے۔

”تیزی سے قدم اٹھاؤ....!“ عمران بولا۔ ”ہو سکتا ہے پھاٹک پر ہمیں روکنے کے لئے کوئی موجود ہو۔!“

”اوہو....! یہ تو بی الیون معلوم ہوتی ہے....!“ نعمانی بڑبڑایا۔

”جی ہاں.... وہی ہے.... بس چلتے رہئے۔!“

پھاٹک مقفل ملا.... لہٰذا سڑک پر پہنچنے کے لئے انہیں اس پر چڑھنا پڑا تھا۔

”مم.... میری گاڑی کہاں گئی....!“ صفدر بڑبڑایا۔

”جی.... تو کیا وہ آپ کی گاڑی بھی ساتھ ہی باندھ لیتے....! عمران نے اس کے شانے پر چمٹے کی ہلکی سی ضرب لگا کر کہا! جناب عالی آپ لوگ ایک امپالا میں یہاں لائے گئے تھے جس کی ڈگی میں ہم تشریف فرما تھے.... دم مست قلندر....! چلو پیدل ہی چلو....!“

”لیکن وہ قلندر کہاں گیا....!“

”پاؤ بھر چرس.... جب تک ختم نہیں ہو جائے گی اپنی کوٹھری سے برآمد نہیں ہوگا.... قیام وطعام کا بندوبست بھی میرے ذمے....!“ عمران نے کہا اور ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ ”اپنا تو پیسہ ہی ایسا ہے کہ شراب اور چرس وغیرہ پر ضائع ہوتا رہے....! نہ جوزف کو موت آتی ہے اور نہ مجھے۔!“

”آخر چکر کیا ہے....؟“ صفدر نے پوچھا۔

”اپنے باس سے پوچھنا میں کچھ نہیں جانتا۔!“

”اس سفارت خانے سے پاگلوں کی انجمن کا کیا تعلق....!“

”اب تم خاموش رہو.... ورنہ تمہیں دھوکے سے چرس کا ایک سگریٹ پلوا دوں گا.... دم مست قلندر....!“

اچانک انہوں نے پولیس کی گاڑی کا سائرن سنا اور عمران نے چمٹا بجا کر کہا۔ ”سڑک چھوڑ دو.... عمارتوں کے درمیان سے کسی اور طرف نکل چلو....!“

پھر خود اس نے ان کی رہنمائی کی تھی.... اور آڑے ترچھے راستوں سے دوسری طرف جا نکلے تھے۔!

”انہوں نے کسی بہت بڑی ڈکیتی کی اطلاع پولیس کو دی ہوگی۔! دم مست قلندر دھر رگڑا... تم تینوں اب میک اپ میں رہو تو بہتر ہے.... صبح کے اخبارات میں حلیے جاری ہو جائیں گے۔!“

”آئی اس بے چارے ملنگ کی شامت....!“ صفدر ہنس کر بولا۔

”اسے کوئی ہاتھ بھی نہ لگا سکے گا۔!“

”تم دونوں پر کیا گذری تھی۔!“ صفدر نے نعمانی اور صدیقی سے پوچھا۔

”غفلت میں مارے گئے....! کسی نے پشت سے سروں پر وار کئے تھے۔!“ عمران بولا۔

”اور تم دیکھتے رہے تھے....؟“ صدیقی بھنا کر بولا۔

”پھر اور کیا کرتا جناب عالی.... آپ کے چیف نے آج تک مجھے کوئی ایسی ہدایت نہیں دی کہ اگر میرے ماتحت پٹ رہے ہوں تو تم بھی ساتھ ہی پٹ جانا....!“

”فضول باتوں میں کیا رکھا ہے....!“ صفدر بولا۔ ”ہمیں جلد سے جلد اپنے اپنے ٹھکانوں پر پہنچ جانا چاہئے۔!“

* * *

عمران کے اندازے کے مطابق دوسری صبح سچ مچ بڑی ہنگامہ خیز ثابت ہوئی۔ سفارت خانے کی ایک عمارت جو گریشم روڈ پر واقع تھی اور جس کا نمبر شمار بی الیون تھا ایک بہت بڑی ڈکیتی سے متاثر ہوئی تھی۔ اخبارات نے شہ سرخیاں جمائی تھیں۔ ڈاکوؤں میں سے دو کے حلیے بھی بیان کئے گئے تھے۔ ان میں سے ایک تو ملنگ تھا جس کا حلیہ بیان کرنا کسی کے لئے بھی مشکل نہ ہوتا.... لیکن ایک حلیہ اور بھی تھا جو اپنی غیر معمولی حرکتوں کی بناء پر سفارت خانے کے کسی آدمی کے ذہن

میں محفوظ رہ گیا تھا۔ ۔ ۔ اور یہ حلیہ سو فیصدی عمران کا تھا۔

حملہ آوروں کی کل تعداد پانچ بتائی گئی تھی۔ ۔ ۔ ۔ ویسے حقیقتاً ملنگ سمیت صرف چار تھے۔

تقریباً پچاس ہزار روپے کا سامان (خبر کے مطابق) وہ لوگ اٹھا لے گئے تھے۔

بہر حال عمران کے لئے بہت بڑا خطرہ موجود تھا لیکن اس کے باوجود بھی وہ نو بجتے بجتے شمس محل جا پہنچا تھا! ریڈی میڈ میک اپ اس کے چہرے پر موجود تھا۔ ۔ ۔ ۔ وہی پھولی ہوئی ناک اور گھنی مونچھوں والا میک اپ۔ ۔ ۔ ۔ اور شمس محل کے کمپاؤنڈ میں قدم رکھتے ہی وہ میک اپ بھی جیب میں پہنچ گیا تھا۔

وہ بڑے اطمینان کا مظاہرہ کرتا ہوا اس ہال میں داخل ہوا جہاں پاگلوں کا اجتماع ہوا کرتا تھا۔ ۔ ۔ ۔ وہاں ابھی زیادہ بھیڑ نہیں تھی اور ڈائس بھی خالی پڑا تھا۔

عمران سیدھا ڈائس پر جا دھمکا لیکن کسی نے اس کی طرف توجہ تک نہ دی۔ وہ اسی کرسی پر بیٹھ گیا جس پر مہا پاگل بیٹھا کرتا تھا۔ بیٹھا رہا۔ ۔ ۔ ۔ پندرہ بیس منٹ اسی طرح گذر گئے۔ ۔ ۔ ۔ پاگل کبھی شور مچانے لگتے اور کبھی ہال میں ایسا سناٹا چھا جاتا جیسے وہاں ایک آدمی بھی موجود نہ ہو۔

اچانک صدر دروازے میں باؤلی دکھائی دی۔ ۔ ۔ ۔ اس کے پیچھے ایک آدمی اور بھی تھا۔

عمران نے ہاتھ ہلا کر باؤلی کو اپنی طرف متوجہ کیا اور وہ تیزی سے ڈائس پر چڑھ آئی۔

”اٹھو۔ ۔ ۔ ۔ اٹھو۔ ۔ ۔ ۔ اس کرسی کی توہین نہ کرو۔ ۔ ۔ ۔ تم اس قابل نہیں ہو۔!“

باؤلی نے عمران کا بازو پکڑ کر اٹھانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

”اٹھ گیا؟“ عمران اٹھتا ہوا بولا اور اس سے بازو چھڑا کر ڈائس کے سرے کی طرف بڑھ گیا۔

اب وہ دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا۔ ”میرے دوستو۔ ۔ ۔ ۔ معزز پاگلو۔ ۔ ۔ ۔ آج سے میں بھی تم میں شامل ہو گیا ہوں۔ ۔ ۔ ۔ مہا پاگل کی پرکشش شخصیت نے مجھے بھی دیوانگی پر مجبور کر دیا ہے اور اب میں جا رہا ہوں۔ ۔ ۔ ۔ آج صرف یہی اطلاع دینی تھی کل سے تم لوگوں میں مل بیٹھوں گا۔!“

پھر وہ ڈائس سے اتر کر صدر دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ باؤلی نے راستہ روک لیا۔

”تم اس طرح نہیں جا سکتے۔!“ اس نے کہا۔

”کیوں۔ ۔ ۔ ۔ ؟ تم نے بلایا تھا۔ ۔ ۔ ۔ ! میں آ گیا۔ ۔ ۔ ۔ اب جا رہا ہوں۔ ۔ ۔ ۔ !“

”میں نے تمہیں بلایا تھا اور روک رہی ہوں۔ ۔ ۔ ۔ !“

باؤلی کے ساتھ آنے والا آدمی اب بھی اس کے پیچھے کھڑا تھا کچھ عجیب سی شکل تھی۔ پتہ نہیں کیوں اسے دیکھ کر ایک موٹی سی لومڑی کا تصور ذہن میں ابھرتا تھا۔

وہ دائمی نزلہ کے کسی مریض کی طرح ناک سے متواتر ”شوں شوں“ کئے جا رہا تھا۔

”یہ خبطی ہے۔ ۔ ۔ ۔ اس سے ملو۔ ۔ ۔ ۔ !“ باؤلی نے مڑ کر اس آدمی کی طرف اشارہ کیا۔

”کیا یہ بھی کوئی عہدہ ہے۔ ۔ ۔ ۔ !“

”ہاں۔ ۔ ۔ یہاں خبطی سے مراد جوائنٹ سیکریٹری ہے۔!“

”آداب بجا لاتا ہوں۔ ۔ ۔ جناب عالی۔ ۔ ۔ ۔ ! عمران نے بڑے ادب سے اسے سلام کیا۔ ۔ ۔ ۔ !“

”شوں شوں۔ ۔ ۔ ۔ !“ مجھے لکھنوی آداب پسند نہیں ہیں۔ ۔ ۔ ۔ شوں شوں۔ ۔ ۔ ۔ وہ بُرا سا منہ بنا کر بولا۔

”اچھا بے۔ ۔ ۔ ۔ بھوتنی کے۔ ۔ ۔ اب بتا کیا احوال ہیں۔!“ عمران نے اس کے شانے پر ہاتھ مار کر پوچھا۔ ۔ ۔ اور اس کی حالت غیر ہو گئی ”شوں شوں“ میں اضافہ ہو گیا۔

چہرے پر زلزلے کے سے آثار تھے۔ ۔ ۔ ۔ کبھی ہونٹ کانپتے اور کبھی گالوں کی بوٹیاں پھڑکنے لگتیں۔ اس کی زبان سے بدقت صرف اتنا ہی نکل سکا تھا۔ ”دو۔ ۔ ۔ ۔ دیکھ رہی ہیں آپ۔ ۔ ۔ ۔ !“

اس کے بعد وہ باقاعدہ طور پر چیخ چیخ کر روتا ہوا باہر نکل گیا تھا۔

عمران نے دیکھا کہ باؤلی ایک بہت ہی بے ساختہ قسم کی مسکراہٹ کا گلا گھونٹنے کی کوشش کر رہی تھی۔

عمران متحیرانہ انداز میں دروازے کی طرف دیکھتا رہا۔ ۔ ۔ ۔ دفعتاً باؤلی نے مضمحل سی آواز میں کہا۔ ”تم نے اس وقت ایک بہت ہی مظلوم آدمی کا دل دکھایا ہے۔!“

”دل دکھایا ہے۔ ۔ ۔ ۔ !“ عمران حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بولا۔

”ہاں وہ بہت مظلوم ہے۔ ۔ ۔ دنیا نے اسے اس کے باپ کا بیٹا تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔!“

”یہ تو بہت اچھی بات ہے! کاش دنیا مجھے بھی میرے باپ کا بیٹا تسلیم کرنے سے انکار کر دے؟“

”کیا بکواس ہے۔ ۔ ۔ ۔ !“

”یقین کرو۔ ۔ ۔ ۔ بڑی کوفت ہوتی ہے جب لوگ یہ کہتے ہیں اتنے بڑے باپ کا بیٹا ایک

حرکتیں کرتا پھرتا ہے۔!”

“کیوں کرتے ہو ایسی حرکتیں....!”

“ہوش مندی کی باتیں نہ کرو.... میں یہاں پاگل بننے آیا ہوں۔!”

“آئی ایم سوری....!”

“ہاں تو اب آؤ.... معاملے کی طرف.... میں تمہاری ہدایت کے مطابق آ پہنچا ہوں.... ڈرپوک ہوں.... سوچا کہیں تم سچ مچ گھر سے نہ اٹھوا لو....!”

“کام کے آدمی بن جاؤ گے.... اگر مہاپاگل کی تعلیمات پر عمل کیا۔!”

“تعلیم نمبر ایک....!” عمران کا لہجہ استفہامیہ تھا۔

“یہ بھول جاؤ کہ تم کون ہو....!”

“چلو بھول گیا....! تعلیم نمبر دو....!”

“خود کو کسی سے برتر نہ سمجھو....!”

“آج تک نہیں سمجھا.... تعلیم نمبر تین....!”

“کیا تم مجھے احمق سمجھتے ہو....!”

“پاگل.... صرف پاگل....!”

“عمران بڑے خسارے میں رہو گے.... دنیا چند روزہ....!”

“ہوا کرے.... اگر پل بھر کی بھی ہے تو مجھے کیا....؟”

“کاش تم کام کے آدمی بن سکتے۔!”

“میں مہاپاگل سے مل کر معافی مانگنا چاہتا ہوں۔!”

“رہائشی حصہ میں تم میک اپ کے بغیر نہیں جاسکتے.. چیتا بُری طرح خار کھائے ہوئے ہے۔!”

“میں اس سے بھی معافی مانگنا چاہتا ہوں۔!”

“بور مت کرو.... کل سے میک اپ ہی میں آنا....!”

“کیا فائدہ مہاپاگل کو تو معلوم ہی ہو جاتا ہے۔!”

“یہ مہاپاگل ہی کا مشورہ ہے....!”

“بڑی عجیب بات ہے....!” عمران نے کہا اور اس کے چہرے پر ایسے آثار نظر آئے جیسے

دور کی کوئی آواز سننے کی کوشش کر رہا ہو۔!

“کیا بات ہے....؟” باؤلی نے اُسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

“م.... میں شائد باتھ روم کی ضرورت محسوس کر رہا ہوں۔!”

“اوہ اچھا.... وہ دیکھو بائیں جانب سرے پر گلیارا ہے ادھر چلے جاؤ۔!”

عمران نے تیزی سے قدم بڑھائے.... بائیں جانب گلیارے میں کئی باتھ روم نظر آئے۔ وہ بڑی تیزی سے یکے بعد دیگرے ہر ایک کا دروازہ کھولتا گیا اور آخر کار... ایک میں داخل ہو گیا۔ اس باتھ روم میں ایک کھڑکی بھی تھی.... جو عقبی پارک میں کھلتی تھی اور اس میں سلاخیں نہیں تھیں۔

عمران نے بڑی پھرتی سے کوٹ اتارا اور اسے الٹ کر دوبارہ پہن لیا.... اب کوٹ کی نوعیت ہی بدل چکی تھی۔ اس کے بعد “ریڈی میڈ میک اپ” ناک پر جماتا ہوا کھڑکی کھولنے لگا۔

پھر عقبی پارک کی طرف اتر جانے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی تھی۔

کمپاؤنڈ پولیس کی گاڑی کے سائرن سے گونج رہا تھا۔ غالباً اس نے اس کی آواز سن کر باتھ روم کا رخ کیا تھا.... وہ کچھ دیر تک عقبی پارک کی بے ترتیب روئیدگی کا جائزہ لیتا رہا پھر ادھر ہی سے سڑک کی طرف روانہ ہو گیا۔

* * *

محکمہ سراغ رسانی کے آئیڈنٹی کاسٹ اکوپمنٹ کا انچارج کیپٹن فیاض کے آفس میں داخل ہوا.... اس کے ہاتھ میں ایک فائل تھا.... فائل اس نے کیپٹن فیاض کے سامنے رکھ دیا اور بولا۔ “میں نے ان پانچوں کو الگ الگ ٹرائی کیا ہے.... ان کے بتائے ہوئے حلیے میں سر مو فرق نہیں ہے.... پانچوں تصویریں فائل میں موجود ہیں۔!”

“ہوں.... اچھا.... اب تم جاؤ.... میں دیکھوں گا۔!”

“انچارج کے چلے جانے کے بعد اس نے فائل کھول کر پانچوں قلمی تصاویر کے فوٹو پرنٹ نکالے اور بغور انہیں دیکھنے لگا۔ یہ تصویر ایک ہی آدمی کی تھی۔!”

طویل سانس لے کر وہ کرسی کی پشت گاہ سے ٹک گیا.... یہ تصویر عمران کی تھی.... فیاض نے تو محض زبانی حلیے کی بناء پر عمران کے لئے کنوؤں میں بانس ڈلوا دیئے تھے۔

کچھ ہی دیر پہلے کسی نامعلوم آدمی نے فون پر اطلاع دی تھی کہ عمران نواب شمسو کے پاگل خانے میں موجود ہے.... لہٰذا اس نے وہاں فلائینگ اسکویڈ کی گاڑی بھجوادی تھی۔

نہ جانے کیوں اس بار وہ ذاتی طور پر عمران سے نہیں الجھنا چاہتا تھا۔

پھر بھی یہ تصاویر رحمان صاحب کو بھجوادینے کی خواہش ضرور رکھتا تھا۔

اس نے یہی کیا.... اپنے نوٹ کے ساتھ وہ فائل رحمان صاحب کو بھجوادیا.... اور پھر رحمان صاحب کے آفس میں اس کی طلبی ہو گئی۔

شائد رحمان صاحب کا موڈ پہلے ہی سے خراب تھا.... فیاض کو دیکھتے ہی برس پڑے۔

”میرا خیال ہے کہ تم ذہنی طور پر دیوالئے ہوتے جارہے ہو....!“ انہوں نے میز پر ہاتھ مار کر کہا۔ ”آئیڈنٹی کاسٹ کا رزلٹ مجھے بھجوانے کی کیا ضرورت تھی....؟“

”میں نے محض اس لئے یہ اقدام کیا تھا کہ آپ کو بھی علم ہو جائے۔!“

رحمان صاحب نے فائل اٹھا کر اس کے سامنے پھینک دیا اور بولے۔ ”میں کچھ نہیں سننا چاہتا.... اگر وہ گرفت میں آرہا ہے تو اپنا فرض پورا کرو....!“

”بب.... بہت بہتر جناب....!“ فیاض نے بڑے ادب سے کہا اور فائل اٹھا کر ان کے روم سے نکل آیا۔

بہت شدت سے جھنجھلا گیا تھا.... اپنے آفس میں پہنچ کر اس نے فلائینگ اسکویڈ کے کمانڈر کو فون کیا.... اس نے بتایا کہ کچھ دیر قبل اس نے کیپٹن فیاض کو رنگ کیا تھا.... جواب نہیں ملا۔

”میں آفس میں موجود نہیں تھا....!“ فیاض نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ ”وہ ہاتھ آیا یا نہیں۔!“

”وہاں موجود تھا.... باتھ روم کی کھڑکی کے راستے فرار ہو گیا۔!“

”سائرن بند کر دینا چاہیئے تھا....!“

”آپ نے ایسی کوئی ہدایت نہیں دی....!“

”ہوں.... اچھا.... خیر....!“ فیاض نے بھنا کر ریسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

اس کے بعد وہ آفس سے سیدھا عمران کے فلیٹ کی طرف دوڑا گیا تھا۔

ظاہر ہے کہ عمران وہاں کہاں ملتا.... سلیمان موجود تھا.... اس کی شامت آگئی۔

”جوزف کہاں ہے....!“

”قیلولہ کر رہا ہے.... جناب عالی....!“ سلیمان گھگھیایا۔

”جگاؤ اُسے.... یہاں بلاؤ....!“

”صاحب... میں جگاؤں تو اسے لیکن اس سے پہلے آپ ایمبولینس گاڑی کے لئے فون کر دیجئے۔!“

”کیا بکواس ہے....!“

”میری ہڈی پسلی ایک کر دے گا حرام خور....!“

”جاؤ....!“ فیاض پیر پٹخ کر دہاڑا.... اتنے میں فون کی گھنٹی بجی.... سلیمان نے کال ریسیو کرنا چاہا لیکن فیاض نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھالیا.... پھر آواز بدلنے کی کوشش کرتے ہوئے اس نے کال ریسیو کی تھی۔

دوسری طرف سے عمران کی آواز آئی۔ ”کیوں بے سلیمان کے بچے یہ تیری آواز کو کیا ہو گیا ہے۔!“

”مجھے بخار ہو گیا ہے صاحب.... اور آواز بھی بیٹھ گئی ہے.... فوراً.... آجایئے مجھ پر غشی سی طاری ہو رہی ہے۔!“

”ابے میں تو عالم ارواح سے بول رہا ہوں.... آج صبح بس سے کچل کر مر گیا تھا.... میری لاش سول ہسپتال کے مردہ خانے میں پڑی ہوئی ہے.... شناخت کر کے گھر اٹھوالا.... فیاض کو بھی اطلاع دے دیجیو تاکہ گور و کفن کا مرحلہ بھی بہ آسانی طے ہو سکے.... اور سن....!“

لیکن فیاض جھلا کر سلسلہ منقطع کر چکا تھا پھر اس نے فوراً ہی دوسرے نمبر ڈائیل کئے اور ٹیلی فون ایکس چینج کے کسی ذمہ دار آدمی سے رابطہ قائم کر کے عمران کا فون نمبر بتاتے ہوئے کہا۔

”ابھی ابھی اس پر ایک کال آئی تھی معلوم کرو کہ کس نمبر سے آئی تھی۔!“

”یور آئیڈنٹی پلیز....!“

”فضول وقت نہ ضائع کرو.... میں ایک ذمہ دار سرکاری آفیسر ہوں....!“

”بہت بہتر جناب.... ہولڈ آن کیجئے۔!“

پھر شائد ایک منٹ بعد دوبارہ اس کی آواز سنائی دی۔ ”یہ کال پبلک ٹیلی فون بوتھ نمبر گیارہ سے ہوئی تھی جو شہر کے اٹھارویں حلقے میں واقع ہے۔!“

بہت بُرا سا منہ بنا کر اس نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

سلیمان جہاں پہلے کھڑا تھا وہیں اب بھی موجود تھا۔ فیاض چند لمحے اسے گھورتا رہا پھر بولا۔

"اگر عمران کو یہ معلوم ہوا کہ اس کی کال میں نے ریسیو کی تھی تو میں تیری کھال اتار دوں گا؟"

"پھر کیا بتاؤں گا جناب....! مجھ میں یہ صلاحیت نہیں کہ آواز بٹھا کر بات کر سکوں۔!"

"میرے ساتھ چل....!"

"کہاں جناب....؟"

"تیری آواز بھی بیٹھ جائے گی اور کسی قدر بخار بھی ہو جائے گا۔!"

"سرکار میں نے کیا قصور کیا ہے....!"

"چلو....!" فیاض دہاڑا۔

ٹھیک اسی وقت جوزف کمرے میں داخل ہوا.... اس وقت وہ مسلح تھا اور اس نے فوجی وردی پہن رکھی تھی۔

"آپ بہت شور مچا رہے ہیں جناب....!" اُس نے بڑے ادب سے کہا۔

"کیا مطلب....!" فیاض کا لہجہ قہر آلود تھا۔

"مطلب یہ کہ یہ ایک معزز اور شریف آدمی کی قیام گاہ ہے۔!"

"کیوں بکواس کر رہا ہے....؟"

"یہ میرا فرض ہے جناب....!"

"میں اسے اپنے ساتھ لے جا رہا ہوں....!" فیاض نے سلیمان کی طرف دیکھ کر کہا۔

"کیا یہ جانا چاہتا ہے....؟"

"سلیمان نے اپنے سر کو منفی جنبش دی اور جوزف بولا۔ "یہ نہیں جانا چاہتا جناب....!"

"بکواس بند کرو.... اور یہاں سے چلے جاؤ....!"

"آپ اسے نہیں لے جا سکتے جناب....!" جوزف نے ریوالور کے دستہ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

بڑی عجیب سچویشن تھی.... فیاض سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ عمران کا کوئی ملازم اس طرح پیش آئے گا۔

جھلاہٹ میں اس نے اپنا ریوالور نکال کر جوزف کو کور کرتے ہوئے کہا۔ "اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ اور نیچے چلو....؟"

جوزف نے ہاتھ اوپر اٹھا دیئے اور سلیمان سے بولا۔ "میں تجھے جو فون نمبر بتا رہا ہوں اس پر رنگ کر کے یہ اطلاع دے دیجیو کہ اجازت نامہ ٹی سی ایل تھرٹی سکس رکھنے والے کو محکمہ سراغ رسانی کے کیپٹن فیاض نے گرفتار کر لیا ہے۔!"

پھر اس نے فون نمبر بتایا تھا۔

"یہ سب کیا بکواس ہے....؟"

"سلیمان....؟" جوزف نے فیاض کی پرواہ کیے بغیر کہا۔

"میرے کوٹ کی جیب سے اجازت نامہ نکال کر اس آفیسر کو دکھاؤ....!"

سلیمان آگے بڑھا ہی تھا کہ فیاض نے اسے ڈانٹ دیا۔

"تو پھر آپ ہی تکلیف کیجئے.... میری بائیں جانب والی جیب میں موجود ہے۔!"

فیاض نے جوزف کی جیب میں ہاتھ ڈال کر آئیڈنٹی کارڈ قسم کی کوئی چیز نکالی اور اسے دیکھتا رہا۔

دفعتاً جوزف نے کہا "وردی اور ریوالور ساتھ ہی ملے تھے۔ میں عمران صاحب کا باڈی گارڈ اور ان کی عدم موجودگی میں ان کے ملازمین اور املاک کا محافظ ہوں.... آپ یہاں سے سلیمان کو اس صورت میں لے جا سکیں گے جب خود وہ یہاں موجود ہوں۔ ورنہ محکمہ خارجہ کے سیکریٹری کو جواب دہی کرنی پڑے گی۔!"

فیاض اجازت نامے کو میز پر پٹخ کر فلیٹ سے نکلا چلا گیا۔ سلیمان کبھی جوزف کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی دروازے کی طرف۔

"تم بالکل گدھے ہو....!" دفعتاً جوزف نے سلیمان سے کہا۔

"اگر میں اتفاقاً ادھر نہ آ نکلتا تو وہ تمہیں لے گیا تھا۔!"

"اچھا میرے باپ جو تو کہے وہ ٹھیک ہے۔!"

"وہ کس کا فون تھا....؟"

"شائد صاحب ہی کا تھا....!"

"اور اس نے سلیمان بن کر کال وصول کی تھی۔!"

"واقعی میری آواز بیٹھی جا رہی ہے.... میرا پیچھا چھوڑ....!" سلیمان اپنی گردن مسلتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔

◆

دوسری صبح پھر عمران "الشمس" میں جا دھمکا۔ آج بھی ریڈی میڈ میک اپ ہی میں تھا۔ لیکن آج گلے میں کیمرہ لٹک رہا تھا اور ہاتھ میں فلیش گن تھی .... وہ سیدھا اسی ہال میں جا پہنچا جہاں پاگلوں کا اجتماع ہوتا تھا۔

اتفاق سے آج دو اور پریس فوٹوگرافر بھی موجود تھے اس لئے خود اس کی طرف کسی نے بھی خصوصی توجہ نہ دی۔

ڈائس پر مہا پاگل، باؤلی اور خبطی تینوں نظر آئے۔ دفعتاً باؤلی اپنی جگہ سے اٹھ کر ڈائس کے سرے پر آئی اور دوسروں کو مخاطب کر کے بولی۔ "اب جلسے کی کارروائی شروع ہوتی ہے پریس فوٹوگرافر بھی موجود ہیں....! لیکن میں انہیں آگاہ کر دینا چاہتی ہوں کہ وہ یہاں کی تصاویر نہیں لے سکیں گے.... اگر کسی نے اس کی کوشش کی تو اس کا کیمرہ چھین کر توڑ دیا جائے گا۔!"

"یہ زیادتی ہے محترمہ....!" عمران نے ہاتھ اٹھا کر بدلی ہوئی آواز میں کہا۔

"کوشش کر کے دیکھو کیا حشر ہوتا ہے۔!"

عمران نے دوسرے فوٹوگرافرز سے کہا۔ "ایسے نامعقول پاگل آج تک میری نظر سے نہیں گذرے۔!"

"آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں جناب....!" ایک فوٹوگرافر نے اس سے پوچھا۔

"جہاں سے دل چاہتا ہے تشریف لاتا ہوں۔ فری لانسنگ ایک طرح کی بادشاہت ہے۔!"

"بجا ارشاد ہوا کہیں اس وقت آپ چڑیا گھر سے تو تشریف نہیں لائے۔!"

ریڈی میڈ میک اپ میں وہ اچھا خاصا گوریلا لگتا تھا۔

"چڑیا کا گھر گھونسلہ کہلاتا ہے۔!"

"بھائی بذلہ سنج بھی معلوم ہوتے ہیں۔!" پہلے کا لہجہ طنزیہ تھا۔

"مرنجان مرنج....!" دوسرے نے تصحیح کی۔

"مجھے رنج ہے کہ اس وقت آپ دونوں کے خلاف پاگل پن کا مظاہرہ نہیں کر سکتا۔!" عمران مسکرا کر بولا۔! لیکن بیچاری مسکراہٹ گھنی مونچھوں کی اوٹ میں دم توڑ کر رہ گئی۔

باؤلی پھر اپنی جگہ واپس جا رہی تھی اب مہا پاگل ڈائس کے سرے پر تشریف لائے اور انہوں نے تین چار نام پکارے.... اور پھر بولے....!" ایک ایک کر کے میرے پاس آؤ۔!"

ایک آدمی مجمعے سے آگے بڑھا اور اسٹیج کے قریب پہنچ کر اس نے انگشت شہادت اٹھائی اونچی آواز میں کہنے لگا۔ "میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میں نے ایک ماہ سے منشیات کو ہاتھ نہیں لگایا اور خدا کے بھروسہ پر عہد کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی منشیات کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا۔!"

"خدا تمہاری مدد کرے.... میں تمہیں جنت کی بشارت دیتا ہوں....!" مہا پاگل نے داہنا ہاتھ اٹھا کر کہا.... پھر مجمع کی طرف دیکھ کر کہا۔ "نکسٹ....!"

پہلا پاگل جا چکا تھا.... دوسرا پاگل اس کی جگہ پہنچ کر انگشت شہادت اٹھاتا ہوا بولا۔ "میں بہ ہوش و حواس اعتراف کرتا ہوں کہ میں نے تین ماہ ہوئے ایک بے حد شریف لڑکی پر ڈورے ڈالے تھے۔ لیکن اب خدا کو حاضر و ناظر جان کر عہد کرتا ہوں کہ اسے اپنی فریب کاری سے مطلع کرتے ہوئے ہمیشہ کے لئے اس سے قطع تعلق کر لوں گا۔ موجودہ تعلق کے دوران میں مجھ سے کوئی غیر اخلاقی یا غیر سماجی حرکت سرزد نہیں ہوئی۔!"

"اور کچھ کہنا ہے تمہیں....؟" مہا پاگل نے پوچھا۔

"نہیں....!"

"اچھا تو اس لڑکی سے شادی کر لینے کی کوشش کرو.... اگر تم نے اس پر ظاہر کر دیا کہ تم فریبی ہو تو اس کا دل ٹوٹ جائے گا.... دل توڑنا کعبے کو ڈھا دینے کے مترادف ہے۔!"

"میں کوشش کروں گا مہا پاگل.... وہ دراصل میری ذات برادری سے تعلق نہیں رکھتی اس لئے.... اس کے اعزہ اس پر راضی نہیں ہوں گے۔!"

ٹھیک اسی وقت کیپٹن فیاض ہال میں داخل ہوا.... اس کے ساتھ دو مسلح اور باوردی جوان بھی تھے۔

"ٹھہرو....!" مہا پاگل کی دہاڑ سے دیواریں لرز گئیں.... اس کے مخاطب فیاض اور اس کے ساتھی تھے۔

وہ دروازے کے قریب ہی رک گئے۔

"کوئی مسلح آدمی یہاں قدم نہیں رکھ سکتا۔!" مہا پاگل نے کہا۔

"ہم ایک ملزم کی تلاش میں آئے ہیں۔!"

"میں کہتا ہوں ان مسلح آدمیوں کو باہر نکال دو.... ورنہ مجھ سے بُرا کوئی نہ ہو گا۔!"

فیاض نے ان دونوں کو باہر چلے جانے کا اشارہ کیا۔

"اگر تمہاری جیب میں بھی ریوالور موجود ہو تو اسے باہر چھوڑ آؤ۔!"

"آپ میرے فرائض کی انجام دہی میں دخل اندازی کر رہے ہیں جناب....!" فیاض نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

"کیپٹن فیاض باہر چلے جاؤ.... تم بھی باہر چلے جاؤ.... میری چھت کے نیچے تم کسی قاتل کو بھی گرفتار نہ کر سکو گے۔!"

"بات نہ بڑھایئے نواب صاحب....!"

عمران نے آگے بڑھ کر دونوں کی تصویر لینے کی کوشش کی ہی تھی کہ اسے دھکے دے کر ہال سے باہر نکال دیا گیا.... کئی پاگل اس پر ٹوٹ پڑے تھے۔!

باہر نکل کر اس نے دونوں مسلح آدمیوں کو بڑے ادب سے سلام کیا اور بولا۔ "کہئے آپ دونوں کی تصویر کھینچ لوں۔!"

"نہیں.... ہرگز نہیں....!" دونوں یک زبان ہو کر بولے۔

"بہت اچھا جناب....!" وہ احتراماً جھکا اور آگے بڑھتا چلا گیا۔

اب وہ عمارت کے رہائشی حصہ کی طرف جا رہا تھا۔

چیتا حسب دستور صدر دروازے پر پہرہ دیتا ہوا نظر آیا۔

"کیا ہے.... کدھر چلے....!" وہ عمران کو گھورتا ہوا بولا۔

"آپ ہی کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں جناب عالی....!"

"کیوں....؟"

"پتہ نہیں کب سے اس خواہش کو دل کی گہرائیوں میں پال رہا ہوں کہ آپکی بھی تصویر بناؤں۔!"

"کیوں....؟"

"اپنے اخبار میں چھاپنے کے لئے اور اپنی بیوی کی سنگار میز پر رکھنے کے لئے۔!"

"کیوں....؟"

"اسے مردوں کا جنگلی پن بہت بھاتا ہے۔!"

"واہ بھئی....!"

"موڈرن عورت جنگلی مرد چاہتی ہے۔!"

"واقعی....!" چیتے کے دانت نکل پڑے۔

"اب جلدی سے اپنی ایک تصویر بنوالو.... اگر اخبار میں چھاپ دی تو دیکھنا.... موڈرن عورتوں سے اس عمارت کی کمپاؤنڈ بھر جائے گی۔!"

"کھینچو.... کھینچو.... میری تصویر!" چیتا اکڑ کر بولا، اور تصویر کھنچوانے کی پوزیشن میں آ گیا۔

عمران نے کیمرہ سنبھالا.... اور فلیش گن سیدھی کی.... پھر بولا۔ "کلوز اپ ہونا چاہئے۔!" اور چیتے سے صرف تین فٹ کے فاصلے پر کھڑا ہو گیا۔

لیکن فلیش گن سے روشنی کے بجائے سفید رنگ کا غبار نکل کر چیتے کے چہرے پر چھا گیا۔

عمران بڑی پھرتی سے کئی قدم پیچھے ہٹ گیا تھا!

چیتا بے حس و حرکت کھڑا رہا۔

چند لمحوں کے بعد عمران پھر آگے بڑھا اور چیتے کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔ "اب بتاؤ کیسی طبیعت ہے۔!"

لیکن چیتا خاموش کھڑا اس طرح خلاء میں آنکھیں پھاڑ تا رہا جیسے اندھا گونگا اور بہرہ ہو گیا ہو۔

"اندر جا رہا ہوں، روکنا چاہو تو روک لو....!" عمران نے اس کے گال پر ہلکی سی تھپکی دے کر کہا! لیکن چیتے کی پوزیشن میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

عمران بڑے اطمینان سے اس کمرے میں داخل ہوا جسے وہ لوگ ڈرائنگ روم کہتے تھے.... کیمرہ اور فلیش گن وہاں پڑے ہوئے کاٹھ کباڑ کے ڈھیر میں چھپا دیئے۔!

پھر ناک کا خول مونچھوں سمیت چہرے سے الگ کر کے جیب میں ڈالا.... اس کے عد نہ صرف کوٹ الٹا تھا بلکہ پتلون بھی الٹ ڈالی تھی اور اب وہ کریم کلر کے سوٹ میں تھا۔!

دس منٹ پورے رہائشی حصے کا جائزہ لینے میں صرف ہوئے تھے اس کے بعد وہ پچھلے ایک دروازے سے نکل کر دوبارہ سامنے والے برآمدے میں آیا تھا۔

چیتا دیوار سے ٹیک لگائے فرش پر بے حس و حرکت بیٹھا نظر آیا.... اس کی آنکھیں کھلی

ہوئی تھیں.... پلکیں بھی جھپکا رہا تھا.... اس نے عمران کی طرف دیکھا بھی.... لیکن اس کے چہرے سے کسی قسم کے بھی جذبات کا اظہار نہ ہوا۔

”کیوں بیٹے میں نے سنا ہے کہ تم میرے خون کے پیاسے ہو رہے ہو....!“ عمران نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں اس سے پوچھا۔

چیتے نے بڑی بے بسی سے اپنے سر کو منفی جنبش دی۔

”کیوں....؟ کیا تم کچھ بیمار ہو....!“ عمران کا لہجہ ہمدردانہ تھا۔

اس نے پھر سر کو منفی جنبش دی۔!

”آخر بات کیا ہے تم کچھ بولتے کیوں نہیں....!“

اس نے بدقت اشارہ کیا کہ عمران اسے اٹھا کر اندر لے چلے۔

”اچھا.... اچھا....!“ عمران سر ہلا کر بولا۔ ”تم یقیناً بیمار معلوم ہوتے ہو۔ چلو....!“

بغلوں میں ہاتھ دے کر چیتے کو اٹھاتے ہوئے اس نے ٹھنڈی سانس لی تھی اور بہت سنجیدگی سے بولا تھا۔ ”میں تمہارے لئے دکھی ہوں.... تمہیں بہت پسند کرتا ہوں.... کیونکہ تم ایک طاقت ور آدمی ہو۔!“

چیتا اس کے ساتھ چل نہیں رہا تھا بلکہ گھسٹ رہا تھا.... پھر اشارے ہی کر کر کے وہ اسے پورے رہائشی حصہ میں گھماتا پھرا تھا۔

واہ یار تم نے تو تھکا مارا اس وقت....!“ عمران نے ہانپنے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔ ”آخر چاہتے کیا ہو....!“

اس نے پھر سر کو منفی جنبش دی اور اسے ڈرائینگ روم تک لایا اور اشارہ کیا کہ اسے آرام کرسی پر لٹا دیا جائے۔

اب عمران اس پر جھکا ہوا کہہ رہا تھا۔ ”کچھ منہ سے بھی بولو میرے دوست! میں تمہارے لئے کیا کروں....!“

چیتے نے اس بار اشارے سے کاغذ اور قلم مانگا تھا۔

عمران نے جیب سے اپنا قلم نکالا اور ڈائری سے ایک ورق پھاڑ کر اس کے حوالے کیا۔ پھر اس نے دیکھا کہ چیتا کچھ دیر پہلے کی کہانی لکھ رہا ہے۔ آخر میں اس نے شبہ ظاہر کیا کہ وہ فوٹو گرافر یقینی طور پر کوئی قیمتی چیز لے بھاگا ہے.... پھر اس نے عمران سے استدعا کی تھی کہ وہ نواب شمسو اور اس کی سیکریٹری کی واپسی تک وہیں ٹھہرے۔!

عمران کے استفسار پر اس نے اپنی کیفیت یوں لکھی۔

”فلیش گن سے روشنی کے بجائے غبار سا نکلا تھا، جو سانس کے ساتھ میرے جسم میں پہنچا اور میرے اعصاب کو ناکارہ بنا دیا، حلق بند ہو گیا ہے کوشش کے باوجود بھی بات نہیں کر سکتا۔!“

عمران اس واقعہ پر حیرت کا اظہار کر کے اسے دلاسے دیتا رہا.... کچھ دیر بعد باؤلی کمرے میں داخل ہوئی عمران پر نظر پڑتے ہی بہت زیادہ متحیر نظر آنے لگی.... لیکن شائد اس کی موجودگی سے بھی زیادہ حیرت چیتے کو اس طرح آرام کرسی پر نیم دراز دیکھ کر ہوئی تھی۔

”کیوں تم یہاں کیوں لیٹے ہو....!“ وہ جھلا کر چیخی اور اس سے کوئی جواب نہ پا کر عمران پر الٹ پڑی۔

”کیا تم نے اسے مارا ہے....!“

”یک نہ شد دو شد....!“ عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا اور وہ پرچہ باؤلی کی طرف بڑھا دیا جو کچھ دیر پہلے چیتے نے تحریر کیا تھا۔!

باؤلی اسے پڑھ ہی رہی تھی کہ نواب شمسو بھی کمرے میں داخل ہوئے اور پھر تو ذرا ہی سی دیر میں وہاں خاصا ہنگامہ برپا ہو گیا....! نواب شمسو کے ملازمین کی فوج بھدی ناک اور گھنی مونچھ والے فوٹو گرافر کو چاروں طرف تلاش کرتی پھر رہی تھی۔

”ہو سکتا ہے.... کیپٹن فیاض اسی آدمی کی تلاش میں یہاں آیا ہو....!“ باؤلی نے نواب شمسو کی طرف دیکھ کر کہا۔

”نہیں.... وہ اور کوئی ہو گا....!“ نواب شمسو عمران کو گھورتے ہوئے بولے۔ ”کیپٹن فیاض ان کی تلاش میں آیا تھا....!“

”دیکھئے جناب عالی....! میں اپنی خوشی سے تو یہاں آیا نہیں....!“ عمران نے مغموم لہجہ میں کہا۔ ”یہ آپ کی باؤلی مجھے دھمکی دے آئی تھیں کہ اگر میں نے روز کچھ وقت آپ لوگوں کے ساتھ نہ گذارا تو زبردستی گھر سے اٹھوا لیا جاؤں گا۔!“

”کیوں....؟“ نواب شمسو باؤلی کی طرف دیکھ کر دہاڑے۔

”ہاں مہاپاگل.... اگر یہ آدمی بھی سیدھی راہ پر لگ جائے تو کیا برائی ہے۔!“

نواب شمسو پھر کچھ نہ بولے لیکن غیظ و غضب ان کے چہرے سے صاف ظاہر ہو رہا تھا۔ اچانک انہوں نے عمران سے پوچھا۔ ”کیپٹن فیاض تمہیں کیوں گرفتار کرنا چاہتا ہے....؟“

”میں کیا جانوں.... ویسے وہ ایک احسان فراموش آدمی ہے....؟“

”یا ملی بھگت ہے....؟“ نواب شمسو نے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

”دیکھئے جناب عالی.... یہ بات مجھ سے نہ پوچھئے.... آپ کو تو الہام ہوتا ہے اور خدا سے ہم کلامی کا شرف بھی حاصل ہے، آپ کو۔ لہٰذا مجھے بور نہ کیجئے....! خدا سے براہِ راست معلوم کر لیجئے کہ کیا قصہ ہے....؟“

”کیا تم میرا مذاق اڑانا چاہتے ہو....!“

”یہ اطلاع بھی مجھے باؤلی ہی سے ملی تھی کہ آپکو خدا نے ایک خاص مشن پر دنیا میں بھیجا ہے؟“

نواب شمسو کچھ کہنے ہی والے تھے کہ خبطی کمرے میں داخل ہوا.... اور عمران پر نظر پڑتے ہی بے ساختہ اچھل پڑا۔

”کیا بات ہے....!“ نواب شمسو اسے گھورتے ہوئے بولے۔

”یہی تھا.... یہی تھا.... جس نے کل میری توہین کی تھی.... شوں شوں....!“

”چپ بے....! کیوں بکواس کر رہا ہے....!“ عمران بولا۔

”دیکھا آپ نے شوں شوں...... دیکھا...... غضب خدا کا...... شوں شوں......!“

”یہ کیا حرکت تھی....!“ نواب شمسو نے عمران کو مخاطب کیا۔!

”باؤلی سے پوچھئے....! اس میں میرا قصور نہیں....! کل رات بہت ادب سے پیش آیا تھا لیکن ان حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ یہ لکھنوی آداب سے متنفر ہیں.... لہٰذا میں عوامی بات چیت پر اتر آیا۔ اب کیوں دم نکل رہا ہے ان کا....!“

باؤلی ہنس پڑی اور خبطی شوں شوں کرتا ہوا کمرے سے نکل بھاگا۔

کچھ دیر خاموشی رہی پھر نواب شمسو بولے۔ ”کیپٹن فیاض مجھ سے کہہ رہا تھا کہ تمہیں اپنی کمپاؤنڈ میں قدم بھی نہ رکھنے دوں.... کیونکہ اب تم بلیک میلنگ سے ڈاکہ زنی پر اتر آئے ہو۔!“

”اور آپ نے یقین کر لیا....!“ عمران نے سر جھٹک کر پوچھا۔

”نہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں....!“

”اب مجھ سے تو اللہ میاں کی بات چیت ہوتی نہیں! ورنہ پوچھتا کہ یہ کیسا آدمی آپ نے کس مشن پر بھیج دیا ہے جو پولیس والوں کی بات پر بھی یقین کر لیتا ہے۔!“

”حد سے نہ بڑھو....!“ باؤلی نہ صرف چیخی بلکہ عمران کو مارنے بھی دوڑی۔

”نہیں.... ٹھہرو.... رک جاؤ....!“ نواب شمسو ان کے درمیان آتے ہوئے بولے۔

”اسے حق حاصل ہے.... میں ہر ایک کو تنقید کا حق دیتا ہوں.... ٹھیک ہے! مجھے ایسی بات زبان سے نہیں نکالنی چاہئے جس کا مجھے علم نہ ہو....!“

”واقعی آپ عظیم ہیں....!“ عمران کسی قدر جھک کر بے حد سنجیدگی سے بولا۔ سیدھا کھڑا ہوا تو اس کی آنکھیں ڈبڈبائی ہوئی تھیں اور پھر یک بیک اس پر ”سچائی“ کا دورہ پڑ گیا.... اور اس نے کاٹھ کباڑ سے کیمرہ اور فلیش گن نکالے جیب سے ریڈی میڈ میک اپ بھی نکال کر نواب شمسو کے قدموں میں ڈالتا ہوا بولا۔ ”وہ نالائق میں ہی تھا.... مجھ میں اتنی سکت نہیں ہے کہ آپ کے سامنے جھوٹ بول سکوں.... مجھے معاف کر دیجئے۔!“

اس کے بعد چیتے کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ ”بھائی چیتے.... خدا کے لئے مجھے معاف کر دو.... اب میری آنکھیں کھل گئی ہیں۔ کہو کہ تم نے مجھے معاف کر دیا ہے۔!“

چیتے کے ہونٹوں پر مضمحل سی مسکراہٹ نمودار ہوئی اور پہلی بار اس کی آنکھوں میں اطمینان کی جھلکیاں نظر آئیں۔

”چلو اب چین سے بیٹھ جاؤ....!“ نواب شمسو نے پر شفقت لہجہ میں کہا۔

”چیتا.... دس پندرہ منٹ میں بالکل ٹھیک ہو جائے گا۔!“ عمران نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ پھر وہ ایک مؤدب مرید کے سے انداز میں گھٹنے موڑ کر فرش پر بیٹھ گیا تھا۔

باؤلی نے بھی اس کی تقلید کی اور نواب شمسو سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئے۔ چند لمحے عمران کو ترحم آمیز نظروں سے دیکھتے رہے پھر بولے۔ ”اس چھت کے نیچے تمہیں کوئی گزند نہیں پہنچ سکتا.... فیاض تمہیں یہاں سے گرفتار نہیں کر سکتا.... ابھی ابھی ندائے غیب میں نے سنی ہے یہ ملی بھگت کا معاملہ نہیں.... فیاض سچ مچ تمہیں ڈاکہ زنی میں ملوث کرنا چاہتا ہے۔!“

”اللہ تیرا شکر ہے....!“ عمران کی زبان سے ٹھنڈی سانس کے ساتھ نکلا۔

"تم دل کے بُرے نہیں ہو....! تمہیں ماحول نے بگاڑا تھا.... مسٹر رحمان کی سخت گیریوں کا شکار ہوئے ہو....!" اب نواب شمسو بولے۔ "باؤلی ہی کی طرح تم بھی دوسروں کے رحم کے مستحق ہو....!"

باؤلی جو قریب ہی بیٹھی تھی جھک کر عمران کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی۔ "اب ہنس بھی دو.... معصوم چہروں پر غم کے بادل اچھے نہیں لگتے....؟"

عمران کی ہنسی عجیب تھی.... ہنس بھی رہا تھا اور آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو بھی گر رہے تھے۔!

نواب شمسو اٹھ کر چلے گئے اور باؤلی اپنا بایاں بازو عمران کی گردن میں ڈال کر داہنے ہاتھ سے آنسو خشک کرنے لگی۔

"دو.... دیکھو.... مم.... میں تمہارا نامحرم ہوں....!" عمران ہکلایا۔

"اس چھت کے نیچے سب ایک دوسرے کے محرم ہیں۔!" باؤلی نے کہا۔ "اصل بات تو دل کی ہوتی ہے.... یہاں کسی کے دل میں کھوٹ نہیں....!"

"اچھا.... اچھا.... اب مجھے کیا کرنا چاہئے۔!"

"میرا خیال ہے کہ کچھ دن تم یہیں رہو.... باہر نکلنے کی ضرورت ہی نہیں۔!"

"دم گھٹ جائے گا میرا.... کیا تم نے نہیں دیکھا تھا کہ فیاض مجھے اس میک اپ میں نہیں پہچان سکا تھا۔!"

"ہاں کمال ہے.... اور تمہاری وہ تدبیر بھی بڑی خوبصورت تھی اس کے سامنے ہی باہر نکلوا دیئے گئے تھے....؟"

اتنے میں چیتا اٹھ کھڑا ہوا اور بار بار زبان منہ سے نکال کر اس پر کچھ دیکھنے کی کوشش کرنے لگا۔

عمران اور باؤلی بھی اٹھ کر اس کے قریب پہنچ گئے۔

عمران نے باؤلی سے کہا۔ "یہ پاؤڈر اتنی نامعقول چیز ہے کہ سب سے پہلے حلق بند کر دیتا ہے اور پھر اعصاب شکستہ ہو جاتے ہیں۔!"

"تم بہت بھیانک ہو....!" چیتے نے کہا ایسا معلوم ہوا تھا جیسے اس کی آواز بہت دور سے آئی ہو۔

"تم کچھ دیر آرام کر لو.... ویسے میں زندگی بھر تم سے شرمندہ رہوں گا۔!" عمران نے اس کا شانہ تھپک کر کہا اور وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

"تم یہ سب کیوں کرتے پھرتے ہو....!" باؤلی نے عمران سے پوچھا۔

"پیٹ کے لئے.... چھین جھپٹ کر کھانے میں بڑا لطف آتا ہے۔!"

"اب ترک کر دو.... یہ عادتیں ورنہ تمہاری بیوی تمہاری جان کو روئے گی۔!"

"جہاں بھی ہو گی رو ہی رہی ہو گی۔!"

"کیا مطلب....!"

"بیوی ہو گی تو روئے گی.... یا خوامخواہ رونا شروع کر دے گی۔!"

"چلو کیا تم دوپہر کا کھانا نہیں کھاؤ گے.... آج سے تم مہاپاگل کے مہمان ہو.... جتنے دن چاہو رہ سکتے ہو....!"

مہاپاگل کے نام پر عمران سینے پر ہاتھ رکھ کر کسی قدر خم ہوا تھا۔

"کیا میں اسے ان کی کرامت سمجھوں....!" باؤلی نے سنجیدگی سے کہا۔ "تم جیسا آدمی دو لفظوں میں رام ہو گیا....!"

"میرا دل مہاپاگل کی محبت سے سرشار ہے۔!"

◆

رات کے گیارہ بجے تھے اور عمران آنکھیں کھولے خراٹے لے رہا تھا۔ کمرے کا دروازہ اندر سے مقفل کر کے لیٹا تھا.... بستر قفل کے سوراخ سے نہیں دکھائی دے سکتا تھا لہٰذا آنکھیں کھول کر خراٹے لینے میں کیا دشواری ہو سکتی تھی۔

قریباً پندرہ منٹ بعد اس نے کمرے کے باہر نواب شمسو کی آواز سنی جو کہہ رہے تھے۔!

"برخوردار.... اب یہ ڈھونگ ختم کرو.... آخر اپنے یہ خراٹے کس کو سنا رہے ہو....!"

عمران کی آنکھیں پہلے تو کسی قدر پھیل گئیں پھر حلقوں میں گردش کرنے لگیں.... اس کے بعد وہ سر کھجاتا ہوا اٹھ بیٹھا تھا۔

دروازہ کھول کر راہداری میں آیا.... لیکن وہ ایک سرے سے دوسرے سرے تک سنسان پڑی تھی.... اور اس کی چھٹی حس بھی کہہ رہی تھی کہ دیر سے کسی نے وہاں قدم تک نہیں رکھا۔ ایک بار پھر سر کھجا کر وہ نواب شمسو کی خواب گاہ کی طرف چل پڑا.... قفل کے سوراخ سے تیز قسم کی روشنی دکھائی دے رہی تھی.... وہ جھانکنے کے لئے آگے بڑھ ہی رہا تھا کہ دروازہ خود

بخود کھل گیا۔

نواب شمسو سامنے مسہری پر سو رہے تھے۔۔۔۔! عمران خاموش کھڑا دیکھتا رہا۔۔۔۔ پھر جیسے ہی اس نے دروازہ بھیڑنے کے لئے ہینڈل پر ہاتھ رکھا عجیب قسم کے شور سے پوری عمارت گونج اٹھی۔۔۔۔ ادھر نواب شمسو اٹھ بیٹھے۔۔۔۔ عمران سامنے ہی تیز قسم کی روشنی میں نہایا کھڑا تھا۔

"یہ تم کیا کرتے پھر رہے ہو۔۔۔۔!" نواب شمسو کی پاٹ دار آواز سے دیواریں جھنجھنا اٹھیں۔۔۔۔ اس راہداری میں اب عمران تنہا نہیں تھا۔۔۔۔ باؤلی خبطی اور ملازمین بھی تھے جو غالباً اس شور کی بنا پر دوڑے آئے تھے جو دروازے کے ہینڈل کو ہاتھ لگانے سے برپا ہوا تھا۔

نواب شمسو بستر سے اٹھ کر ان کے پاس آ کھڑے ہوئے اور نوکروں کو وہاں سے چلے جانے کا اشارہ کیا۔

اب صرف باؤلی اور خبطی وہاں رہ گئے تھے۔

"تم کیا کرتے پھر رہے ہو۔۔۔!" انہوں نے پھر عمران کو للکارا۔

"میں آپ سے معافی مانگنے آیا تھا۔۔۔!"

"کس بات کی معافی۔۔۔!"

"میں نے آپ کو دھوکہ دینے کی کوشش کی تھی۔!"

"کیا مطلب۔۔۔!"

"آنکھیں کھلی رکھ کر زور زور سے خراٹے لے رہا تھا۔۔۔!"

"ہائیں کیوں۔۔۔؟" باؤلی بول پڑی۔

نواب شمسو اسے خاموش رہنے کا اشارہ کر کے پھر اس طرح عمران کی طرف متوجہ ہو گئے جیسے مزید سوال کئے بغیر پوری کہانی سننا چاہتے ہوں۔

عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "میں دراصل آپ کی روحانی قوت کا امتحان لے رہا تھا لہٰذا میں نے منہ کی کھائی۔۔۔ جب میں خراٹے لے رہا تھا میں نے آپ کی آواز سنی۔۔۔ آپ کہہ رہے تھے برخوردار اب یہ ڈھونگ ختم کرو آخر اپنے خراٹے کس کو سنا رہے ہو۔۔۔!"

"لیکن میں تو بے خبر سو رہا تھا۔۔۔!" نواب شمسو بولے۔

"مجھے یقین ہے۔۔۔ اور اب میں کان پکڑتا ہوں۔۔۔!" عمران اپنے دونوں کان پکڑ کر بولا۔

"جھوٹا۔۔۔۔ شوں شوں۔۔۔۔ غدار۔۔۔۔!" خبطی بے ساختہ بول پڑا۔

"خاموش رہو۔۔۔۔!" نواب شمسو گرجے۔

"تم چلے جاؤ یہاں سے۔۔۔!" باؤلی نے خبطی کو دھمکی دیتے ہوئے کہا۔!

اور وہ "شوں شوں" کرتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔

"چلو۔۔۔ اندر چلو۔۔۔!" نواب شمسو نے اپنی خواب گاہ کی طرف اشارہ کر کے عمران سے کہا اور باؤلی سے بولے "اسے اندر لاؤ۔۔۔!"

پھر وہ خود اندر چلے گئے تھے اور باؤلی عمران کے پاس کھڑی رہ گئی تھی۔

"چلو۔۔۔ تم خوش قسمت ہو۔۔۔!" وہ آہستہ سے بولی "تمہاری وجہ سے آج مجھے بھی یہ شرف حاصل ہونے والا ہے کہ میں مہا پاگل کی خواب گاہ میں قدم رکھ سکوں گی۔!"

"مم۔۔۔ مجھے خوف معلوم ہوتا ہے۔۔۔!"

"چلو۔۔۔ تمہارا سابقہ کسی کینہ توز آدمی سے نہیں ہے۔! مہا پاگل عظیم ہے۔!"

"وہ تو ٹھیک ہے۔۔۔ لل۔۔۔ لیکن۔۔۔!"

"وہ مزید کچھ کہنے کے لئے رکا ہی تھا کہ خبطی دوڑتا ہوا آیا اور خواب گاہ کے دروازے پر رک کر کہنے لگا "غضب ہو گیا۔۔۔ غضب ہو گیا۔۔۔ شوں۔۔۔ شوں۔۔۔ وہ چاروں طرف پٹرول چھڑک رہے ہیں۔۔۔ اس کے بعد شوں شوں۔۔۔ آگ لگا دیں گے۔!"

نواب شمسو جھپٹ کر باہر نکلے اور اس کا شانہ پکڑ کر ہلاتے ہوئے بولے۔ "کیا بک رہے ہو۔!"

"چار پاگل۔۔۔!"

"کون ہیں۔۔۔ وہ۔۔۔؟"

"ہمارے۔۔۔ شوں شوں۔۔۔ پاگلوں میں سے نہیں ہیں۔!"

بند کرو یہ شوں شوں۔۔۔ آؤ میرے ساتھ۔۔۔!"

"راہداری کے سرے پر پہنچے ہی تھے کہ دو ملازم بھی بوکھلائے ہوئے آ ٹکرائے۔۔۔ آگ آگ۔۔۔!" وہ انہیں دیکھتے ہی چیخنے لگے۔

اور پھر وہ سب دوڑتے ہوئے کمپاؤنڈ میں پہنچے تھے۔۔۔ عمارت کے جنوبی بازو سے جہاں پاگلوں کا اجتماع ہوتا تھا شعلے بلند ہو رہے تھے۔!

"فائر اسٹیشن کو فون کرو....!" نواب شمسو دہاڑے... اور پھر اچانک ایک زوردار دھماکہ ہوا اور رہائشی حصہ سے بھی دھوئیں کا کثیف بادل فضا میں بلند ہونے لگا۔

دھماکہ ایسا ہی زبردست تھا کہ کئی لوگ منہ کے بل زمین پر گر پڑے تھے.... ان میں باؤلی بھی شامل تھی صرف عمران اور نواب شمسو کھڑے رہ گئے۔

پھر شائد عمران نے سوچا تھا کہ اسے دوسرے گرپڑنے والوں سے مختلف نہ ہونا چاہئے لہٰذا وہ بھی باؤلی کے قریب ہی گر پڑا۔

"کیا تم بیہوش ہوگئیں....!" اس نے آہستہ سے پوچھا۔

"تم.... تم.... جتنی.... جلدی ممکن ہوسکے.... یہاں سے نکل جاؤ.... ورنہ کسی بڑی مصیبت میں گرفتار ہوجائیں گے بھاگو....؟"

* * *

دوسری صبح عمران سائیکو مینشن کے رہائشی فلیٹوں میں سے ایک میں بیٹھا شیو کر رہا تھا.... اور آج کا اخبار میز پر پڑا گویا اسے منہ چڑا رہا تھا.... آج کی شہ سرخی تھی۔

"پاگل نگری میں مہاپاگل کا محل راکھ کا ڈھیر ہوگیا۔!"

خبر کے مطابق عمران کے وہاں سے کھسک آنے کے بعد تین دھماکے اور ہوئے تھے اور پوری عمارت تباہ ہوگئی تھی.... اس سلسلے میں مہاپاگل یا اس کے کسی قریبی آدمی کا کوئی بیان شائع نہیں ہوا تھا۔

عمران شیو کر کے اٹھا ہی تھا کہ کسی نے دروازے پر دستک دی اور وہ کھلکھلاتی ہوئی سی آواز میں بولا۔ "کم ان....!"

ہینڈل گھما کر کسی نے دروازہ کھولا۔

"اوہو.... ہاؤڈو یوڈو.... ڈیئر آنٹی....!" وہ مڑ کر بولا اور جولیا نے زوردار آواز کے ساتھ دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔ "تمہارے سر پر موت منڈلا رہی ہے۔!"

"اور ساتھ ہی جتا بھی رہی ہے....!" عمران کا لہجہ غم ناک تھا۔

"سفارت خانہ پاگل ہوا جارہا ہے....!"

"تو پھر اسے پاگل خانہ کہو.... سفارت کو بدنام کرنے کی کیا ضرورت ہے۔!"

"تمہیں سائیکو مینشن نہیں آنا چاہئے تھا....!"

"سفارت خانہ میرا تعاقب نہیں کر رہا تھا اس وقت.... اور اس وقت میں اپنے پسندیدہ میک اپ میں یہاں سے چلا جاؤں گا۔!"

"بار بار تمہارا حلیہ ریڈیو پر دہرایا جارہا ہے۔!"

"انٹرنیشنل فیم کا آدمی ہونا بہت مشکل ہے.... اپناجی تو اس وقت خوش ہوگا جب ساری دنیا کے ریڈیو اسٹیشن میرا حلیہ دہرانا شروع کردیں....!"

وہ دھم سے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

"مگر تم یہاں کیوں دھری ہوئی ہو....!" عمران نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"مجھے ہدایت ملی ہے کہ تمہارے ساتھ رہوں....!" وہ بُرا سا منہ بنا کر بولی۔

"نامعقولیت کی بھی حد ہوتی ہے.... میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تمہارے چیف کو کس خانے میں فٹ کیا جائے.... آخر تم میں کون سے سرخاب کے پر لگے ہوئے ہیں۔!"

"میں فضول بکواس سننے کے لئے نہیں آئی.... بی الیون کے سامنے والی عمارت غضنفر پیلس میں ہمیں قیام کرنا ہے۔!"

"اچھا فی الحال تم اسی کرسی پر قیام کرو.... میں ابھی آیا....!"

جولیا کو نشست کے کمرے میں چھوڑ کر وہ بیڈ روم میں آیا.... ٹھیک اُسی وقت فون کی گھنٹی بھی بجی۔

"ہیلو....!" عمران نے ریسیور اٹھا کر ماؤتھ پیس میں کہا!

"کون ہے....!" دوسری طرف سے صفدر کی آواز آئی۔

"میں ہوں....!"

"اچھا تو سنئے.... نواب شمسو، باؤلی اور خبطی نے آپ کے فلیٹ میں ڈیرہ ڈال دیا ہے.... نواب شمسو آپ سے ملنے کے لئے بے چین ہے۔!"

"ہوں.... اچھا....؟ دوسری طرف کیا ہورہا ہے....؟"

کیپٹن فیاض نے نواب شمسو کا بیان لینے کی کوشش کی تھی۔ لیکن اس نے یہ کہہ کر ٹال دیا ہے کہ جب دھماکوں کے اسباب سے واقف ہی نہیں ہے تو بیان دے کر کیا کرے گا۔ اتنا ہی کافی ہے

کہ وہ سو رہا تھا۔ اچانک ملازموں نے اسے جگا کر اطلاع دی کہ عمارت کا جنوبی پہلو آتشزدگی کا شکار ہو گیا ہے.... وہ سب باہر نکلے تو پوری عمارت یکے بعد دیگرے کئے دھماکوں کی وجہ سے ڈھیر ہو گئی.... اس نے کسی پر بھی شبہ ظاہر نہیں کیا؟"

"کیا کیپٹن فیاض کو اس کا علم ہے کہ نواب شمسو میری تلاش میں ہے۔!"

"یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا۔ ابھی تک تو فیاض آپ کے فلیٹ کی طرف نہیں آیا۔!"

"اچھی بات ہے.... اب مجھ سے رابطہ قائم کرنا ہو تو غضنفر پیلس کے نمبر پر رنگ کرنا.... غالباً تم سمجھ گئے ہو گے۔!"

"جی ہاں:....!"

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

قریباً آدھے گھنٹے کے بعد جب وہ بیڈ روم سے بر آمد ہوا تو جولیا بوکھلا کر کھڑی ہو گئی۔

"خوش رہو.... میری بچی....!" عمران نے ہاتھ اٹھا کر اسے دعا دی وہ ایک سفید فام غیر ملکی پادری کے میک اپ میں تھا.... جولیا نے ایسا بُرا منہ بنایا تھا اس کی آواز سن کر جیسے حلق میں نوالہ اٹک گیا ہو۔!

◆

عمارت بی الیون کی کمپاؤنڈ میں تاریکی اور گہرے سناٹے کی حکمرانی تھی۔ ابھی رات کے دس ہی بجے تھے لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہاں ایک متنفس بھی نہ جاگ رہا ہو.... کسی کھڑکی یا روشن دان میں روشنی کی رمق بھی نہیں تھی۔

اچانک ایک لمبی سی کار پھاٹک پر آرکی اور اس سے پے در پے ہارن دیا جاتا رہا لیکن نہ تو کسی نے پھاٹک کھولا اور نہ عمارت میں کہیں روشنی ہی نظر آئی۔

آخر کار ایک آدمی نے گاڑی سے اتر کر پھاٹک کا جائزہ لینا شروع کیا۔ اس کے ہاتھ میں ننھی سی ٹارچ تھی۔

پھر اس نے ٹارچ جیب میں ڈالی اور پھاٹک پر چڑھ کر دوسری طرف کمپاؤنڈ میں اتر گیا۔

اس نے پھاٹک کھولا اور گاڑی کمپاؤنڈ میں داخل ہو گئی۔

جس نے پھاٹک کھولا تھا پیدل ہی عمارت کی طرف چل پڑا.... اور پھر جب کار سے دوسرے افراد اترے تو انہوں نے اس آدمی کو کہتے سنا۔ "لائٹ غائب ہے کوئی سرکٹ کام نہیں کر رہا۔!"

کار سے بعد میں اترنے والوں میں سے کوئی بولا۔ "میں خطرے کی بو سونگھ رہا ہوں۔!"

"اس لئے تم اپنی ناک دبائے رکھو....!" کسی نے پھبتی کہی۔

"محتاط رہنے میں کیا حرج ہے۔!"

"اتنا کافی ہے کہ ہمارے ریوالور ہمارے ہاتھوں میں رہیں۔!"

پہلا آدمی بر آمدے سے اتر کر ان کے قریب آ کھڑا ہوا اور بولا "میرا خیال ہے کہ اب اس وقت ہمیں عمارت میں قدم بھی نہ رکھنا چاہئے۔!"

"جیسی تمہاری مرضی....!" کسی نے کہا۔

"لڑکیاں کہاں گئیں....!" تیسری آواز۔

"آج وہ یہاں نہیں تھیں....!" پہلی آواز۔

"کہاں ہیں....!"

"میں نہیں جانتا.... چلو واپس چلو....!"

"سوال تو یہ ہے کہ اندر سے پھاٹک کس نے بند کیا ہو گا۔!"

"فضول باتوں میں مت پڑو....!"

"یہاں کون تھا....؟"

"میں نہیں جانتا.... جلدی کرو.... اور یہاں سے نکل چلو....!"

وہ پھر گاڑی میں آ بیٹھے اور گاڑی فراٹے بھرتی ہوئی کمپاؤنڈ سے سڑک پر آ گئی۔

دس منٹ بعد وہ گیارہویں شاہراہ کی پانچویں عمارت کی کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی.... یہاں بر آمدہ روشن تھا.... لان پر بھی تاریکی نہیں تھی۔

وہ پانچ آدمی تھے اور ان میں سے ایک اپنی ہیت کذائی کی بناء پر لاکھوں میں پہچانا جا سکتا تھا اسے دیکھ کر کسی ریچھ کا تصور ذہن میں ابھرتا تھا۔

پانچوں عمارت میں داخل ہوئے... ایک سفید فام آدمی انہیں ایک بڑے کمرے میں لے آیا۔

ریچھ کی شکل والے نے اپنا کارڈ نکال کر اسے دیا اور وہاں سے چلا گیا۔

"یہاں کون رہتا ہے....!" چاروں میں سے ایک نے ریچھ سے پوچھا۔

"غیر ضروری باتیں نہیں....!" ریچھ کا لہجہ سخت تھا۔

تھوڑی دیر بعد ایک دراز قد اور غیر معمولی طور پر توانا سفید فام غیر ملکی کمرے میں داخل ہوا۔

ریچھ اسے دیکھتے ہی کسی خانہ زاد غلام کی طرح اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"بیٹھو....!" آنے والے نے نرم لہجے میں کہا۔ زبان اردو تھی۔

"بی الیون میں اندھیرا ہے جناب عالی.... اور پھاٹک بھی اندر سے مقفل ہے۔!"

"تم فکر نہ کرو.... جو کام تمہارے ذمے ہے اسے خوش اسلوبی سے انجام دیتے رہو۔!" ان چاروں کو یہاں نہ لانا چاہئے تھا۔ تم غیر محتاط ہوتے جارہے ہو۔

"مجھے افسوس ہے جناب.... دراصل حالات....!"

"حالات کے ذمہ دار تم نہیں ہو....!"

"میں محتاط رہوں گا جناب عالی....!"

"بس اب جاؤ.... صرف آج رات بی الیون سے الگ رہنا....!"

"بہت بہتر جناب....!"

"بس اب جاؤ....!"

ریچھ اٹھ گیا اور اس نے اپنے چاروں ساتھیوں کو بھی اٹھنے کا اشارہ کیا۔

وہ باہر نکلے اور ریچھ کے چاروں غیر ملکی ساتھیوں نے اسے بور کرنا شروع کردیا۔

"وہ کون تھا اور گفتگو کس زبان میں کر رہا تھا....!" ایک نے پوچھا۔

"میں کچھ نہیں جانتا....!"

"سنو دوست ہم تمہارے چارج میں ضرور ہیں لیکن یہ ہرگز نہ سمجھ بیٹھنا کہ دل نے تمہاری عزت کرتے ہیں۔!"

"ہم سب کسی کے احکامات کے تابع ہیں.... میری اپنی عزت کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔!"

"اب ہمیں کہاں جانا ہے۔!"

"حکم کے مطابق ہمیں یہ رات کہیں اور بسر کرنی پڑے گی.... صبح سے پہلے بی الیون میں داخلہ ممکن نہیں۔!"

"ہمارے بقیہ چار ساتھی کہاں ہیں.... چاروں لڑکیاں کہاں گئیں۔!"

"دیکھو دوستو....! میں ایک مقامی آدمی ہوں اور مجھے تم پر حاکم بنایا گیا ہے.... میں تمہیں آخری بار آگاہ کرتا ہوں کہ صرف اپنے کام سے کام رکھو....!"

◆

عمران پادری کے میک اپ میں غفنفر پیلس میں داخل ہوا تھا.... اور جولیا اپنی اصلی صورت میں اسکے ساتھ تھی.... لیکن رات گئے وہ پھر غفنفر پیلس سے باہر آیا تھا.... جولیا وہیں رہ گئی تھی۔

اب وہ اپنی اصل صورت میں اپنے فلیٹ کی طرف جارہا تھا۔ جولیا اس پر تیار نہیں تھی کہ وہ ایسا کوئی قدم اٹھائے لیکن وہ عمران ہی کیا جو کسی دوسرے کے مشورے پر کان دھرے۔

وہاں سے چل پڑا اور بخیر و خوبی اپنے فلیٹ تک جا پہنچا۔ اچھی طرح جانتا تھا کہ ایسے حالات میں فیاض سے فلیٹ کی نگرانی کی عقل مندی ہرگز سرزد نہ ہوگی۔

رات کے گیارہ بجے اس نے اپنے فلیٹ کے دروازے پر دستک دی اور اپنے وقت کے مستعد ترین باڈی گارڈ جوزف نے فوراً ہی دروازہ کھول دیا.... اور آہستہ سے بولا۔

"بوڑھا اور لڑکی کہاں ہیں....؟"

"تمہارے بیڈ روم میں باس... لڑکی بستر پر سو رہی ہے اور بوڑھا فرش پر بیٹھا جھوم رہا ہے۔!"

"تیسرا کہاں ہے....!"

"وہ ان دونوں سے جھگڑا کر کے چلا گیا....!"

عمران اپنی خواب گاہ کی طرف.... بڑھا.... سچ مچ نواب شمسو فرش پر آلتھی پالتھی مارے بیٹھے جھوم رہے تھے۔ آنکھیں بند تھیں اور ہونٹ آہستہ آہستہ ہل رہے تھے۔

عمران کی آہٹ پر چونک کر آنکھیں کھولیں اور اٹھ کر والہانہ انداز میں اس کی طرف بڑھے۔

"تم آگئے میرے بچے.... میں تمہارے لئے بہت پریشان تھا۔!"

"اور میں آپ کے لئے بہت پریشان ہوں جناب عالی....!"

"تم آخر وہاں سے اس طرح غائب کیوں ہوگئے تھے....؟"

"اس نے بھگا دیا تھا....!" عمران نے سوئی ہوئی باؤلی کی طرف اشارہ کیا۔

"وہ سچ مچ بہت ذہین ہے.... اس نے اچھا کیا تھا.... لیکن مجھے تو بتا ہی دینا چاہئے تھا....! میں سوچ رہا تھا کہ کہیں پولیس کے ہاتھ نہ لگ گئے ہو.... تم پر کسی عمارت میں ڈکیتی کا الزام عائد

کیا گیا ہے۔!"

"کیا آپ اس عمارت یا اس کے مکینوں سے واقف نہیں ہیں۔!"

"ہرگز نہیں میرے بچے....!"

"لیکن آپ ہی کے نام پر وہاں میرا کچومر نکل گیا تھا....!"

"میں نہیں سمجھا....!"

"مجھے گھیر کر پکڑا گیا تھا اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کی جاتی رہی تھی کہ میں کس کے لئے کام کر رہا ہوں اور آپ کے پاس کیوں گیا تھا....!"

"عجب.... ثم العجب....!"

ٹھیک اسی وقت جوزف نے آکر اطلاع دی کہ کیپٹن کا آدمی آیا تھا اور اسکے متعلق پوچھ کر چلا گیا۔

"میں نے کہہ دیا ہے باس کہ آپ کا کہیں پتہ نہیں....!"

"ٹھیک ہے جاؤ....!"

"یہ سیاہ فام آدمی اپنے سینے میں بڑا نورانی دل رکھتا ہے۔!" نواب شمسو بولے۔!

عمران خاموش رہا... پھر نواب شمسو نے ہی سلسلہ کلام جاری رکھا۔

"تم نے مجھے الجھن میں ڈال دیا ہے.... وہ لوگ کون ہو سکتے ہیں۔!"

"خدا سے پوچھ لیجئے....! کیا دشواری ہے جب کہ وہ براہ راست آپ سے کلام کرتا ہے۔!"

"سب کچھ تباہ ہو گیا ہے.... میں کچھ بھی نہیں سن سکتا.... اب کوئی آواز نہیں آتی۔!"

"آخر ایسا کیوں ہوا....؟"

"میں کچھ نہیں جانتا.... کچھ نہیں جانتا۔!"

"خیر....!" عمران طویل سانس لے کر بولا۔ "یہ جگہ آپ کے شایانِ شان نہیں ہے.... میں نے ایک جگہ آپ کی رہائش کا انتظام کیا ہے۔!"

"میرے لئے جگہ کی کمی نہیں ہے.... شہر میں میری کئی عمارتیں موجود ہیں کہیں بھی قیام کر سکتا ہوں.... میں تو دراصل تم سے ملنا چاہتا تھا۔!"

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے....! لیکن آخر آپ مجھ غریب پر اتنے مہربان کیوں ہو گئے ہیں۔"

"مجھے خدا سے یہی حکم ملا تھا....!"

"اور اب کوئی حکم نہیں ملتا...... اوہو...... ذرا یہ تو بتایئے کہ خدا کی آواز کیسی ہے....؟"

نواب شمسو ایک دم بھڑک اٹھے....!" کیا مذاق اڑانے کا ارادہ رکھتے ہو۔!"

"ہرگز نہیں جناب عالی....!"

"پھر تم نے ایسے لہجے میں کیوں سوال کیا....!"

"اصلیت جاننے کے لئے میں اکثر حدود سے بھی گذر جاتا ہوں۔!"

"کاش میں تجھے سنوا سکتا وہ آواز نادان لڑکے....!"

"کم از کم الفاظ میں تو بیان ہی کر سکتے ہیں.... میں نے آپ کے تنقیدی مجموعے دیکھے ہیں.... الفاظ آپ کے غلام ہیں.... جس طرح چاہیں انہیں استعمال کریں.... الفاظ میں تصویر کشی ہی کے فن کا واضح ترین پہلو تھا....!"

"اوہو.... تو تم مجھے اس حد تک جانتے ہو....! نواب شمسو بچکانہ انداز میں مسکرائے.... پھر بولے اچھا تو سنو.... وہ آواز تین آوازوں کا مرکب ہوتی ہے.... ایک مرد، ایک عورت اور ایک بچے کی آواز....!"

"خوب....!" عمران سر جھٹک کر بولا۔ "آخر جانوروں نے کیا قصور کیا ہے.... کیا وہ جانوروں کا خدا نہیں ہے۔!"

نواب شمسو نے جھلاہٹ میں ہاتھ گھمایا.... عمران پھرتی سے پیچھے نہ ہٹ گیا ہوتا تو تھپڑ گال ہی پر پڑا تھا۔

اس دوران میں بستر پر نظر پڑی تو باؤلی بیٹھی متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکاتی دکھائی دی۔

"مہاپاگل نرمی اختیار کرو....!" بالآخر باؤلی بولی.... اور نواب شمسو کا دوبارہ اٹھا ہوا ہاتھ نیچے گر گیا اور انہوں نے باؤلی سے کہا!" اس شریر نے ہمارے لئے کہیں اور رہائش کا انتظام کیا ہے۔!"

ان کے لہجے میں پیار لوٹ آیا تھا۔

"کہاں انتظام کیا ہے....؟" باؤلی نے عمران کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

"غضنفر پیلس میں....!"

"اوہو.... شاندار عمارت ہے گریشم روڈ پر....!"

"وہاں ایک پرتگالی پادری فادر زوکوہا رہتے ہیں.. آپ دونوں انہیں کے ساتھ قیام کرینگے۔!"

"یہ تو بہت اچھا ہے.... مہاپاگل کو تبلیغ کا موقع ملے گا.... ان کی ہمیشہ سے خواہش رہی ہے کہ غیر مذاہب کے علماء کو اپنی طرف لائیں....!"

"اچھی بات ہے.... تو صبح آپ دونوں وہاں پہنچ جایئے گا.... ایک شاندار گاڑی یہیں سے آپ کو وہاں لے جائے گی۔!"

"صبح سات بجے.... یاد رکھئے گا۔!"

اس دوران میں نواب شمسو پھر فرش پر بیٹھ کر جھومنے لگے تھے۔

باؤلی بھی نواب شمسو کی طرف متوجہ ہو گئی اور پھر عمران کو کمرے سے نکل جانے کا اشارہ کرتی ہوئی خود بھی آہستگی سے اٹھ گئی۔

دونوں نشست کے کمرے میں آئے.... یہاں جوزف نے شائد پہلے ہی سے کھڑکیوں پر سیاہ پردوں کا اہتمام کر لیا تھا۔!

"مہاپاگل پر اب وہ کیفیت نہیں طاری ہو رہی جو ان کی خواب گاہ میں ہوا کرتی تھی....!" باؤلی نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔!

"میں پوچھتا ہوں یہ سب کیا تھا....!"

"کسی نے پوری عمارت تباہ کر دی....!"

"خود مہاپاگل بھی اس حرکت کے مرتکب ہو سکتے ہیں حکومت اسے بھی کسی قسم کا پاگل پن تصور کر کے خاموش ہو رہے گی۔!"

"کیپٹن فیاض نے خاص طور پر ہدایت دی ہے کہ ہم جہاں بھی جائیں اس کے علم میں ضرور لائیں ورنہ ہمارے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی۔!"

"تم صبح اسے فون کر دینا کہ غضنفر پیلس جا رہے ہو۔! فادر زوکوہا مہاپاگل کے دوست ہیں۔!"

"اگر اس نے فادر زوکوہا سے پوچھ گچھ کی تو کیا ہوگا۔!"

"فادر زوکوہا تم لوگوں کے بیان کی تردید نہیں کریں گے۔! میں نے سارے معاملات پہلے ہی طے کر لئے ہیں۔!"

"عمران.... پوری عمارت الشمس خاک کا ڈھیر ہو گئی.... وہاں بڑی قوت کے بم رکھ دیئے گئے تھے۔!"

"کس نے رکھے تھے....!"

"خدا جانے....!"

"کیا ان پاگلوں میں سے کوئی ہو سکتا ہے جو....!"

"نہیں ان میں سے کوئی بھی نہیں ہو سکتا جن کا تعلق ہم سے تھا....! کیا تم نے سنا نہیں تھا خبطی نے اطلاع دی تھی کہ کچھ اجنبی پاگلوں نے عمارت کے ایک حصہ میں آگ لگا دی ہے۔! وہ ہم سے جھگڑا کر کے گیا ہے.... شائد اب واپس نہ آئے....!"

"جھگڑا کس بات پر ہوا تھا....!"

"جھگڑے کی وجہ تم ہو....!" باؤلی اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرائی۔ چند لمحے اس انداز میں مسکراتی رہی پھر بولی "وہ تم جیسے اجڈ اور بدتمیز آدمی کے فلیٹ میں قیام نہیں کرنا چاہتا تھا۔ پھر جوزف کو دیکھ کر اسے عذاب قبر یاد آجاتا تھا.... کہنے لگا عذاب کے فرشتے ایسے ہی ہوں گے۔!"

"وہ تو صرف میرے لئے عذاب کا فرشتہ ہے.... بقیہ دنیا کو اس سے حراساں ہونے کی ضرورت نہیں۔!"

"تمہارے لئے کیوں ہے عذاب کا فرشتہ....؟"

"روزانہ چھ بوتلیں پی جاتا ہے....!"

"لیکن میں نے اسے کسی وقت بھی نشے میں نہیں دیکھا....!"

"پانی اس لئے نہیں پیتا کہ اس میں کسی قسم کی بو نہیں ہوتی۔!"

"اوہو.... تو بلانوش ہے....!"

"فرسٹ ڈگری کا.... میں نے آج تک اسے سادہ پانی پیتے نہیں دیکھا....!"

"لیکن بے حد شائستہ اور معاملہ فہم آدمی ہے....!" باؤلی نے کہا۔

"اچھا بس اب میں چلا.... جو کچھ میں نے کہا ہے اس میں فرق نہ پڑنے پائے۔!"

*

عمران کے وعدے کے مطابق صبح ہی صبح ایک لمبی سی کار نواب شمسو کے لئے پہنچ گئی تھی۔ باؤلی اور نواب شمسو کسی حیل و حجت کے بغیر غضنفر پیلس کی طرف روانہ ہو گئے۔!

فادر زوکوہا نے پھاٹک ہی پر ان کا استقبال کیا تھا۔! البتہ جولیا پر نظر پڑتے ہی دونوں ہی بُری طرح چونکے تھے...! لیکن عمارت کے اندر پہنچ جانے سے پہلے اس کے سلسلے میں انہوں نے کوئی گفتگو نہ کی۔!

پھر ڈرائینگ روم میں باؤلی نے جولیا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "نہ جانے کیوں ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے پہلے بھی تمہیں کہیں دیکھا ہو...!"

"تمہاری یادداشت بہت کمزور ہے...!" نواب شمسو سرد لہجے میں بولے۔ "رفتی علی جلال ... قبرص سے تشریف لائی تھیں...!"

جولیا ہنس پڑی... اور پادری زوکوہا نے کہا۔

"مجھے افسوس ہے یور ہولی نس... میں نے ہی اسے بھیجا تھا... میں آپ کے مشن کا مقصد معلوم کرنا چاہتا تھا... ورنہ یہ بھی میری ہی طرح کرسچین ہے اور سوئیس ہے... قبرص سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔!"

"خیر کوئی بات نہیں... میرا کام ہر حال میں جاری رہے گا...!" نواب شمسو مسکرا کر بولے۔

"میں آپ کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہوں... یور ہولی نس...!" پادری نے اپنا ہاتھ نواب صاحب کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا جو بڑی محبت سے قبول کیا گیا پھر نواب شمسو بولے۔

"آپ کے مغرب نے جو بیج بویا تھا اس سے ایک کانٹوں دار تناور درخت تیار ہو گیا ہے۔!"

"ہم سب اس کے لئے فکرمند ہیں... یور ہولی نس...!"

"یور ہولی نس کے بجائے آپ مجھے مہاپاگل کہہ سکتے ہیں۔!"

"اس لفظ کے معنی سے بھی آگاہ فرمائیے...!"

"سب سے بڑا پاگل...!"

"عجیب بات ہے...!"

"علاج بالمثل... جو دیوانگی آپ کے ممالک میں پھیلی ہوئی ہے اس کا علاج دیوانگی سے ہی ممکن ہے۔ کوئی دوسرا طریقہ کارگر نہ ہوگا۔ میں اب تک درجنوں ناکارہ نوجوانوں کو کارآمد بنا چکا ہوں۔!"

"تب تو آپ میری طرف سے مبارکباد قبول فرمائیے...!"

ٹھیک اسی وقت ایک ملازم نے کسی ملاقاتی کا کارڈ پادری کے سامنے پیش کیا۔

"اوہو... اچھا... بھیج دو...!" پادری نے کارڈ پر نظر ڈالتے ہوئے پر تشویش لہجے میں کہا۔!

کچھ دیر بعد یہ ملاقاتی کیپٹن فیاض ثابت ہوا... نواب شمسو سے معذرت طلب کرنے کے بعد بولا۔ "میں صرف اپنا اطمینان کرنا چاہتا تھا۔!"

پھر وہ پادری سے اس کے متعلق پوچھنے لگا تھا۔

"میں پرنس غضنفر کا اتالیق ہوں اور بیس سال سے میرا قیام یہیں پر ہے...!" پادری نے کسی قدر ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

"آپ کچھ اور خیال نہ فرمائیے گا... میں نے یونہی رسماً آپ سے آپ کے بارے میں پوچھا تھا... یہاں آنے کا مقصد صرف نواب صاحب کی خیریت دریافت کرنا تھا۔!"

"اس حادثے کے سلسلے میں کیا ہو رہا ہے...!" پادری نے فیاض سے سوال کیا۔ "آخر یہ کون لوگ تھے جنہوں نے نواب صاحب کو تکلیف پہنچائی۔!"

"ابھی یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا...! دراصل اس صورت میں آسانی ہوتی جب نواب صاحب کسی کے خلاف شبہ ظاہر کر دیتے۔!"

"مجھے کسی پر بھی شبہ نہیں... میں کسی کو اپنا دشمن نہیں سمجھتا۔!"

"ایسی صورت میں جناب... دیر ضرور لگے گی۔!"

"مجھے اس سے قطعاً کوئی دلچسپی نہیں...! میں نے تو باضابطہ طور پر رپورٹ بھی درج نہیں کرائی۔!"

"واقعی آپ بہت عظیم ہیں...!" پادری نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"نہیں میں بہت حقیر ہوں...!" عظمت والا صرف وہ ہے جس نے مجھے عقل سلیم عطا فرمائی۔!"

دوپہر کو آرام کرنے کے لئے وہ مختلف کمروں میں چلے گئے تھے... ایک باؤلی جولیا کی تاک میں رہی... اور بالآخر ایک جگہ اسے گھیرنے میں کامیاب ہو گئی۔

"کیا عمران یہاں نہیں ہے...!" اس نے جولیا سے پوچھا۔

"کون عمران... میں کسی عمران کو نہیں جانتی۔!"

"ارے اسی نے تو ہم کو یہاں بھیجا ہے... وہ دیکھو... بڑا خوبصورت ہے... لیکن صورت سے بے وقوف معلوم ہوتا ہے... اور اکثر بے وقوفی کی باتیں بھی کرتا رہتا ہے۔"

"او ہو.... تم ڈھمپ کو پوچھ رہی ہو شاید....!"

"ڈھمپ کیا....!" باؤلی نے حیرت سے پوچھا۔

"وہ ریاست ڈھمپ کا کپولی ہے اور اس کی بہن کپولن کہلاتی ہے۔!"

"میں کچھ بھی نہیں سمجھی....!"

"جو کچھ وہ اپنے بارے میں کہتا رہتا ہے میں نے دہرا دیا.... سمجھتی تو میں بھی نہیں ہوں۔!"

"کیا وہ تمہیں اچھا لگتا ہے....!"

"بہت زیادہ.... کیوں کیا تمہیں بھی اچھا لگتا ہے....!" جولیا نے سوال کیا اور باؤلی بغلیں جھانکنے لگی۔

"میں سمجھ گئی....!" جولیا ہنس پڑی۔

"کیا سمجھ گئیں....!"

"وہ کچھ دنوں کے بعد ہر ایک کو اچھا لگنے لگتا ہے لیکن وہ خود کسی کی بھی پرواہ نہیں کرتا۔!"

"شائد اس نے تمہاری پرواہ نہیں کی....!"

"میں نے کبھی کوشش ہی نہیں کی کہ وہ میری پرواہ کرے.... میں تو پادری زوکوہا کو دل و جان سے چاہتی ہوں! لیکن وہ شادی پر رضامند نہیں ہوتے....؟"

"پادری....!" باؤلی اچھل پڑی۔

"میں اس کے لئے جان بھی دے سکتی ہوں....!"

باؤلی بے تحاشہ ہنس پڑی.... اور ٹھیک اسی وقت عمران اپنی اصلی صورت میں وہاں آگیا.... اسے دیکھ باؤلی کا قہقہہ اور زیادہ طویل ہو گیا۔

"یہ.... یہ....!" وہ جولیا کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولی! "پادری کو دل و جان سے چاہتی ہے اور اس کے لئے جان تک دے سکتی ہے۔!"

"کیا مضائقہ ہے....!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"کوئی بات ہی نہیں....!"

"پچھلے سال ایک لڑکی ایک بوڑھے کی قبر میں گھس گئی تھی....!"

جولیا عمران کو قہر آلود نظروں سے دیکھتی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔

"کیا یہ تمہیں اچھی نہیں لگتی....!" باؤلی نے عمران سے پوچھا۔

"اچھی لگتی ہے....!"

"اور.... اور.... میں....!"

"تم بھی اچھی لگتی ہو....!"

"کیا بات ہوئی....!"

"خدا سے پوچھو.... اور آخر اس نے اتنی بہت سی اچھی لڑکیاں کیوں پیدا کر دی ہیں۔!"

"تم سچ مچ پاگل ہو....!"

"لیکن پھر بھی مہا پاگل کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا۔!"

"تم نے تو میرا دل توڑ دیا اس وقت....!" باؤلی نے کہا اور تیزی سے باہر نکل گئی.... حقیقتاً وہ جولیا کی خواب گاہ تھی۔

عمران وہیں ٹھہرا رہا.... تھوڑی دیر بعد جولیا اندر آئی اس کے ہاتھ میں ایک موٹا سا ڈنڈا تھا۔

"نکلو یہاں سے.... نکل جاؤ....!"

"کیوں....؟"

"بس چلے جاؤ.... اور فوراً پادری کے میک اپ میں آجاؤ.... میں تمہاری اصلی صورت نہیں دیکھنا چاہتی....!"

"واہ بھئی.... اچھی زبردستی ہے....!"

"میں نہیں سمجھ سکی کہ تم نے پادری کا میک اپ کیوں ختم کر دیا.... ابھی کچھ دیر پہلے میں نے تمہیں بی الیون کی طرف کھڑکی میں کھڑے دیکھا تھا.... آخر کیا کرنا چاہتے ہو....!"

"بس دیکھتی جاؤ.... کھیل طوالت اختیار کر گیا ہے.... اور یہ بات مجھے پسند نہیں....!"

"تمہارا طریق کار احمقانہ ہے....!" جولیا جھنجھلا کر بولی۔

"کون کہتا ہے کہ سقراط ہوں میں....!"

"میں تم سے متفق نہیں ہوں....!"

"تو کیا واقعی مجھے سقراط سمجھتی ہو....؟ لیکن میں زہر کا پیالہ نہیں پی سکتا.... علاج بالمثل کا قائل ہوں.... کمینگی کا مقابلہ کمینگی سے....! کیا سمجھیں.... مجھے تم بھی اچھی لگتی ہو.... اور

باؤلی بھی اچھی لگتی ہے۔!"

"شٹ اپ....!"

"ہر اچھی لڑکی اچھی لگتی ہے.... اگر تمہیں یہ بات پسند نہیں تو میرا آپریشن کرا کے پلاسٹک کا دل لگوادو....!"

"میں کہتی ہوں.... چلے جاؤ یہاں سے....!"

"تم سے تو مرغیاں ہی اچھی....!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"تم جاتے ہو یا....!" جولیا نے دونوں ہاتھوں سے ڈنڈا تولتے ہوئے کہا۔!

"کھسک جانا ہی مقدر معلوم ہوتا ہے!" عمران نے پُر تشویش لہجے میں کہا اور کمرے سے نکل گیا۔

◆

رات کے کھانے کے بعد وہ تمباکو نوشی کے کمرے میں کافی پی رہے تھے۔ فادر زوکوہا اور نواب شمسو کے درمیان دنیا کے مختلف مذاہب سے متعلق ایک طویل بحث ہوئی تھی لیکن دونوں کے چہروں پر ناگواری کے آثار نہیں پائے جاتے تھے.... جولیا اور باؤلی اپنے طور پر کسی بحث میں اب تک الجھی ہوئی تھیں۔ اتنے میں ملازم نے کسی کا کارڈ نواب شمسو کو دیا اور نواب شمسو نے اسے دیکھ کر باؤلی کی طرف بڑھا دیا۔

"خبطی....!" وہ بُرا سا منہ بنا کر بولی۔ "ایسے لوگوں سے دور رہنا ہی بہتر ہے۔!"

"تم کیا کہنا چاہتی ہو....!" نواب شمسو نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"وہ اس فلیٹ سے بھاگ نکلا تھا.... اور اب محل میں آنا چاہتا ہے۔!"

"کوئی مضائقہ نہیں.... ہر آدمی تن آسانی کی تلاش میں ہے.... محض اس بناء پر اسے بُرا نہ سمجھو کہ فلیٹ میں نہیں رہنا چاہتا تھا۔!"

"وہ عمران کے بارے میں اچھی رائے نہیں رکھتا۔!"

"کیا اس سے عمران کی شخصیت میں کسی قسم کا داغ لگ سکتا ہے۔!"

"آپ کی مرضی....!" باؤلی طویل سانس لے کر بولی۔

"اسے بلا لاؤ....!" نواب شمسو نے ملازم سے کہا۔

"آپ کا کوئی ملاقاتی....!" پادری نے پوچھا۔

"میری انجمن کا جوائنٹ سیکریٹری ہے....!"

"اچھا.... اچھا....!" پادری نے سر ہلا کر کہا اور کافی کی چسکیاں لینے لگا۔

کچھ دیر بعد خبطی ملازم کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا تھا۔

وہ بڑے ادب سے نواب شمسو کے سامنے جھکا اور پھر سیدھا کھڑا ہو کر انتظار کرنے لگا کہ اسے بیٹھنے کی اجازت ملے۔ نواب شمسو نے سامنے والی کرسی کی طرف اشارہ کیا.... اس دوران میں خبطی کی "شوں شوں" مسلسل جاری رہی تھی۔

"بڑی مشکل سے.... شوں شوں.... جناب عالی.... آپ کا پتہ معلوم ہوا ہے.... اسی پولیس آفیسر نے مجھے.... شوں شوں.... بتایا تھا کہ آپ کہاں ہیں.... شوں شوں....!"

"بہت اچھا ہوا کہ تم یہاں چلے آئے....!" نواب شمسو نے بڑے نرم لہجے میں کہا۔

"لیکن جناب عالی.... مجھے.... شوں شوں.... اس شخص سے نفرت ہے....!"

"ہو سکتا ہے....؟"

"م.... میں معافی.... شوں شوں.... چاہتا ہوں.... جناب عالی....!"

"میں نے پہلے ہی معاف کر دیا تھا....!"

"میں آپ کا شکرگزار ہوں جناب......شوں شوں...... جناب...... عالی......!"

"تو کیا تم ہمارے ساتھ قیام کرنے کے لئے آئے ہو....!" باؤلی نے پوچھا۔

"نہیں.... بس خیریت دریافت کرنا چاہتا تھا....!"

"کر چکے....؟"

"جی ہاں....!"

"تو بس پھر اب جاؤ....!"

خبطی نے بے بسی سے نواب شمسو کی طرف دیکھا.... لیکن وہ اس کی طرف متوجہ نہیں تھے۔

وہ پھر باؤلی کی طرف مڑا اور اس نے کہا۔ "ہاں ہاں... جاؤ... فی الحال تمہاری موجودگی ضروری نہیں.... انجمن کی میٹنگس کے لئے کسی نئی جگہ کا اعلان عنقریب اخبارات میں کر دیا جائے گا۔!"

"بہت بہتر....!" خبطی نے بے بسی سے کہا اور کمرے سے نکل گیا۔

"کیا میں نے غلطی کی مہاپاگل....!" باؤلی نے نواب شمسو سے پوچھا۔

”کچھ کر گذرنے کے بعد مت سوچا کرو.... کہ وہ صحیح تھا یا غلط۔“

”بہت بہتر.....!“

وہ پھر جولیا سے باتیں کرنے لگی.... موضوع گفتگو عمران تھا.... وہ جولیا سے کہہ رہی تھی۔

”پتہ نہیں کیوں لوگ اسے ناپسند کرتے ہیں... حالانکہ بڑی پیاری شخصیت ہے... پہلودار شخصیت!“

”شائد ابھی تک کوئی بہت زیادہ دلچسپ پہلو تمہارے سامنے نہیں آیا۔!“

”بے حد نڈر آدمی ہے.... اس کے باوجود بھی شکل سے ڈرپوک اور بے حد تھکا ہارا معلوم ہوتا ہے....؟“

جولیا صرف مسکرا کر رہ گئی.... لیکن اس نے کنکھیوں سے پادری کی طرف صرف دیکھا تھا۔

ادھر نواب شمسو نے پھر کوئی بحث چھیڑ دی تھی.... اس طرح رات کے گیارہ بج گئے۔

پادری کی خوش خلقی میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں آیا تھا.... ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ اس بات پر خوش ہے کہ اسے ابھی تک خواب گاہ میں نہیں جانا پڑا۔

گیارہ بج کر پانچ منٹ پر ایک تباہ حال ملازم کمرے میں داخل ہوا.... اس کے کپڑے پھٹے ہوئے تھے اور چہرے پر تازہ خراشوں سے خون رس رہا تھا۔

”صاحب.... وہ زبردستی گھس آئے ہیں....!“ ملازم ہانپتا ہوا بولا۔ ”ٹیلی فون کے تار کاٹ دیئے.... ہم لوگوں کی پٹائی کی.... کچھ بتاتے بھی نہیں کہ کون ہیں.... اور کیا چاہتے ہیں۔!“

پادری اٹھ کھڑا ہوا۔

ٹھیک اسی وقت دو آدمی کمرے میں گھس آئے.... ان کے ہاتھوں میں ریوالور تھے۔!

ان میں ایک سفید فام غیر ملکی تھا اور دوسرا دیسی.... دیسی آدمی کی شکل ریچھ سے مشابہ تھی۔

”کوئی اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کرے....!“ ریچھ کی شکل والا غرایا۔

سفید فام غیر ملکی بھاری جبڑوں اور پتلے ہونٹوں والا تھا۔ آنکھوں کی بناوٹ سے بھی شدید ترین اذیت پسندی جھلکتی تھی۔

دفعتاً اس نے ریچھ سے کہا۔ ”تم ان کی جامہ تلاشی لو.... میں کور کئے ہوئے ہوں۔!“

”او کے سر....!“ کہتے ہوئے ریچھ نے اپنا ریوالور بغلی ہولسٹر میں ڈال لیا اور آگے بڑھ کر نواب شمسو کی تلاشی لینے لگا۔ اتنے میں پادری نے نرم لہجے میں کہا۔ ”میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ لیکن میں تمہیں نصیحت کروں گا کہ لڑکیوں کو ہاتھ نہ لگانا.... اگر ان کی بھی جامہ تلاشی ضروری ہے تو کسی عورت کو لاؤ۔!“

”شٹ اپ یو ڈرٹی سوائین....!“ سفید فام غیر ملکی گرجا۔

”کیا تم ایک پادری کا احترام بھی نہیں کر سکتے.... میرا نام زوکوہا ہے....!“

”خدا کے بھتیجے ہو تم....! میں جانتا ہوں....!“ غیر ملکی نے زہریلے لہجے میں کہا۔ ”لیکن ہم خدا کو نہیں مانتے.... چاند کے قریب تک ہو آئے ہیں لیکن ہمیں خدا کہیں نہ ملا۔“

ریچھ نواب شمسو کے بعد پادری کی طرف بڑھا۔

”وہیں کھڑے رہو....!“ اچانک پادری کا موڈ بھی بگڑ گیا.... ”آخر یہ کیا لغویت ہے.... تم لوگ کیا چاہتے ہو....!“

”عمران کو ہمارے حوالے کردو....!“

”اوہو تو تمہیں اس کی تلاش ہے.... وہ تو یہاں نہیں ہے اپنے ان دوستوں کو پہنچا کر چلا گیا تھا۔“

”بکواس ہے....!“ ابھی دس منٹ پہلے وہ اوپری منزل پر نظر آیا تھا۔

”یہ غلط ہے.... وہ دوپہر کے بعد سے یہاں نہیں ہے۔!“

”دوپہر کے بعد ہی سے تو وہ اوپری منزل پر دیکھا جاتا رہا ہے۔“

”اچھا تو پھر تلاش کرلو....!“

”بوڑھے خبیث!“ سفید فام غیر ملکی پادری کو مخاطب کر کے بولا۔ ”تم اسے کیسے جانتے ہو۔“

”وہ میرا دوست ہے... مجھ سے نصیحتیں سننے کیلئے آتا ہے.... یسوع مسیح کا احترام کرتا ہے۔!“

”وہ ایک کینہ توز بلیک میلر ہے....!“

”ہوگا.... یسوع مسیح کو اس سے کیا....!“

”اچھا اب تم اپنی بکواس بند کرو....!“ سفید فام غرایا اور ریچھ سے بولا۔ ”اس کی بھی جامہ تلاشی لو....!“

ٹھیک اسی وقت دروازہ بند ہو گیا جس سے یہ لوگ داخل ہوئے تھے....! ریچھ اچھل کر دروازے کی طرف جھپٹا اور اس کے ہینڈل پر زور آزمائی کرنے لگا۔

”تم جو کوئی بھی ہو دروازہ کھول دو.... ورنہ ان چاروں کو ہلاک کر دوں گا۔!“ غیر ملکی نے

چیخ کر کسی اندیکھے آدمی کو مخاطب کیا۔!

"یہ سب کیا ہے آخر....!" پہلی بار نواب شمسو کی پاٹ دار آواز کمرے میں گونجی.... لیکن اس کی طرف توجہ دیئے بغیر غیر ملکی نے ریچھ سے کہا۔ "دروازے کے قفل پر فائر کرو....!"

"اس دروازے میں کوئی قفل نہیں ہے!" پادری نے مسکرا کر بے حد پر سکون لہجے میں کہا۔

"پھر یہ کیسے کھلے گا....!"

"تم شائد اس غلط فہمی میں ہو کہ دروازہ باہر سے کسی نے بند کیا ہے۔!"

"پھر کیا بات ہے....!"

"وہ خود بخود بند ہوا ہے.... اور اب اس کو میرے علاوہ اور کوئی نہ کھول سکے گا۔!"

"تو میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ دروازہ فوراً کھول دو....!" سفید فام دہاڑا۔

"جناب کا حکم سر آنکھوں پر.... یہ خادم حاضر ہے....!" پادری طنزیہ لہجے میں بولا۔ "جناب خدا کے منکر ہیں لہٰذا میری کیا وقعت ہو سکتی ہے جناب کی نظروں میں۔!"

پادری پر وقار انداز میں دروازہ کی طرف بڑھا.... غیر ملکی بھی دروازے ہی کی طرف متوجہ تھا۔ پادری نے اس کے قریب سے گذرتے وقت اس کے ریوالور پر ہاتھ ڈال دیا.... ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل کر اوپر اچھلا۔ ساتھ ہی جولیا نے اپنی جگہ سے جست لگائی اور اسے اوپر ہی اوپر روک لیا۔ ریچھ غراتا ہوا اس کی طرف بڑھا لیکن اتنی دیر میں جولیا پوزیشن لے چکی تھی۔

"اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ....!" وہ سانپ کی طرح پھپھکاری۔ جو جہاں تھا وہیں رک گیا.... پادری نے آگے بڑھ کر ریچھ کے ہولسٹر سے بھی ریوالور نکال لیا.... اور جولیا کے قریب کھڑا ہو کر بولا۔

"اب بتاؤ شریف آدمیو....! تم کیا کہنا چاہتے ہو....!"

"فادر زوکوہا....! ہمارا آپ سے کوئی جھگڑا نہیں۔ آپ عمران کو ہمارے حوالے کر دیجئے۔!" ریچھ بولا۔

"وہ میرے شاگرد پرنس غضنفر کا دوست ہے....!"

"کچھ بھی ہو.... آپ سمیت یہاں کا ایک ایک متنفس موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا.... اگر آج عمران ہمارے ہاتھ نہ لگا.... تم کیا سمجھتے ہو یہاں ہم صرف دو ہی تو نہیں ہیں۔!"

"تو پھر....!" پادری کے لہجے میں حیرت تھی۔

"آٹھ خون خوار آدمی پوری عمارت کو تہس نہس کر کے رکھ دیں گے.... اگر عمران ہاتھ نہ لگا.... اور یہ دروازہ جو خود بخود بند ہو گیا ہے دو ٹکڑوں میں ریزہ ریزہ ہو جائے گا۔!"

"وہ آٹھ آدمی کہاں ہیں....!"

"میں نہیں جانتا....!"

"لیکن عمران تو یہاں نہیں ہے....!"

"پھر کہاں ہے....!"

"میں نہیں جانتا....!"

"کچھ ہی دیر پہلے وہ اوپر کی منزل میں دیکھا گیا تھا....!"

"اچھا تو پھر تمہارے آدمی اسے تلاش ہی کر لیں گے....!" پادری نے لاپروائی سے کہا اور جولیا سے بولا۔ "تم ان دونوں کو کور کئے رکھو.... کم از کم میں ان کے ہاتھ تو باندھ ہی دوں۔!"

"تم ایسا نہیں کر سکو گے....!" غیر ملکی غرایا۔

"تم اپنی زبان بند رکھو مسٹر نورالدینوف....!"

"کیا....!" غیر ملکی اچھل پڑا۔

"تمہارا تعلق براہِ راست سفارت خانے سے نہیں ہے.... اگر میں تمہیں قتل بھی کر دوں تو تمہارا ملک دعویدار نہیں ہو سکے گا۔!"

"کیا بکواس ہے.... ابھی تم نے کیا نام لیا تھا....!"

"نورالدینوف....!"

"بکواس ہے.... میرا نام ربرٹ لاسکی ہے....!"

"میں اسے بکواس نہیں سمجھتا.... تم نت نئے طریقوں سے ہمارے ملک میں نظریاتی جنگیں برپا کراتے رہے ہو.... اور ایک مخصوص نظریئے کا پرچار کرتے رہے ہو.... تمہارا پاسپورٹ جعلی ہے.... ہر چند کہ تم بی الیون سے ہمیشہ الگ تھلگ رہے لیکن اس پورے آرگنائزیشن کو تم ہی چلا رہے ہو۔!"

"فادر زوکوہا.... تم کسی غلط فہمی کا شکار ہوئے ہو....!" دفعتاً غیر ملکی کا لہجہ نرم پڑ گیا۔

"ممکن ہے مجھے غلط فہمی ہوئی ہو..... لیکن میں تم لوگوں کو پولیس کے حوالے ضرور کروں گا۔!"

اس بات پر ریچھ ہنس پڑا.... اور جولیا نے اسے للکارا "خبر دار ہاتھ اوپر اٹھائے رکھو.... ورنہ فائر کردوں گی۔!"

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے.... ابھی معلوم ہو جائے گا.... ہمارے آٹھ خون خوار آدمی۔!"

''بس بس......!ان احمقوں کا ذکر نہ کرو......!'' پادری ہاتھ اٹھا کر بولا۔'' مجھے معلوم ہے کہ وہ کتنے جیالے ہیں.... تنہا عمران پر تو ہاتھ ڈال نہیں سکے تھے۔!"

"تم کیا جانو....؟" ریچھ نے بوکھلا کر پوچھا۔

"مجھے عمران ہی سے معلوم ہوا تھا کہ بی الیون میں کیا ہوتا ہے.... اور اس آرگنائزیشن کے سربراہ کا کیا نام ہے....!"

"دیکھا آپ نے دیکھا جناب....!" ریچھ نے رابرٹ لاسکی کو مخاطب کیا۔

"تم خاموش رہو....!" وہ حلق پھاڑ کر دہاڑا.... پھر فادر زوکوہا سے لجاحت آمیز لہجے میں کہا "وہ بلیک میلر ہے فادر....!"

"اب تم بھی مجھے فادر کہہ رہے ہو.... کس رشتے سے جب کہ خدا کے وجود کے منکر ہو۔!"

"آدمی کی ایک قابل قدر شخصیت بھی تو ہوتی ہے.... میں بہتیرے بوڑھے آدمیوں کو باپ کہہ کر مخاطب کرتا ہوں....!"

"خدا کے وجود کا منکر ہونا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ تمہیں ہر کس و ناکس پر اپنے باپ ہونے کا شبہ ہوتا ہوگا۔!"

"بکواس بند کرو....!" وہ پیر پٹخ کر دہاڑا۔

"جب خدا ہی نہیں تو باپ کی کیا ضرورت ہے....!"

نیچر کی پیداوار ہونا کافی ہے.... اس پیداوار پر کسی ایک کا لیبل لگانا حماقت ہی تو ہے.... بلکہ بہتر تو یہ ہوگا کہ سوسائٹی کی اولاد کہلاؤ.... اس میں کیوں انفرادیت گھسیڑنے کی کوشش کرتے ہو۔!"

"خاموش رہو.... خبیث ورنہ کچل کر رکھ دوں گا۔!"

"پہلے تم دونوں یہ بتاؤ.... کہ نواب شمسو کا محل تم نے کیوں تباہ کر دیا۔!"

"مم.... میرا محل.... انہوں نے تباہ کیا ہے....!" نواب شمسو کی آنکھیں حیرت سے

پھیل گئیں۔

"یقیناً نواب صاحب.... کیا آپ انہیں پہچانتے ہیں....!"

"نہیں میں نے انہیں پہلی بار دیکھا ہے....!"

"خیر.... تو یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے آپ کا محل ڈائنامائٹ سے اڑا دیا....!"

"کیوں.... آخر کیوں....؟"

"کیونکہ آپ کو خدا کا مقرب بنانے میں انہی لوگوں کا ہاتھ ہے۔!"

"کیا مطلب....؟"

"عمران بتائے گا آپ کو....!"

"اوہ.... یہ آٹھوں کہاں مر گئے....!" نورالدینوف پیر پٹخ کر بولا۔

"انہوں نے توڑ پھوڑ مچادی ہوگی.... جناب عالی....!"

"تم بالکل گدھے ہو.... خاموش رہو....!" اور پھر نورالدینوف نے اس کی پروا کئے بغیر پادری پر چھلانگ لگادی کہ جولیا کے ہاتھ میں ریوالور ہے۔

"فائر نہ کرنا....!" پادری نے جولیا کو وارننگ دی.... نورالدینوف کسی وحشی درندے کی طرح اس پر ٹوٹ پڑا تھا۔

سن سفید بوڑھے نے اپنے دفاع میں جو کچھ کیا تھا اس نے نورالدینوف کے چھکے چھڑا دیئے۔

نواب شمسو اور باؤلی دیوار سے لگ کر کھڑے ہو گئے تھے۔

"تم اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کرنا....!" جولیا نے ریوالور والے ہاتھ کو جھٹکا دے کر ریچھ کو دھمکی دی۔

"جاؤ.... عورت سمجھ کر....!" وہ جملہ پورا کئے بغیر خاموش ہو گیا کیونکہ پادری نے اچانک الدینوف کو پشت پر لاد کر فرش پر پٹخ دیا تھا اور خود کسی قدر پیچھے ہٹ کر اس کے دوبارہ اٹھنے کا انتظار کر رہا تھا۔

وہ اٹھا تو تھا لیکن اپنی جگہ پر کھڑا پادری کو حیرت سے دیکھتا رہا۔

"کیا خیال ہے....؟" پادری مسکرایا۔

"تمہاری کیا عمر ہوگی ہولی فادر!" اس نے خلاف توقع بڑے عقیدت مندانہ لہجے میں پوچھا۔

"پچھتر سال....!"

"یقین نہیں آتا....!"

"مجھے بھی یقین نہیں آتا....!" ریچھ نے ہانک لگائی۔

"آخر یہ کیا قصہ ہے تم لوگ مجھے کیوں پریشان کر رہے ہو....!" نواب شمسو نے جھنجھلاہٹ کا مظاہرہ کیا۔

"اسی شخص کی وساطت سے خدا نے آپ کو ایک خاص مشن پر دنیا میں بھیجا تھا۔!" پادری نے الدینوف کی طرف اشارہ کر کے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"آپ میرے میزبان ہیں.... لہٰذا مجھے گستاخی کا موقع نہ دیجئے گا۔!" نواب شمسو غرائے۔

"تھوڑا صبر کیجئے.... ابھی سب کچھ معلوم ہو جائے گا.... ہاں تو مسٹر نورالدینوف.... تم مشرقی یورپ کے ایک خوف ناک ترین آدمی ہو۔!"

"تم کیوں اپنی موت کو دعوت دے رہے ہو پادری.... اگر میرے متعلق کچھ جانتے بھی ہو تو زبان بند رکھو....!"

"میں تمہیں جان سے مار دوں گا پادری.... ریچھ بھی بول پڑا۔!"

"لڑکیو....!" پادری نے جیب سے ریوالور نکالتے ہوئے کہا۔ "اس نامعقول آدمی کی ڈاڑھی نوچ ڈالو....!"

"خبردار.... خبردار!" ریچھ نے للکارا.... اور پادری نے اس کے سر کا نشانہ لیتے ہوئے کہا۔ "اگر تم نے لڑکیوں کے خلاف مزاحمت کی تو کھوپڑی میں سوراخ ہو جائے گا۔!"

ریوالور کا رخ اس کی طرف مڑتے ہی نورالدینوف نے پھر پادری پر چھلانگ لگائی.... لیکن اس بار ایک فیصد بھی کامیابی نہ ہو سکی کیونکہ پادری کی ٹھوکر اس کے چہرے پر پڑی تھی اور وہ دونوں ہاتھوں سے منہ دبائے دھم سے فرش پر اوندھا گرا تھا۔ پادری نے بڑی پھرتی سے ریوالور جیب میں ڈالا اور ریچھ کو سر سے اونچا اٹھا کر الدینوف پر پٹخ دیا۔!

"ارے مقدس آدمی تم تو رستم پر بھی سبقت لے گئے....!" نواب شمسو کی زبان سے بے اختیار نکلا۔

الدینوف ریچھ کو گالیاں دیتا ہوا اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ادھر ریچھ بالکل پاگلوں کے سے انداز میں غل مچاتا ہوا پادری کی طرف لپکا.... پادری نے جھکائی دے کر دوبارہ اس کی کمر تھامی اور اٹھا کر الدینوف پر پھینک مارا۔

"کمینے ذلیل.... بزدل....!" الدینوف کی دہاڑ سے دیواریں جھنجھنا اٹھیں.... لیکن تخاطب پادری سے نہیں بلکہ ریچھ سے تھا۔ ساتھ ہی وہ اس کی گردن بھی دبائے جا رہا تھا.... ریچھ کی آنکھیں نکلی پڑ رہی تھیں.... لیکن قبل اس کے کہ پادری دخل اندازی کرتا اس نے اپنے ہاتھوں کو جھٹکا دے کر ریچھ کو ایک طرف اچھال دیا۔

"ارے.... مار ڈالا اسے....!" نواب شمسو بوکھلا کر ریچھ کی لاش کی طرف جھپٹے۔

نورالدینوف نے اس کے بعد اٹھنے کی کوشش کی تھی: لیکن اٹھ نہیں سکا تھا کیونکہ پادری کی ٹھوکر پھر اس کے سر پر پڑی تھی۔! اس بار وہ قلابازی کھا کر چت گرا اور پھر اٹھنے کی کوشش نہ کی۔

"چلو....!" پادری نے ریچھ کی لاش کی طرف اشارہ کر کے جولیا سے کہا۔ "اب اس کا چہرہ صاف کر دو....!"

جولیا نے اس کی گھنی ڈاڑھی اور مونچھوں کو اکھاڑنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہی۔

"پلاسٹک میک اپ ہے....!" پادری بولا۔ "سر کے پیچھے گردن کے جوڑ میں دیکھو....!"

اور پھر انہوں نے اس کے چہرے سے ایک خول سا اترتا دیکھا۔

"ارے....!" دفعتاً باؤلی چیخی.... "یہ تو خبطی ہے۔!"

"اوہو....!" پادری کے لہجے میں حیرت تھی۔ "یہ تو کچھ دیر پہلے یہاں آیا تھا....!"

نواب شمسو دم بخود کھڑے تھے، ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے انہیں سکتہ ہو گیا ہو۔!

نورالدینوف.... چت پڑا گہری گہری سانسیں لے رہا تھا، لیکن اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور پادری کو نفرت سے گھورے جا رہا تھا۔

"کہئے نواب صاحب....!" پادری ہنس کر بولا۔ "آپ کیا سوچ رہے ہیں۔!"

"میں بہت زیادہ کنفیوز ہو گیا ہوں میرے بھائی....!" نواب شمسو نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "کچھ سمجھ میں نہیں آتا.... میں اس کو اتنا کینہ توز تو نہیں سمجھتا تھا.... اگر عمران نے اس کی توہین کی تھی تو اس کو اس حد تک نہ جانا چاہئے تھا۔!"

"آپ کس خواب کی دنیا کی باتیں کر رہے ہیں نواب صاحب! ذرا یہ تو بتائیے کہ اس سے

آپ کے کس قسم کے تعلقات تھے۔!"

"یہ حقیقتاً میرا مختار عام تھا.... میری عدم موجودگی میں میری جائیداد کی دیکھ بھال کرتا تھا.... دو سال پہلے جب میں یورپ میں تھا تو "الشمس" اسی کی نگرانی میں تعمیر ہوا تھا....!"

"گڈ....!" پادری چٹکی بجا کر بولا۔ "یہ معمہ بھی حل ہو گیا۔!"

"کیسا معمہ....!"

"یہی کہ خدا کی آواز کس طرح آپ تک پہنچتی تھی.... اس نے عمارت مین جگہ جگہ ٹی وی کیمرے اور لاؤڈ سپیکر اس طرح نصب کرائے تھے کہ انہیں آسانی سے دریافت نہ کیا جا سکے۔ اس طرح سنتے تھے آپ خدا کی آواز.... پھر جب ان لوگوں کو یقین ہو گیا کہ اب یہ راز کھل جائے گا تو انہوں نے پوری عمارت کو ڈائنامیٹ سے اڑا دیا....!"

"خداوندا.... خداوندا.... کیسے یقین کر لوں....!"

"کرنا چاہئے.... آپ قمری عہد کے مہدی ہونے کا دعویٰ کرتے تھے، اتنا بھی نہ سمجھ سکے لہٰذا اب سمجھئے کہ اپنی خواب گاہ سے ہٹ جانے کے بعد سے اب تک آپ عالم بالا کا کوئی پیغام وصول نہ کر سکے۔!"

نواب شمسو دونوں ہاتھوں سے منہ چھپائے ہوئے فرش پر دو زانو بیٹھ گئے.... اور نورالدینوف نے پھر اٹھنے کی کوشش کی.... لیکن نہ اٹھ سکا.... اتنے میں پادری نے جولیا سے کہا کہ وہ نورالدینوف کے ہاتھ پیر باندھ دے۔!"

نوالدینوف نے اس کے خلاف جدوجہد کرنی چاہی لیکن پادری نے آگے بڑھ کر اسے دبوچ لیا.... اور جولیا نے پلک جھپکتے اس کے ہاتھ پیر باندھ دیئے۔

اب پادری نے پھر نواب شمسو کو مخاطب کیا.... "نواب صاحب بعض اوقات جدت پسندی آدمی کو غیر محسوس طور پر کسی دوسرے کا آلہ کار بنا دیتی ہے.... آپ کی نیت بخیر تھی۔ آپ علاج بالمثل کے اصول کے مطابق بگڑے ہوئے ذہنوں کو راہ راست پر لانا چاہتے تھے لیکن خود آپ بہک گئے.... خلائی دور کے آلات نے آپ کو "مہدی" بنا کر رکھ دیا اور بات آپ کے پلے نہ پڑی۔!"

"آخر انہوں نے ایسا کیوں کیا....؟ مجھے مقصد بتاؤ....!" باؤلی بولی۔

"نوالدینوف اور اس کی پارٹی کے لوگ نواب شمسو کے سنبھالے ہوئے ذہنوں کو اپنے کام

میں لائے تھے....! میں کئی ایسے نوجوانوں سے مل چکا ہوں جنہوں نے نواب شمسو کے ہاتھوں اچھا بننے کے بعد نورالدینوف کی پارٹی میں شمولیت اختیار کر لی تھی۔"

"یہ ناممکن ہے....!" نواب شمسو دہاڑ کر کھڑے ہو گئے۔

"ایسے نوجوانوں کے لئے جو آپ کے ذریعہ تائب ہوئے تھے خدا کا کیا پیغام آتا تھا....؟"

"یہی کہ ان سے کہو کہ یہ زمین خدا کی ہے اور اس پر سب کا یکساں حق ہے جاؤ اور اس مقصد کے لئے کام کرو....!"

"بس اتنا کافی ہے.... پیغام میں یہ حکم تو شامل نہیں تھا کہ جاؤ زمین پر اس طرح قبضہ کرو جس طرح میں نے کہا ہے۔!"

"نہیں یہ حکم تو نہیں ہوتا تھا....!"

"بس پھر آپ خود ہی سمجھ جائیے....!" پادری نے کہا اور نواب شمسو اپنا منہ پیٹنے لگے۔

"اب اگر آپ مجھ سے ملنا چاہیں تو میں حاضر ہوں....!" پادری نے اونچی آواز میں کہا اور ایک خول اپنے چہرے سے بھی اتار دیا۔

"عمران....!" باؤلی چیخی.... اور نورالدینوف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اُسے دیکھنے لگا۔

"تم لوگ ہمیں احمق سمجھتے ہو....!" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ "پتہ نہیں یہ کیوں بھول جاتے ہو کہ ہم بھی اسی قمری دور میں سانس لے رہے ہیں.... توہمات کی دنیا سے نکل چکے ہیں.... تالاب میں آگ لگوا کر تم نے اپنی لٹیا ڈبوئی۔!"

میں نے پٹرول کے دو تین بڑے بڑے ڈرم تالاب میں دریافت کر لئے تھے جن کے ڈھکنے کسی مخصوص میکانکی عمل کی بناء پر ایک خاص وقت پر پانی کے اندر کھل گئے تھے اور سارا پٹرول سطح آب پر آ گیا تھا.... ادھر خدا کے بتائے ہوئے وقت پر نواب شمسو کی امت نے پانی میں آگ لگا دی۔!"

"یہ اسی احمق کی تجویز تھی....!" الدینوف نے کراہ کر خبطی کی لاش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اگر میں مر نہ گیا تو تمہیں فنا کئے بغیر نہ چھوڑوں گا۔!"

"کوشش کرو زندہ رہنے کی.... دوسری حماقت تم سے یہ سرزد ہوئی کہ کھل کر سامنے آ گئے.... استاد کو پکڑوایا.... مجھے جکڑنے کی کوشش کی.... غالباً یہ بھی خبطی ہی کے مینڈک کے سے دماغ کی پیداوار تھی۔ اگر یہ نہ ہوتا تو میں بنیادی طور پر نواب شمسو کو مجرم سمجھتا رہتا۔!"

”ہاں یہ بھی اسی سور کے بچے نے کیا تھا.... خود سر ہو گیا تھا۔!“ نور الدینوف چیخا۔ ”اچھا ہوا کہ میرے ہی ہاتھ سے مارا گیا۔!“

”اور اب میں تم سمیت تمہاری پارٹی کا بہ آسانی صفایا کر دوں گا۔!“ عمران نے ہنس کر کہا۔

”میرے بیٹے.... میرے بچے.... میرے عمران....!“ کہتے ہوئے نواب شمسو عمران کی طرف جھپٹے اور اس سے بغل گیر ہو گئے۔

”ہاؤ سوئیٹ ہاؤ ونڈر فل....!“ کہتے ہوئے باؤلی نے بھی اس طرح عمران کی طرف جھپٹنا چاہا لیکن جولیا اس کا ہاتھ پکڑ کر بولی.... ”تم کہاں چلیں....؟“

”مم.... میں.... اس کی پیشانی کو بوسہ دوں گی۔!“

”سر کے بیس ٹکڑے کر دوں گی.... چل ہٹ ادھر....!“ جولیا نے اسے دوسری طرف جھٹک دیا۔

عمران کھسیانی ہنسی ہنستا ہوا باؤلی سے بولا۔!“تم کچھ خیال نہ کرنا.... یہ میری خالہ ہیں۔!“

اتنے میں وہ دروازہ کھلا جو خود بخود بند ہو گیا تھا اور صفدر کمرے میں داخل ہوا۔

”آٹھوں کا کیا بنا....!“ عمران نے اس سے پوچھا۔

”اوپر بندھے پڑے ہیں....!“

”اسے بھی اٹھواؤ....!“ عمران نے نورالدینوف کی طرف اشارہ کر کے کہا اور خود نورالدینوف سے بولا۔ ”عرصہ سے محکمہ سراغ رسانی کی تم پر نظر تھی.... یہ تو محض اتفاق تھا کہ تم نواب شمسو کے سلسلے میں ہاتھ آ گئے.... اگر بچے تو پھر ملاقات ہو گی.... اور میں اپنے فنا ہونے کا انتظار کرتا رہوں گا۔!“

پھر سناٹا چھا گیا۔

کچھ دیر بعد باؤلی نے روہانسی آواز میں عمران سے پوچھا۔!“میں تم سے کہاں مل سکوں گی۔!“

عمران نے جولیا کی طرف دیکھ کر ٹھنڈی سانس لی اور بولا۔ ”خالہ میرے ساتھ ہی رہتی ہیں۔!“

﴿ختم شد﴾

عمران سیریز نمبر 59

ہلاکو اینڈ کو

(مکمل ناول)

پیشرس

پچھلے تین چار ماہ کے دوران میں کئی غیر ملکی جاسوس پکڑے گئے ہیں اخباری اطلاعات کے مطابق ان کی نشاندہی عوام نے کی تھی۔ مجھے خوشی ہے کہ سری ادب کے مطالعہ نے عام آدمی میں بھی اس قسم کی سوجھ بوجھ پیدا کردی ہے کہ وہ مشتبہ لوگوں پر نظر رکھ سکے۔

کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ دشمنوں کے ایجنٹ ہماری آنکھوں میں دھول جھونک جاتے ہیں اور ہمیں احساس تک نہیں ہوتا۔ وہ ہمیں کمزور کرنے کے لئے ہماری قومی یک جہتی پر ہمارے ہی ذریعہ ایسی من گھڑت کہانیوں کو شہرت دینے کی کوشش کرتے ہیں جن سے صوبائی تعصب یا فرقہ واریت کا زہر پھیل سکے۔ ہم اس کا پتا تو نہیں لگا سکتے کہ کوئی افواہ کہاں سے پھیلی ہے لیکن اس پر ضرور قادر ہیں کہ اس افواہ کو دوسرے کانوں تک نہ پہنچنے دیں۔

ہر وقت چوکنے رہئے کہ کہیں آپ خود ہی غیر شعوری طور پر دشمن کا آلۂ کار تو نہیں بن رہے کسی افواہ کو دوسروں تک پہنچانے والا نادانستگی میں دشمن کی مدد کرتا ہے۔ اس وقت قومی یکجہتی کی حفاظت کرنا ہی ملک و قوم کی سب سے بڑی خدمت ہوگی۔ ایسی افواہوں کو اپنی ذات سے آگے نہ بڑھنے دیجئے جس سے صوبائی تعصب یا فرقہ واریت کا زہر پھیلنے کا خدشہ ہو۔

اس بار یہی گذارش کرنی تھی۔ اب ہلاکو اینڈ کو ملاحظہ فرمایئے۔

ابنِ صفی

۱۷؍اکتوبر ۱۹۷۰ء

◆

وہ حیرت انگیز واقعات تھے! لیکن ان سے کسی کو بھی کوئی پریشانی نہیں تھی۔! کچھ لوگ انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے اور کچھ لوگ دوسرے دن کے اخبارات میں ان کے متعلق پڑھ لیتے تھے۔! خبریں اس قسم کی ہوتیں۔

”کل شام چلڈرن پارک میں ایک کتے نے بچوں کو اپنے کرتب دکھا کر بے حد محظوظ کیا.... بچے کھیل رہے تھے.... اچانک وہ کسی طرف سے آیا اور ان کے درمیان قلابازیاں کھانے لگا.... بچے اس سے خائف نہیں تھے کیونکہ وہ بہت کھلنڈرے موڈ میں تھا۔! کتے کی کمر پر ایک پٹی بندھی ہوئی تھی جس پر تحریر تھا۔ ”میں ھلاکو اینڈ کمپنی کا ایک تربیت یافتہ کتا ہوں آپ کی پسندیدگی کا شکریہ۔!“ اسی طرح کل دوپہر کو ایک نابینا بوڑھے کو ایسے ہی ایک کتے نے سڑک پار کروائی تھی۔ لیکن ابھی تک یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ یہ کتے کہاں سے آتے ہیں.... اور ھلاکو اینڈ کمپنی کہاں واقع ہے۔!“

شہر کے بعض منچلے کسی کتے کے پیچھے لگ جاتے اور زیادہ سے زیادہ وقت ضائع کرنے کے باوجود بھی اس کے ٹھکانے کا پتا نہ لگا سکتے۔

وہ سڑکوں پر مارے مارے پھرتے اور تھک ہار کر اپنے گھروں کو واپس ہو جاتے۔

بہر حال دھوم تھی ”ھلاکو اینڈ کمپنی“ کے تربیت یافتہ کتوں کی۔ ان کے پٹوں پر میونسپل کارپوریشن کے پیتل کے پاس بھی موجود ہوتے۔ اس لئے آوارہ گرد کتوں کی کیٹگری میں نہیں آتے تھے کہ ان کے ساتھ ویسا ہی سلوک کیا جاتا۔

پیتل کے پاسوں کے سہارے کتوں کے مالک تک پہنچنے کی کوشش کی گئی لیکن ایم۔ سی کے شعبہ حیوانات کے رجسٹر میں ان کے سلسلے میں جو پتا درج تھا فرضی نکلا۔

پتا فرضی ہونے ہی کی بنا پر بات محکمہ سراغ رسانی تک پہنچی تھی۔

سپرنٹنڈنٹ فیاض کے ایک ماتحت سب انسپکٹر غوری نے اس سلسلے میں چھان بین شروع کی.... رجسٹریشن آفس میں اس نام کی کوئی کمپنی کبھی رجسٹر نہیں ہوئی تھی۔

میونسپل کارپوریشن کے شعبہ حیوانات کے رجسٹروں میں بھی اس کمپنی کا سراغ نہ مل سکا۔

تب انسپکٹر غوری نے ایسا انتظام کیا کہ جہاں بھی اس قسم کا کوئی کتا دکھائی دے فوراً پکڑ لیا جائے۔

سادہ لباس والے کانسٹیبل شہر کے چپہ چپہ پر پھیل گئے۔

پہلے دن صرف ایک کتا ہاتھ لگا.... لیکن دوسرے دن پورے چالیس کتے دو گاڑیوں میں بھر کر محکمہ سراغ رسانی کی حوالات تک پہنچائے گئے۔!

ہر کتے کے پٹے سے یہ تحریر منسلک تھی۔

"جناب عالی.... اس کتے کی رسید سے مطلع فرمایئے آپ کے اعلیٰ ترین تربیت یافتہ کتے سے کئی گناہ بہتر ثابت ہوگا ہماری طرف سے تحفتہً قبول فرمایئے۔

ہم آپ کے خادم
ہلاکو اینڈ کمپنی"

دوسرے دن والے چالیس کتوں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں تھا جس کے پٹے سے یہ تحریر منسلک نہ رہی ہو....!

کیپٹن فیاض کی پیشانی پر سلوٹیں ابھر آئی تھیں اور آنکھیں گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں۔

انسپکٹر غوری نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "اس دعوے کو آزمایا کیوں نہ جائے جناب....!"

"فضول باتیں نہ کرو....!" فیاض کسی بھوکے بھیڑیئے کی طرح غرایا اور ہاتھ ہلا کر رخصت ہو جانے کا اشارہ کرتا ہوا اٹھ گیا۔

غوری نے خاموشی سے تعمیل کی۔ فیاض کچھ دیر کھڑا رہا پھر بیٹھ گیا۔

مسئلہ یہ تھا کہ ۴۱ عدد کتے رکھے کہاں جائیں.... محکمے کی حوالات میں صرف ایک کمرہ خالی تھا اور وہ سب عارضی طور پر وہیں بھر دیئے گئے تھے.... محکمے کے ٹرینڈ کتوں کے ساتھ ان کا رکھا جانا مناسب نہیں تھا۔!

بھنا کر اس نے گھنٹی بجائی اور اردلی کمرے میں داخل ہوا۔

"انسپکٹر غوری کو بلاؤ....!" فیاض اسے گھورتا ہوا بولا۔

صاحب کا موڈ خراب دیکھ کر ماتحتوں کی سٹی گم ہو جاتی تھی.... انسپکٹر غوری اتنی جلدی کمرے میں داخل ہوا تھا جیسے اس کا منتظر ہی رہا ہو۔!

"بیٹھ جاؤ....!" فیاض سامنے والی کرسی کی طرف اشارہ کر کے دھاڑا۔

غوری پر ایک بار پھر بدحواسی طاری ہونے والی تھی.... لیکن اس نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے چہرے پر حیرت کے آثار پیدا کئے۔

"یہ طریق تفتیش تمہیں کس نتیجہ پر پہنچائے گا....!" فیاض نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"جناب عالی....! میں سمجھا تھا شاید.... اس طرح ہلاکو اینڈ کمپنی والے سامنے آجائیں۔!"

"لیکن انہوں نے اپنے سارے کتے تمہاری خدمت میں تحفتہً پیش کر دیئے.... اور اب تم منتظر ہو کہ تمہارا شکریہ قبول کرنے کے لئے ان کا نمائندہ تمہارے پاس ضرور آئے گا۔!"

"اب اس پر غور کرنا ہے جناب کے کتے تحفتہً کیوں پیش کئے گئے۔!"

"کب غور کرو گے....!"

"آپ کی رہنمائی کا منتظر ہوں....!"

"مجھ سے پوچھ کر کتے پکڑوائے تھے....؟" فیاض غرایا۔

"میری ناقص عقل میں یہی آیا تھا....!"

"تم سے حماقت سرزد ہوئی ہے....!"

"بات دراصل یہ ہے جناب....!"

"خاموش رہو....!"

غوری کے چہرے پر بدمزگی کے آثار نظر آئے.... اور وہ خاموش ہو گیا۔

فیاض نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ "ان کتوں کو یہاں نہیں رکھا جا سکتا۔!"

"تو پھر انہیں چھوڑ دیا جائے جناب....!"

"تاکہ وہ لوگ تمہاری بے بسی پر قہقہے لگا سکیں....!" فیاض خود کو قابو میں رکھنے کی کوشش کرتا ہوا بولا۔ "میری دانست میں تو یہی بہتر ہوگا کہ تم ان کی توقعات پر پورے اترو....!"

"میں نہیں سمجھا جناب عالی....!"

”ان کتوں میں سے کسی ایک کو استعمال کرو.... لیکن ٹھہرو.... خوب یاد آیا.... اوہ.... مجھے سوچنے دو....!“ فیاض ہاتھ اٹھا کر بولا۔

اس کی آنکھوں میں چمک سی لہرائی تھی.... جیسے کسی نئے خیال نے جھنجھوڑا ہو....!

”سنو....!“ وہ تھوڑی دیر بعد آہستہ سے بولا.... ”پچھلے دنوں جمیل اسکوائر والے بینک میں جو ڈاکہ پڑا تھا.... اس میں ہمارے ٹرینڈ کتے مجرموں کی تلاش میں ناکام رہے تھے۔!“

”اوہ.... شاید وہ رومال جو ٹوٹی ہوئی تجوریوں کے قریب پڑا ہوا ملا تھا....!“ غوری نے اپنے چہرے پر فکر مندانہ کیفیت طاری کرتے ہوئے کہا۔

”مجھے تفصیل کا علم نہیں.... وہ کیس شاہد کے پاس تھا۔!“

”ہاں.... رومال کی بو پر کتوں کو لگایا گیا تھا.... لیکن ظاہر ہے کہ وہ کسی جگہ سے گاڑی پر بیٹھ کر فرار ہوئے ہوں گے.... کتے اس جگہ سے آگے نہیں بڑھ سکے تھے.... لیکن سوال تو یہ ہے کہ کل تمہیں پورے شہر میں ایک ہی کتا کیوں ملا تھا....! اور آج پورے چالیس عدد کیوں....؟“

”جی ہاں.... یہی تو سوال ہے....؟“

”اس کا جواب کب تک ملے گا....؟“ فیاض نے پھر اسے تیز نظروں سے گھورا۔

”جناب عالی....!“

”فضول بکواس نہیں....!“ فیاض ہاتھ اٹھا کر بولا.... پھر خود بھی اٹھ کر دھاڑا۔

”جاؤ....!“

غوری بوکھلا کر اٹھا اور پھر چپ چاپ چلا گیا۔

فیاض دوبارہ بیٹھ کر ہانپنے لگا.... ایسا ہی شدید غصہ تھا اپنے ماتحتوں پر.... کچھ دیر بعد اس نے پھر فون کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

”ہلو....!“ لہجہ اب بھی ٹھیک نہیں تھا۔

”ہاں.... شاہد کو بھیج دو....!“

ریسیور کریڈل پر پٹخ کر وہ سگریٹ سلگانے لگا۔

انسپکٹر شاہد کے آنے میں پورے تین منٹ لگے تھے.... فیاض نے ہاتھ ہلا کر اسے بیٹھ جانے کا اشارہ کیا.... موڈ خراب دیکھ کر شاہد بھی کچھ نروس سا نظر آنے لگا تھا۔

”بینک کی ڈکیتی والے کیس میں کیا ہو رہا ہے....؟“ فیاض نے اس سے نظر ملائے بغیر پوچھا۔ لہجہ بھی نرم ہی تھا۔

شاہد نے طویل سانس لی اور بولا۔ ”کتے ناکام رہے تھے.... لیکن اس گاڑی کا سراغ مل گیا ہے جو انہوں نے فرار ہونے میں استعمال کی تھی۔!“

”رواج کے مطابق وہ بھی مسروقہ رہی ہو گی....؟“ فیاض نے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

”یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا.... کیونکہ اس نمبر کی گاڑی سے متعلق کہیں کوئی رپورٹ نہیں درج کرائی گئی.... البتہ جس نام پر وہ ٹیکزیشن آفس میں رجسٹرڈ ہے اس نام کا کوئی آدمی درج کرائے ہوئے پتہ پر نہیں مل سکا۔!“

”خوب.... اچھا پھر....!“

”گاڑی کی شناخت دو آدمیوں نے کی ہے جنہوں نے انہیں فرار ہوتے دیکھا تھا....! لیکن وہ ان کا حلیہ نہیں بتا سکے۔! بہر حال تین آدمی تھے....!“

”فی الحال انہیں جہنم میں جھونکو.... میں یہ کیس کسی اور کو دے دوں گا.... تمہیں ہلاکو اینڈ کو کے کتوں کے بارے میں علم ہو گا۔!“

”جی ہاں.... جی ہاں.... اکتالیس کتے....!“

”غوری کا گدھا پن.... اس نے کتے پکڑوانے شروع کر دیئے حالانکہ چوبیس گھنٹے ان کی نگرانی ہونی چاہئے تھی۔ ابھی تک کوئی ایسی شہادت نہیں مل سکی جس کی بنا پر یہ باور کیا جا سکے کہ کسی نے دس گیارہ بجے رات کے بعد بھی ان کتوں کا تعاقب کیا ہو....!“

”حالانکہ یہ ضروری تھا.... غوری صاحب کو کم از کم....!“

فیاض نے شاہد کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ ”اب تم اسے دیکھو گے.... ڈکیتی والا فائیل مجھے واپس کر دو....!“

”بہت بہتر جناب....!“

”ان کتوں کو لے جاؤ....!“

”میں ہر کتے کے پیچھے ایک آدمی لگاؤں گا.... خواہ دس دن تک تعاقب کرنا پڑے....!“ شاہد نے سر ہلا کر کہا۔

"میں غوری کو فون کر رہا ہوں.... وہ تمہیں تفصیل بتائے گا....!" فیاض نے ایسے انداز میں کہا جیسے وہ اس گفتگو کا اختتام کر رہا ہو.... شاہد اٹھ گیا۔

ایک گھنٹے کے اندر اندر.... سارے کتے ایک ایک کر کے.... شہر کے مختلف مقامات پر چھوڑ دیئے گئے اور ہر کتے کے پیچھے ایک آدمی تھا۔!

* * *

آج سلیمان نے مونگ کی کھچڑی پکائی تھی....! جوزف کھانے بیٹھا تو آپے سے باہر ہو گیا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے سلیمان کو پھاڑ کھائے گا۔

"کیوں کیا ہو گیا....!" سلیمان نے پوچھا۔

"نہیں کھائے گا....!" جوزف میز پر ہاتھ مار کر بولا۔ "مونگ کا ڈال....!"

"ابے زبان سنبھال.... صاحب کی نقل کرے گا....!"

"سالا اس سے ہمارا پیٹ پھول جاتا ہے....!"

"پہلے کیوں نہیں پھولتا تھا....!"

"ہم نہیں جانتا....!"

"بینگن کا بھرتا کھائے گا....!"

"یہ کیا ہوتا....!"

"تمہاری شکل کا ہوتا....!"

"کھاناڈے.... اُلو کا پٹھا....!" جوزف جھلا کر چیخا!

عمران خواب گاہ میں تھا.... جوزف کی آواز پر باہر نکل آیا۔

"اتنا سناٹا کیوں ہے....؟" اس نے ان دونوں سے پوچھا جو ایک دوسرے کو پھاڑ کھانے والے انداز میں گھورے جا رہے تھے۔

"یہ نواب زادے مونگ کی کھچڑی نہیں کھائیں گے....!" سلیمان نے تلخ لہجہ میں کہا۔

"تو اس میں سوگ منانے کی کیا بات ہے.... ذرا غل غپاڑا مچاؤ....! تاکہ معلوم ہو کہ اس فلیٹ میں بھی آدمی رہتے ہیں.... اور تو او شب تاریک کے بچے مونگ کی کھچڑی ہر گز نہیں کھائے گا.... چل میرے ساتھ....!"

"او کے باس....!" جوزف دانت نکال کر اٹھ کھڑا ہوا۔

عمران باہر جانے کے لئے پہلے ہی سے تیار تھا.... دونوں سڑک پر آئے.... عمران کے پاس ان دنوں سرخ رنگ کی ایک اسپورٹ کار تھی آج کل وہ ہر ماہ گاڑی بدل رہا تھا کبھی کوئی نیا ماڈل دیکھا جاتا اور کبھی کوئی سڑی بسی پرانی کار....!"

اس نے جوزف کو اپنے برابر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے انجن اسٹارٹ کیا۔

"میں بہت بھوکا ہوں باس....!"

"لہٰذا کتنی دیر میں مر سکے گا....!" عمران نے سر ہلا کر پوچھا اور گاڑی تیزی سے آگے بڑھ گئی۔

جوزف منہ پھلا کر کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا تھا۔

عمران نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ "کالے کتے کے بائیں پیر میں اگر جونک چمٹ جائے تو تمہاری زبان میں اسے کیا کہیں گے۔!"

"باس....! میں بھوکا....! کالے کتے اور جونک کی بات نہ کرو.... میں کچھ نہیں جانتا۔!"

"ہاراکاری....!"

"خدا مجھے غارت کرے اگر میرے کان بہرے نہ ہو جائیں.... باس تم اتنے ظالم کیوں ہو گئے ہو۔!"

"میں پوچھ رہا تھا کہ اس کتے کو کیا کہیں گے....!"

"تم مجھ سے زیادہ جانتے ہو....!"

"تصدیق کرنا چاہتا تھا کہ میں نے غلط نام تو نہیں لیا....!"

"ٹھیک نام لیا ہے.... لیکن ایسے حالات میں جب کہ میں بھوکا ہوں۔!"

"کیا یہ بھی کسی قسم کی نحوست کی علامت ہے....!"

"قحط کی علامت ہے باس....!"

"۱۹۴۶ء میں تم پیرس میں تھے....!"

"ہاں.... میں وہیں تھا باس.... کیا زمانہ تھا ایک ہیوی ویٹ باکسر کی حیثیت سے میں نے وہاں کتنا نام کمایا تھا....!"

"اور اس زمانے میں چھ اژدھے تیرا خون بھی نہیں چوستے تھے۔!"

"چھ اژدھے!" جوزف نے متحیرانہ پلکیں جھپکائیں۔

"ہاں.... جو میرے سینے پر مونگ دلتے ہوئے تیرے حلق میں اتر جاتے ہیں....!"

"اوہ.... چھ بوتلیں....!" جوزف نے دانت نکال دیئے اور پھر ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "ہاں باس میں اس زمانے میں تفریحاً بھی نہیں پیتا تھا....!"

"اگر تو اس زمانے میں ہوش میں رہا ہوگا تو مجھے یقین ہے کہ تو نے "ہاراکاری" کا ذکر ضرور سنا ہوگا۔!"

"پیرس.... ہاراکاری....!" جوزف آہستہ سے بڑبڑایا اور کچھ سوچنے لگا.... پھر چونک کر بولا۔ "آہا.... تم نے تو سچ مچ میری بھوک ہی اڑا دی۔!"

"دیکھا.... تو نے....!" عمران چہکا.... "یہی وقت ہے پیٹ بھرنے کا.... تو کھاتا جائے گا اور تیری یادداشت تازہ ہوتی جائے گی۔!"

کار کی رفتار کم ہوئی اور اسے فٹ پاتھ سے لگا کر روک دیا گیا۔

کچھ دیر بعد وہ دونوں پکسیز کی ایک میز کے گرد نظر آئے.... جوزف لنچ کر رہا تھا اور عمران ہونقوں کے سے انداز میں چاروں طرف دیکھتا ہوا ٹانگیں ہلائے جا رہا تھا۔! ایسا لگتا تھا جیسے پہلی بار کوئی دیہاتی کسی اچھے ہوٹل میں داخل ہوا ہو.... جوزف خاموشی سے کھاتا رہا۔

لنچ کے اختتام پر عمران نے کہا۔ "مونگ کی دال کی قیمت دس روپے فی من بڑھ گئی ہے۔!"

"ہم پیرس کی بات کر رہے تھے باس....!" جوزف اسے غور سے دیکھتا ہوا بولا۔

"خیر پیرس ہی سہی....!" عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔

"ہاراکاری.... مجھے یاد آیا.... وہ کالوں کو بدنام کرنے کی ایک ناپاک سازش تھی۔!"

"ہاراکاری....!"

"ہاں باس.... وہ کالوں کے لئے قحط کی علامت ہے وہ سفید فام لوگ کیا جانیں کہ جونک اور کالے کتے کا کیا مطلب ہوتا ہے۔ پیرس میں ایسے کئی کالے کتے دیکھے گئے تھے جن پر ہاراکاری لکھا ہوا تھا اور جس گھر میں بھی کوئی ایسا کتا داخل ہوا وہاں کوئی نہ کوئی مر ضرور گیا تھا۔!"

جوزف خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا.... اس کا سر جھکا ہوا تھا اور آنکھیں بند تھیں۔

کچھ دیر بعد اس نے سر اٹھایا اور اس کا منہ حیرت سے کھلا کا کھلا رہ گیا.... وہ عمران کی پشت پر دیکھ رہا تھا.... عمران تیزی سے مڑا۔

"اوہ.... ہلو فیاض....!" وہ بوکھلائے ہوئے انداز میں اٹھ کر فیاض سے بغل گیر ہو جانے کی کوشش کرتا ہوا بولا۔

فیاض نے خاموشی سے پیچھے ہٹ کر مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیا تھا۔

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے....!" عمران نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا....؟ "بہت اچھے موقع پر آئے پیارے دوست....! میرا پرس دوسرے کوٹ کی جیب میں گھر پر ہی رہ گیا ہے۔!"

فیاض اسے گھورتا ہوا تیسری کرسی پر بیٹھ گیا اور جوزف اٹھتا ہوا بولا۔ "کیا میں باہر ٹھہروں باس!"

"ہاں.... ہاں.... ٹھیک ہے.... جاؤ....!" فیاض نے ہاتھ ہلا کر کہا اور عمران نے مسکرا کر جوزف کو آنکھ ماری.... وہ چپ چاپ باہر چلا گیا۔

"تم ابھی اس سے کیا گفتگو کر رہے تھے....!" فیاض نے عمران کو سرد لہجے میں مخاطب کیا۔

"کیوں بتاؤں.... تم سارے میں کہتے پھرو گے....!" عمران شرما کر بولا۔

"کیا تم کبھی آدمیت کے جامے میں نہیں ہوتے۔!"

"سوتے وقت.... شاید اسے سلیپنگ سوٹ کہتے ہیں انگریزی میں....!"

"میں بہت پریشان ہوں....!" فیاض اس کی اوٹ پٹانگ کو نظر انداز کرتا ہوا بولا۔

"کیا.... گیارھویں خوشی ہونے والی ہے گھر میں....!" عمران نے پر مسرت لہجے میں پوچھا۔

"میں کہتا ہوں بکواس بند کرو....!"

"میں سمجھ گیا....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "لیکن ہلاکو اینڈ کمپنی کا مینجنگ پارٹنر میں نہیں ہوں۔!"

"تو تمہیں علم ہے....!" فیاض نے طویل سانس لی۔

"سارے شہر کو علم ہے سوپر فیاض.... آخر تم مجھے ہی کیوں آنکھیں دکھلاتے ہو....! حالانکہ آنکھیں دکھلانے والا شعر پڑھ دوں تو تم مجھے شوٹ کر دو گے۔!"

"لیکن سارے شہر کو اس کا علم نہیں کہ اکتالیس کتوں کے ساتھ میرے اکتالیس آدمی تین دن سے غائب ہیں....!"

"کیا مطلب....!"

"انسپکٹر شاہد سمیت اکتالیس آدمی....!"

"یہ اطلاع میرے لئے بالکل نئی ہے.... میں نے تو وہیں سے "باقی آئندہ" کر دیا تھا جب تم نے کتے پکڑوانے شروع کئے تھے۔!"

اس کے بعد شاہد نے ہر کتے کے پیچھے ایک آدمی لگا دیا تھا۔ اس وقت تک کوئی ایسی رپورٹ نہیں ملی تھی جس کے مطابق ان کتوں کا تعاقب کسی نے ایک بجے شب کے بعد کیا ہو۔!"

"اور وہ سب تین دن سے غائب ہیں....!"

"ہاں....!"

"اب تم دو آدمیوں کے پیچھے کتے لگا دو.... کیا یاد کریں گے....!"

"میں ناحق آیا تمہارے پاس....!" فیاض نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"بیٹھو....! بیٹھو....! وہ اکتالیس کتوں کا تعاقب کر رہے ہوں گے اور تم میرا تعاقب کرتے پھر رہے ہو....! اب یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم میں سے کتا کون ہے۔!"

فیاض اسے گھورتا ہوا دوبارہ بیٹھ گیا۔

"کیا پیو گے....؟" عمران نے بڑے پیار سے پوچھا۔

"تمہارا خون....!"

"بیوی کی صحبت میں زبان بھی بیگماتی ہوتی جا رہی ہے۔! اپنی خبر لو پیارے فیاض....!"

"تم جوزف سے کتوں کے بارے میں کیا پوچھنا چاہتے ہو....؟"

"تم ہلاکو اینڈ کمپنی کے بارے میں کیا جانتے ہو....!"

"بغداد پر حملہ کیا تھا اس نا ہنجار نے اور تہس نہس کر کے رکھ دیا تھا اور اب کتے پال رہا ہے شاید....؟ ویسے فیاض صاحب.... ان اکتالیس آدمیوں کو صبر کر لو....!"

"کیوں....؟"

"ہلاکو اینڈ کمپنی....! 'ہاراکاری' کا نیا روپ معلوم ہوتا ہے۔!"

"یہ کیا بلا ہے....!"

"ہاراکاری....!" عمران نے طویل سانس لے کر کہا۔ "افریقہ کے بعض حصوں میں قحط کی علامت کو کہتے ہیں.... ایک ایسا سیاہ کتا جس کی بائیں ٹانگ میں جونک لپٹ گئی ہو۔!"

"اس سے اس معاملے کا کیا تعلق....!"

"خاموشی سے سنو....! ان سیاہ کتوں پر ہاراکاری تحریر ہوتا تھا.... جس گھر میں اس قسم کا کوئی کتا داخل ہوتا وہاں کوئی نہ کوئی قدرتی یا غیر قدرتی موت ضرور مرتا تھا۔!"

"اوہو.... کب کی بات ہے....!"

"انیس سو چھیالیس.... بہر حال مقامی آدمیوں نے جھلا کر کالوں کی بستی پر حملہ کر دیا.... اسی طرح تین سو کالے مارے گئے مقامی لوگوں کا خیال تھا کہ کوئی افریقی جادوگر انہیں خوف زدہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے....؟"

"اصل واقعے کی طرف جلدی سے آ جاؤ....!" فیاض نے گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے مضطربانہ کہا۔

"اصل واقعہ....!" عمران نے حیرت سے پلکیں جھپکائیں۔

"ہاں.... ہاں.... کیا وہ حقیقتاً کوئی افریقی جادوگر تھا....!"

"فیاض کیا تم مجھے افریقی جادوگر سمجھتے ہو....!"

"پھر الجھنے لگے....!" فیاض نے آنکھیں دکھائیں۔

"چائے پیو اور گھر جاؤ.... میرے پاس طلسمی آئینہ نہیں ہے کہ تمہیں دھڑا دھڑ احوال جہاں سے آگاہ کرتا رہوں گا.... میں تو یہ بتا رہا تھا کہ ایک بار پیرس بھی کتوں کی تفریح گاہ بن گیا تھا اور سفیدوں نے تین سو کالے مار دیئے تھے۔!"

"بہر حال.... تم میرے لئے کچھ نہیں کر سکتے....؟" فیاض اسے گھورتا ہوا بولا۔

"میں نے یہ تو نہیں کہا۔!" عمران نے شرارت آمیز مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ "لیکن اگر یہ سر سلطان کے محکمے کا کیس بن گیا تو پھر تم مجھے گولی تک مار دینے پر نظر آؤ گے۔!"

"مجھے اس سے قطعاً کوئی سروکار نہ ہوگا۔ مجھے صرف اپنے اکتالیس آدمیوں کی فکر ہے۔!"

"بیالیسواں مجھے شمار کرو....!"

فیاض خاموش ہو گیا.... لیکن عمران کو ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھے جا رہا تھا پھر کچھ سوچتا ہوا یک بیک اٹھا اور خاموشی سے باہر چلا گیا تھا۔ عمران کے ہونٹوں پر معنی خیز مسکراہٹ دکھائی دی تھی اور پھر وہ احمقانہ انداز میں صدر دروازے کو گھورنے لگا تھا....!

اتنے میں جوزف دکھائی دیا.... اس کے ہاتھ میں کاغذ کا ایک ٹکڑا تھا جسے اس نے اس طرح پکڑ رکھا تھا جیسے گرفت ڈھیلی پڑتے ہی ہاتھ سے نکل جائے گا۔ قریب پہنچ کر اس نے اسے عمران کی طرف بڑھا دیا۔ کسی نے شاید جلدی میں دو سطریں پنسل سے گھسیٹ دی تھیں۔

"یقیناً تم بیالیسویں آدمی ہو گے اگر اس چکر میں پڑے! کوئی کتا تمہیں بھی لے جائے گا۔!"

"کس نے دیا۔۔۔۔!" عمران اٹھتا ہوا بولا۔

"باہر کھڑا ہے باس۔۔۔۔! کہتا ہے دو دن سے بھوکا ہوں۔۔۔۔!" جوزف نے مغموم لہجے میں کہا۔

عمران سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

"کیوں کیا ہوا باس۔۔۔۔! جو کچھ دینا ہے دے دو۔۔۔۔! میں اسے دے آؤں۔۔۔۔!"

"اسے یہیں بلا لاؤ۔۔۔۔!" عمران نے نرم لہجے میں کہا اور سر کھجانے لگا۔

جوزف بڑی تیزی سے مڑا تھا اور عمران نے ویٹر کو اشارے سے بلا کر بل طلب کیا تھا۔

جوزف دو منٹ سے پہلے واپس نہ آسکا۔۔۔۔ اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔

"کیا اس نے ہوٹل انٹر کانٹی نینٹل کی فرمائش کی ہے۔!" عمران نے بوکھلا کر پوچھا۔

"نہیں باس۔۔۔۔! وہ غائب ہو گیا۔۔۔۔!"

"بیٹھ جا۔۔۔۔! پر کٹے کوے۔۔۔۔ کیا کہا تھا اس نے۔۔۔۔!"

"میرے سامنے اس نے کچھ لکھا تھا۔۔۔۔ اور مجھے دے کر کہا تھا کہ تمہارے باس اکثر مجھے خیرات دیتے رہتے ہیں۔!"

"حلیہ کیا تھا۔۔۔۔!"

"حلیہ۔۔۔۔ پتہ نہیں باس۔۔۔۔ بس وہ غریب آدمی تھا میلے کچیلے لباس میں۔۔۔۔ انگریزی بڑی روانی سے بول سکتا تھا۔۔۔۔ اسی پر تو مجھے افسوس ہوا تھا باس۔۔۔۔ میں نے یہاں دیکھا ہے کہ انگریزی بولنے والے سفید پوش اور اچھی حیثیت کے لوگ ہوتے ہیں۔!"

"لیکن یہ تحریر تو اردو میں ہے۔۔۔۔؟"

"یہ تم لوگوں کا اپنا معاملہ ہے باس میں کیا کہہ سکتا ہوں۔۔۔۔ کچھ لوگ تو ایک ہی وقت میں اردو اور انگریزی دونوں بولتے ہیں۔!"

"یہ۔۔۔۔ یہ۔۔۔۔!" عمران کچھ کہتے کہتے رک گیا۔ کاغذ کا ٹکڑا بڑی احتیاط سے تہہ کر کے نوٹ بک میں رکھتے ہوئے اس نے چاروں طرف نظر دوڑائی اور پلیٹ میں بل کی قیمت رکھ کر اٹھ گیا۔

دونوں باہر نکلے۔۔۔۔ وہ اچھی طرح سمجھتا تھا کہ اسے پرچہ بھجوانے والا حقیقتاً کیپٹن فیاض کا تعاقب کرتا ہوا یہاں تک نہ صرف آیا ہوگا بلکہ اس نے دونوں کی گفتگو بھی سنی ہوگی ورنہ وہ بیالیسویں آدمی کا حوالہ کیونکر دے سکتا۔

◆

کلاڈیا بیلی فارم ہاؤز کے پائیں باغ میں کھڑی اس شخص کی نگرانی کر رہی تھی جو نایاب پھولوں کے بیج کیاریوں میں ڈال رہا تھا۔۔۔۔ بیلی کا خیال تھا کہ وہ ایسے بیج چرا کر فروخت کر دیا کرتا ہے۔

کلاڈیا بیلی۔۔۔۔ فادر جیکسن بیلی کی لڑکی تھی۔ شہر سے باہر ان لوگوں کا ایک بہت بڑا فارم تھا جس میں زیادہ ترکیلوں اور ترکاریوں کی کاشت ہوتی تھی۔۔۔۔ جیکسن بیلی چالیس سال قبل یورپ کے کسی ملک سے یہاں پادری کی حیثیت سے آیا تھا۔۔۔۔ اور پھر یہیں کا ہو کر رہ گیا تھا۔ ایک مقامی عیسائی خاتون سے شادی کر کے وہ مطمئن زندگی گزارنے لگا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ مشرق سکون کا گہوارہ ہے اور مشرقی عورت خواہ کسی مذہب سے تعلق رکھتی ہو بہترین بیوی ثابت ہوتی ہے۔ مسز بیلی اس کے معیار پر پوری اتری تھی۔!

اس سے صرف کلاڈیا پیدا ہوئی تھی جس نے رنگت باپ کی پائی تھی اور گہری سیاہ آنکھیں ماں کی طرف سے حصہ میں آئی تھیں۔

دل کی بھی بُری نہیں تھی۔۔۔۔ لیکن یہ شخص جو اس وقت کیاریوں میں بیج ڈال رہا تھا اسے کبھی اچھا نہ لگا تھا۔ پچھلے تین ماہ سے وہ اسے فارم پر دیکھ رہی تھی۔ بھیک مانگتا ہوا وہاں آیا تھا اور اس کے باپ کے لعن طعن کرنے پر انہی کے یہاں اس نے نوکری کر لی تھی۔ پادری نے کہا تھا کہ وہ اتنا مضبوط اور ہٹا کٹا ہو کر بھیک کیوں مانگتا ہے۔ اس پر اس نے جواب دیا تھا کہ جب کہیں کوئی کام ہی نہ ملے تو پیٹ کیونکر پالا جائے۔۔۔۔ جیکس بیلی کو ایک مزدور کی ضرورت تھی لہٰذا اسے کام مل گیا۔

نہ جانے کیوں کلاڈیا کو ایسا محسوس ہوتا جیسے اس آدمی کے ظاہر اور باطن میں زمین و آسمان کا فرق ہو۔ یہ اس کی چھٹی حس تھی ورنہ ابھی تک وہ اس کے خلاف کوئی ثبوت فراہم نہیں کر سکی تھی۔

اس وقت بھی وہ حسب عادت اس کی ٹوہ میں تھی۔۔۔۔ اپنی خواب گاہ کی کھڑکی سے اس طرح اس کی نگرانی کر رہی تھی کہ اس کی نظر اس پر نہ پڑنے پائے۔

ان کا یہ فارم قومی شاہراہ کے کنارے ہی واقع تھا اور وہ اس کھڑکی سے سڑک پر بھی دیکھ سکتی تھی۔

اچانک فارم کے پھاٹک پر ایک بڑی سی بند گاڑی آرکی۔۔۔۔ اور اس کا ہارن بجایا جانے لگا۔

کلاڈیا نے اس مزدور کو چونکتے دیکھا جو کیاریوں میں بیج ڈال رہا تھا۔

پھر وہ اٹھ کر پھاٹک کی طرف دیکھنے لگا۔ اس کے بعد اس نے بیج ڈالنے کا سامان وہیں پھینکا تھا اور دوڑتا ہوا پھاٹک کی طرف چلا گیا تھا۔

کلاڈیا کی نبض تیز ہوگئی! گاڑی کے قریب پہنچ کر مزدور نے ادھر اُدھر دیکھا اور اپنے ڈھیلے ڈھالے کرتے کے نیچے سے کوئی چیز نکال کر ڈرائیور کو تھمادی تھی اور پھر دوڑتا ہوا اندر چلا آیا تھا۔

اتنے میں کلاڈیا بھی برآمدے میں پہنچ چکی تھی۔

"کیا بات ہے۔!" اس نے مزدور سے سخت لہجے میں پوچھا۔

"وہ... وہ لوگ پیاسے ہیں میم صاحب... پانی چاہئے...!"

کلاڈیا نے طویل سانس لی۔ اب وہ جگ میں پانی اور گلاس لئے گاڑی کی طرف دوڑا جارہا تھا۔

کلاڈیا اسے دیکھتی رہی...! وہ سوچ رہی تھی کہ واپسی پر اس سے پوچھے گی کہ پہلے اس نے کرتے کے نیچے سے کیا چیز نکال کر ڈرائیور کو دی تھی۔!

ڈرائیور پانی پی کر نیچے اترا اور گاڑی کا پچھلا حصہ کھول کر ایک بڑا سا السیشئن کتا نیچے اتارا.... اور اس کی زنجیر مزدور کے ہاتھ میں تھمادی۔ ایک بار پھر کلاڈیا کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔

گاڑی چلی گئی اور مزدور کتے کی زنجیر تھامے واپس ہوا.... گلاس اس نے جگ میں ڈال دیا تھا.... داہنے ہاتھ میں کتے کی زنجیر تھی اور بائیں ہاتھ میں جگ....!

"یہ کتا کیسا ہے....؟" کلاڈیا نے غصیلے لہجہ میں پوچھا۔

"وہ لوگ دے گئے ہیں راستے میں کہیں آوارہ پھر رہا تھا میم صاحب۔!"

"زنجیر سمیت....!"

"یہ تو میں نے نہیں پوچھا میم صاحب....!"

"تم نے لے کیوں لیا... پاپا کتے نہیں پالتے....!"

"اب میں کیا کروں میم صاحب....! وہ دے گیا....!"

"اتنا سدھا ہوا کتا زنجیر سمیت آوارہ گردی نہیں کر سکتا.... ٹھہرو....! میں پاپا سے کہتی ہوں۔!"

"صاحب خفا ہوئے تو میں اسے نہیں رکھوں گا.... میم صاحب....!"

تھوڑی دیر بعد اس کتے کے گرد بھیڑ لگ گئی.... پادری جیکسن کہہ رہا تھا۔ "میں نے اتنا سدھا کتا آج تک نہیں دیکھا.... اجنبیوں میں کتنے سکون سے کھڑا ہے۔!"

دفعتاً کلاڈیا چونک پڑی اور پادری کو الگ لے جا کر بولی۔ "کہیں یہ کتا ہلاکو اینڈ کو سے نہ تعلق رکھتا ہو۔!"

"میں بھی یہی سوچ رہا ہوں.... سدھا ہوا السیشئن ان اطراف میں کہاں....!"

"پھر اس کا کیا کریں....!" کلاڈیا نے کہا اور مزدور کو آواز دی۔ وہ کتے سمیت قریب چلا آیا اور کتا آتے ہی کلاڈیا کے پیروں کے قریب بیٹھ گیا.... انداز ایسا ہی تھا جیسے وہ سالہا سال سے اس کی مالکہ ہو۔!

"عجیب ہے....!" وہ آہستہ سے بڑبڑائی.... اور مزدور سے پوچھا۔ "تم نے اپنی جیب سے کیا چیز نکال کر ڈرائیور کو دی تھی۔!"

"مم.... ماچس میم صاحب....! اس نے ماچس مانگی تھی، سگریٹ سلگانے کے لئے۔!"

"اور وہ پیاسا بھی تھا....!"

"جی میم صاحب....!"

"پانی سے پہلے وہ ماچس نہیں مانگ سکتا۔!"

"جج.... جی.... میم صاحب.... اب میں کیا جانوں....!"

"یا تم جھوٹے ہو.... یا وہ پیاسا ہرگز نہیں تھا....!"

"کیوں فضول بحثوں میں پڑی ہو....!" پادری نے جھنجھلا کر کہا۔

"یہ آدمی مجھے شروع ہی سے پُراسرار معلوم ہو رہا ہے۔!" کلاڈیا نے اس بار اردو میں نہیں کہا تھا۔

"احمق ہو تم.... جاسوسی ناول پڑھ پڑھ کر اپنا دماغ خراب کر بیٹھی ہو۔!"

"کسی دن یہ کوئی بڑی حرکت کرے گا....!"

"میں جا رہا ہوں تمہارا جو دل چاہے کرو....!"

"کس بارے میں....!"

"کتے سے متعلق....!"

"مجھے یہ اچھا لگ رہا ہے۔!"

پادری چلا گیا.... اور کلاڈیا مزدور کو گھورتی ہوئی بولی۔ "اچھی بات ہے اس کی دیکھ بھال تم ہی

کرو گے....!"

"بہت اچھا میم صاحب....!" وہ خوش ہو کر بولا۔ "ایک ماچس کے بدلے یہ کیا بُرا ہے۔!"

"ماچس کے بدلے....!"

"اور کیا.... اس نے ماچس واپس کب کی تھی۔!"

"ماچس بکواس ہے....! مجھے یقین نہیں....! وہ تمہارا پرانا شناسا معلوم ہوتا تھا۔ ہارن بھی اس نے مخصوص انداز میں بجایا تھا اور اب مجھے یاد پڑتا ہے کہ اکثر اسی انداز کے ہارن آس پاس سنتی رہی ہوں۔!"

"کیا آپ مجھ سے بہت زیادہ نفرت کرتی ہیں میم صاحب....!"

"اس بے تکے سوال کا مطلب....!"

"مجھ پر کوئی بڑا الزام رکھ کر نوکری سے الگ کرنا چاہتی ہیں۔!"

کلاڈیا سے اس بات کا کوئی فوری جواب نہ بن پڑا۔

"آخر آپ مجھ سے اتنی نفرت کیوں کرتی ہیں....؟" مزدور نے غم ناک لہجے میں کہا۔ "میرا دنیا میں کوئی نہیں ہے۔!"

اور پھر وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ کلاڈیا طبعًا نرم دل تھی۔ بوکھلا گئی۔

"ارے.... ارے.... تم رونے کیوں لگے.... مم.... میں تم سے نفرت نہیں کرتی.... خاموش ہو جاؤ.... خاموش ہو جاؤ۔!"

لیکن وہ روتا ہی رہا.... کتا اٹھ کر اس کے پاس گیا اور اسے سونگھنے لگا.... پھر کلاڈیا کی طرف منہ کر کے بیٹھ گیا.... اور کلاڈیا کو ایسا لگا جیسے کتا اس کے لئے مغموم ہو۔ کلاڈیا سے التجا کر رہا ہو کہ اب وہ اس کا مزید دل نہ دکھائے.... نہ جانے کیوں کلاڈیا کی آنکھیں بھی بھر آئیں اور اس نے وہاں سے ہٹ جانا ہی مناسب سمجھا....!

رات تک وہ اس کے متعلق سوچتی رہی تھی....! ہو سکتا تھا کہ اپنے بیان کے مطابق اس نے ڈرائیور کو ماچس ہی دی ہو۔ پھر وہ اس کی طرف سے غیر مطمئن کیوں تھی۔ اسے چور کیوں سمجھتی تھی۔ وہ ہمیشہ اس فکر میں کیوں رہتی تھی کہ کسی طرح اس کی کوئی چوری پکڑ لے۔ وہ اپنے ذہن کو کریدتی رہی لیکن اسے چور سمجھ لینے کا کوئی معقول جواز ہاتھ نہ آیا۔ الجھتی رہی.... الجھتی رہی....

حتیٰ کہ نیند ہی اڑ گئی۔!

کبھی اٹھ کر کھڑکی کے قریب جا کر کھڑی ہوتی اور کبھی بستر پر لیٹ جاتی۔

دو بج گئے لیکن نیند ندارد.... تھک ہار کر ٹیبل لیمپ کی لائٹ آن کرنے ہی جا رہی تھی کہ کسی گاڑی کا ہارن سنائی دیا۔ ہارن بجانے کا وہی مخصوص انداز تھا جو وہ صبح سن چکی تھی۔

بستر سے اچھل کر وہ کھڑکی پر آئی اور فارم کے پھاٹک کی سمت اندھیرے میں آنکھیں پھاڑنے لگی۔ مطلع غبار آلود نہ ہونے کی بنا پر تاروں کی چھاؤں خاصی کھلی ہوئی تھی.... اس نے دیکھا کہ کوئی پھاٹک کی طرف جا رہا ہے.... بس پھر وہ عجیب سے ہیجان میں مبتلا ہو گئی۔ بہر حال کمرے سے باہر نکل جانے کا فیصلہ اس نے فوری طور پر کیا تھا.... کچھ سوچے سمجھے بغیر اس نے نائٹ گاؤن پہنا اور برآمدے میں نکل آئی.... پھر آگے بڑھ ہی رہی تھی کہ باپ کی غراہٹ سنائی دی۔

"تم کہاں جا رہی ہو....!"

"وہ.... وہ....!" کلاڈیا مڑ کر ہکلائی.... "وہ گاڑی.... بالکل اسی طرح کا ہارن.... اور وہ۔!"

"بکواس مت کرو.... جاؤ اپنے کمرے میں....!"

کلاڈیا بُری طرح بوکھلا گئی....! پادری نے کبھی اس سے ایسے خراب لہجے میں گفتگو نہیں کی تھی۔

وہ سسکیاں لیتی ہوئی اپنے کمرے میں واپس آ گئی اور بستر پر گر کر کسی ننھی سی بچی کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

◆

عمران نے بحیثیت ایکس ٹو اپنے ماتحتوں کو ہدایت کر دی تھی کہ کوئی اس کی طرف رخ بھی نہ کرے.... وہ اچھی طرح سمجھتا تھا کہ جس نے بیالیسویں کتے والی دھمکی دی تھی وہ اب اس سے بے خبر نہ ہو گا۔

پھر جب جولیانا فٹنر واٹر نے اسے رنگ کر کے ایکس ٹو کی اس ہدایت سے متعلق بتایا تو اس نے احمقانہ انداز میں ہنس کر کہا۔ "تمہارے چیف کو شیڈو فوبیا ہو گیا ہے....! یقیناً اس نے خواب میں دیکھا ہو گا کہ کوئی میرا تعاقب کر رہا ہے۔!"

جولیا اس کی بکواس کو نظر انداز کر کے بولی۔ "تم سائیکو مینشن کی طرف بھی نہیں آؤ گے۔!"

"یہ تو بہت بُرا ہوا.... اچھا اب تم ایسا کرو کہ اپنا فلیٹ چھوڑ کر کہیں اور مکان لے لو۔!"

"کیوں....؟" جولیا نے پر شوق لہجے میں پوچھا۔!

"جب بہت دنوں بسورنے کا موقع نہیں ملتا تو تمہاری شکل دیکھنے کو جی چاہتا ہے۔!"

"تم گدھے ہو....!" جولیا بھنا گئی۔

"نہ ہوتا تب بھی کیا فرق پڑتا....!"

"ایکس ٹو نے اس قسم کے احکامات کیوں جاری کئے ہیں۔!"

"لات مارنے لگا ہوں....!" عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

"اب وہ بلیک زیرو کے نمبر ڈائل کر رہا تھا....! دوسری طرف سے فوراً جواب ملا۔

"رپورٹ....!"

"کیپٹن فیاض کے ان اکتالیس آدمیوں کا سراغ ابھی تک نہیں مل سکا۔ اب وہ اس خبر کو پریس میں دینے جا رہا ہے۔!"

"کیا نیوز ریلیز کر دی....!"

"میری معلومات کے مطابق ایک گھنٹے بعد کر دے گا۔!"

"سلسلہ منقطع کر کے اس نے کیپٹن فیاض کے نمبر ڈائیل کئے....! لیکن وہ اس وقت دفتر میں موجود نہیں تھا۔!"

پندرہ بیس منٹ انتظار کر کے دوبارہ اس سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی۔

"کون ہے....!" دوسری طرف سے فیاض ہی کی آواز آئی۔

"خدائی فوجدار....!"

"اوہو.... کیا بات ہے....؟"

"سنا ہے کہ تم تلاش گمشدہ کا اشتہار دینے جا رہے ہو....!"

"خبر پریس کو دے دی گئی ہے۔!"

"کیا اس سے شہر میں ہراس نہیں پھیلے گا۔!"

"مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں....!"

"تم سے جواب طلب کیا جا سکتا ہے....!"

"جواب طلب کرنے والوں ہی کے حکم سے یہ ہوا ہے۔!"

"اوہ.... اچھا....!"

"اور کچھ....!"

"چالیس اور علی بابا کی خدا حفاظت کرے۔ اس کے علاوہ اور کیا کہہ سکتا ہوں.... ٹاٹا۔!"

عمران نے سلسلہ منقطع کر کے جوزف کو آواز دی۔

وہ کمرے میں داخل ہو کر بت کی طرح کھڑا ہو گیا۔

"وردی پہنو....! دونوں ریوالور ساتھ لو.... اور مجھے اسکورٹ کرو۔!" عمران نے اس سے کہا۔!

جوزف نے ایڑیاں بجائیں اور گھوم کر باہر نکل گیا۔

قریباً آدھے گھنٹے بعد عمران اس شان سے باہر نظر آیا کہ جوزف کی موٹر سائیکل اس کی کار کے آگے آگے چل رہی تھی اور کار عمران کی بجائے سلیمان ڈرائیو کر رہا تھا۔!

عمران پچھلی سیٹ پر اس طرح اکڑا بیٹھا تھا جیسے سچ مچ کسی والئی ریاست کی اولاد ہو....!

گاڑی میں دو عقب نما آئینے تھے ایک کو اس نے اس طرح سیٹ کیا تھا کہ پیچھے آنے والی گاڑیوں پر نظر رکھ سکے۔

دفعتاً سلیمان نے پوچھا۔ "بارات کہاں جائے گی صاحب....!"

"سلیمان.... آج تجھے معلوم ہو گا کہ تیرے حلق سے جو تر غذائیں اترتی ہیں ان کے لئے مجھے کتنے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں۔

"ارے.... باپ رے....!"

"کیوں.... کیا ہوا....!"

"رات سے میرا پیٹ خراب ہے.... مجھے تو آپ معاف ہی کر دیں۔!"

"پیٹ ٹھیک ہونے کا صرف یہی ایک طریقہ ہے تو تر نوالے حلق سے اتارنا چھوڑ دے۔ مونگ کی دال کا بدلہ میں آج ضرور لوں گا۔!"

"آپ گھر میں کھانا کب کھاتے ہیں۔!" سلیمان نے روہانسی آواز میں کہا۔

"جب بھی کھاتا ہوں مونگ کی دال ہی کی اطلاع ملتی ہے۔!"

"اب میں اس کو کیا کروں کہ وہ دن مونگ کی دال ہی کا ہوتا ہے۔!"

"سلیمان....!"

"جناب عالی....!"

"یونہی بے مقصد سڑک پر چکر کاٹنا ہے۔!"

"اور وہ کلوٹا کسی اور طرف مڑ گیا تو....!"

"وہ جس طرف بھی مڑے مڑتے رہو....!"

"اللہ رحم کرے میرے حال پر.... آج جان گئی.... پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا....!"

"جہاں جوزف رکے.... وہیں گاڑی روک دینا....!"

"پھر اتر کر بھاگوں.... یا سیٹ پر لیٹ جاؤں....؟"

"جیسا موقع ہو....!"

"اے اللہ میرے گناہ معاف کر دے....!"

"ضرور معاف کرے گا کہ تو خود تو پلاؤ اڑاتا ہے.... اور مجھے مونگ کی دال پر ٹرخانے کی کوشش کرتا ہے۔!"

"پلاؤ وغیرہ آپ ہی کے لئے تو پکا کر رکھتا ہوں.... جب آپ کھانے کے وقت موجود ہی نہ ہوں تو کیا کروں.... خود زہر مار کرنا پڑتا ہے۔!"

اچانک جوزف نے ایک گلی میں اپنی موٹر سائیکل موڑ دی.... اور سلیمان اسے بُرا بھلا کہتا ہوا اسی طرف موڑنے لگا۔ جوزف نے اسی گلی میں موٹر سائیکل روکی تھی....!

عمران نے سلیمان سے کہا۔ "اب تم بھی رک جاؤ....!"

سلیمان نے گاڑی روک دی.... جوزف موٹر سائیکل ایک کنارے کھڑی کر کے گاڑی کی طرف آ رہا تھا۔

"اب تم دونوں یہاں سے کھسک جاؤ....!" عمران نے سلیمان سے کہا۔

"اللہ تیرا شکر ہے....! مگر صاحب واپسی کب ہو گی....!"

"کیوں....!"

"فلم کھوتے دا پتر سلور جوبلی ہفتہ منا رہی ہے.... میں نے ابھی تک نہیں دیکھی۔!"

"ابے تو کیا دو چار دن مسلسل دیکھتے رہنے کا ارادہ ہے۔!"

"جب تک فلم پوری طرح سمجھ میں نہیں آ جاتی.... دیکھتا رہتا ہوں....!"

"حرام خور....!" کہتے ہوئے عمران نے پرس نکالا اور دس کا ایک نوٹ اس کے حوالے کرتا ہوا بولا۔ "اس میں پورا نہ پڑے تو قرض ادھار کر لینا.... واپسی پر ادا کر دوں گا۔!"

"اللہ آپ کو ہمیشہ کنوارا رکھے....!" سلیمان نے نوٹ لے کر دعا کیلئے دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔

جوزف گاڑی کے قریب گم سم کھڑا انہیں گھورے جا رہا تھا۔!

عمران گاڑی سے اتر گیا اور جوزف نے اس کی جگہ لے لی۔

"پیچھے بیٹھیں گے لاٹ صاحب....!" سلیمان بڑبڑایا۔ "جیسے میں اس کے باپ کا نوکر ہوں۔!"

"ہاں.... تم امارہ باپ کا نوکر ہے....!" جوزف عمران کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"دیکھو.... مردود.... اگر میری عدم موجودگی میں تم دونوں نے جھگڑا کیا تو واپسی پر چمڑی ادھیڑ دوں گا....!" عمران نے انہیں گھونسہ دکھا کر کہا۔ "اب دفع ہو جاؤ یہاں سے۔!"

سلیمان نے انجن اسٹارٹ کیا اور گاڑی تیزی سے آگے بڑھ گئی۔!

عمران نے آگے بڑھ کر موٹر سائیکل سنبھالی۔ اس نے یہ کھڑاگ اسی لئے پھیلایا تھا کہ اپنی پوزیشن کا اندازہ کر سکے۔

حقیقتاً اس وقت اس کا تعاقب نہیں کیا گیا تھا لہٰذا یہی سمجھا جا سکتا تھا کہ وہ آدمی جس نے بیالیسویں کتے والی دھمکی دی تھی دراصل فیاض ہی کا تعاقب کرتا ہوا اس ریستوران تک پہنچا تھا۔

اگر اس وقت اس کا تعاقب نہیں کیا گیا تھا تو اس کا مطلب یہی ہو سکتا تھا کہ ان لوگوں کی نظروں میں عمران کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔ اگر وہ اس کے کارناموں کا علم بھی رکھتے تھے تو اپنی محفوظ پوزیشن کے پیش نظر انہیں اس کی قطعاً پرواہ نہیں تھی۔!

اس نے موٹر سائیکل اسٹارٹ کی اور گلی پار کر کے دوسری سڑک پر آ نکلا.... اسے اپنے ایک پرانے دوست ڈینی ولسن کی تلاش تھی.... وہی ڈینی ولسن جس نے ایک بار اپنے سدھائے ہوئے جانوروں سمیت اس کے ساتھ شکرال کا سفر کیا تھا۔

عمران کی دانست میں وہ اپنے وقت کا بہترین ٹریز تھا.... اس کے سدھائے ہوئے جانوروں کی مانگ اکثر دوسرے ممالک سے بھی آتی تھی۔

عمران نے فون پر اس سے کئی بار رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی تھی.... لیکن اس کا

اسسٹنٹ یہی کہتا رہا تھا کہ وہ گھر پر موجود نہیں ہے۔

آخری بار جب عمران نے اپنا نام بتایا تو اسسٹنٹ نے بڑی بے چینی سے کہا تھا۔ "ماسٹر عمران ہیں.... تو آپ یقیناً اس سلسلے میں میری کوئی مدد کر سکیں گے.... مسٹر ڈینی ولسن شاید کسی بڑی دشواری میں پڑ گئے ہیں.... پچھلے چھ ماہ سے وہ کئی کئی دن بعد صرف تھوڑی دیر کے لئے اپنے آدمیوں میں آتے ہیں.... اور پھر غائب ہو جاتے ہیں۔!"

اس کہانی پر عمران کے کان کھڑے ہوئے تھے.... اور اس نے اس سے کہا تھا کہ وہ جلد ہی اس تک پہنچنے کی کوشش کرے گا۔!

◆

کلاڈیا بیلی کی صبح بڑی ناخوش گوار تھی.... باپ کی جھڑکی نے ابھی تک اس کا موڈ ٹھیک نہیں ہونے دیا تھا.... ناشتہ اس نے خواب گاہ میں ہی کیا اور معمول کے مطابق پائیں باغ میں بھی نہ گئی۔

تین بجے کے قریب روتے روتے سو گئی تھی.... جیکسن بیلی کا رویہ اس لئے بالکل نیا تھا.... اس نے کبھی اس سے تلخ لہجہ میں بھی گفتگو نہ کی تھی چہ جائیکہ اس طرح ڈانٹتا۔

اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہئے.... طبیعت کی اس کبیدگی کو کہیں نہ کہیں جھٹکنا ہی تھا۔ براہِ راست باپ سے نہیں الجھ سکتی تھی.... لیکن بہر حال اپنی کسی نہ کسی حرکت کے ذریعہ یہ تو جتانا ہی چاہتی تھی کہ باپ کے رویے کا اس پر کیا رد عمل ہوا ہے۔!

نو بجے اس نے گیراج سے چھوٹی گاڑی نکالی اور گھر سے نکل کھڑی ہوئی۔ آج وہ خبیث مزدور اسے کہیں بھی نہ دکھائی دیا جس کی وجہ سے وہ ذہنی طور پر اس حال تک پہنچی تھی۔ اس کا نام ظفر تھا لیکن وہ اسے ڈفر کہتی تھی۔!

اس کی گاڑی کا رخ ہائی وے پر شہر کی جانب تھا....! وہ سوچ رہی تھی کہ پورا دن شہر میں گزار کر رات گئے واپس آئے گی حالانکہ پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا.... وہ عموماً فادر بیلی ہی کے ساتھ شہر جاتی تھی۔ کبھی تنہا جانا ہوتا تو واپسی پر دیر نہ لگاتی۔

زیادہ تر ایک عورت کی شخصیت اسے شہر کی طرف لے جاتی تھی۔ کیونکہ اس میں اسے اپنی آنجہانی ماں کی جھلکیاں ملتی تھیں۔ وہ بالکل اسی کی طرح ہنسنے ہنسانے والی اور شفیق عورت تھی۔ جوان العمر تھی لیکن نہ جانے کیوں کلاڈیا خود کو اس کے سامنے بچہ محسوس کرنے لگتی تھی۔ ہو سکتا

ہے ماں سے کسی قدر مشابہت ہی اس کی وجہ رہی ہو۔!

وہ ایک اینگلو برمیز عورت تھی اور اس کا نام روشی تھا.... اردو روانی سے بول سکتی تھی۔ خود کلاڈیا جو یہیں کی پیداوار تھی اتنی اچھی اردو نہیں بول سکتی تھی.... وہ ایک فرم میں کسی اچھے عہدے پر فائز تھی اور کلاڈیا کے تجربے کے مطابق جب چاہتی آفس چھوڑ کر گھر بیٹھ رہتی۔ کئی بار وہ اس کے ساتھ فارم پر بھی آ چکی تھی۔ فادر جیکسن بیلی بھی اس سے واقف تھا۔

ان کی ملاقات کئی سال پہلے اتفاقاً ایک تقریب کے موقع پر ہوئی تھی اور دونوں دوست بن گئیں تھیں۔

شہر پہنچ کر اس نے روشی کے فلیٹ کا رخ کیا....! وہ آفس میں تھی ملازمہ نے اس کا استقبال کیا اور فون پر روشی کو اس کی آمد کی اطلاع دی۔

روشی نے آدھے گھنٹے کے اندر اندر گھر پہنچنے کی کوشش کی تھی۔

"ہلو کلاڈی ڈیئر.... کتنے دنوں بعد میں تمہیں یاد آئی ہوں....!" روشی نے آگے بڑھ کر اس کی پیشانی چومتے ہوئے کہا۔

بس اسی قسم کی چیزیں کلاڈیا کو بے حد متاثر کرتی تھیں.... وہ دس سال کی تھی جب اس کی ماں ہیضے میں مبتلا ہو کر اچانک مر گئی تھی۔ ماتا کی بھوک ہی نے اسے روشی سے اتنا قریب کر دیا تھا۔ روشی کی گرم جوشیوں میں اسے ممتا کی جھلکیاں ملتی تھیں۔

تھوڑی دیر بعد طے پایا کہ وہ کسی اچھے ہوٹل میں لنچ کریں گے۔

"لیکن یہ تمہیں ہوا کیا ہے۔!" روشی نے اس سے پوچھا۔ "تم اتنی مضمحل اور کھوئی کھوئی سی کیوں ہو....!"

"کچھ بھی نہیں....!" کلاڈیا نے زبردستی ہنسنے کی کوشش کی۔!

"خیر چھوڑو.... تھوڑی دیر بعد تم خود ہی بتا دو گی....!" وہ اس کا شانہ تھپک کر بولی۔ "مجھ سے تم کبھی کچھ نہیں چھپا سکتیں....!"

اس پر کلاڈیا صرف مسکرا کر رہ گئی تھی۔!

ڈیڑھ بجے وہ نیگریس کے ڈائننگ ہال میں داخل ہوئیں۔ یہاں کراکری کے سوا ہر چیز سیاہ تھی.... سیاہ فرنیچر.... سیاہ پردے.... سیاہ گلدان.... اور اپنی رنگت سمیت سر تا پا سیاہ ویٹر

ایسے ماحول میں سفید کراکری ایسی ہی لگتی تھی جیسے کوئی نیگریس ہنس پڑی ہو اور اس کے شفاف دانت نمایاں ہوگئے ہوں....!“

”ہم شاید یہاں پہلی بار آئے ہیں....!“ کلاڈیا نے کہا۔

”اس کے افتتاح کو صرف پندرہ دن ہوئے ہیں.... وہ دیکھو اس گوشہ میں نکل چلو.... ایک میز خالی نظر آرہی ہے....!“ روشی نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھی۔

بالکل ایسا ہی معلوم ہوا تھا جیسے ایک سیکنڈ کی بھی دیر ہو جانے پر وہ میز ہاتھ نہ آئے گی۔

”بڑا عجیب ماحول ہے یہاں کا....!“ کلاڈیا نے کرسی کھسکا کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”مجھے پسند ہے....!“ روشی نے کہا اور مینو اٹھا کر دیکھنے لگی۔

کلاڈیا چاروں طرف نظر دوڑا رہی تھی.... دفعتاً چونک پڑی۔

بائیں جانب والے گوشہ میں ایک ایسا آدمی دکھائی دیا تھا کہ پہلے تو اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آسکا....! لیکن وہ سو فیصد ظفر ہی تھا.... بہترین قسم کے سوٹ میں ملبوس.... وہ اسے محض مشابہت ہی تصور کر کے نظر انداز کر دیتی.... لیکن ظفر کی ایک مخصوص عادت کی بنا پر وہ ایسا نہ کر سکی۔ وہ تھوڑے تھوڑے وقفے سے اپنے دہانے کے بائیں گوشے کو بھینچتے رہنے کا عادی تھا.... اس وقت بھی اس کی یہی کیفیت تھی.... کسی گہری سوچ میں معلوم ہوتا تھا۔

کلاڈیا نے کسی قدر جھکتے ہوئے گلدان کو اپنے سامنے رکھ لیا۔ اس کا خیال تھا کہ اس طرح ظفر اس کا پورا چہرہ نہ دیکھ سکے گا۔!

”یہ مینو دیکھو....!“ دفعتاً روشی نے اسے مخاطب کیا....! روشی کی پشت ظفر کی طرف تھی۔

”او.... ہاں....!“ کلاڈیا چونک کر مینو کی طرف متوجہ ہوگئی۔

”مجھے بتاؤ.... کیا بات ہے....!“ روشی اسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھتی ہوئی بولی۔

”میں سچ مچ بہت پریشان ہوں روشی ڈیئر....!“

”کیوں....؟“

”یہاں اس وقت ایک ایسا آدمی موجود ہے جو میرے فارم پر مزدور کی حیثیت سے کام کرتا ہے۔!“

”اوہو.... تو اس میں پریشانی کی کیا بات ہے.... کیا تم فادر سے چھپ کر شہر آتی ہو۔!“

”نہیں تو....! تم میری بات سمجھنے کی کوشش کرو.... وہ ایک شکستہ حال مزدور ہے جو آٹھ دن تک شیو نہیں کر سکتا۔! پھٹے پرانے کپڑے پہنتا ہے لیکن اس وقت ایسا لگ رہا ہے جیسے کسی بہت اونچی سوسائٹی کا فرد ہو۔!“

”کہاں ہے....؟“

”اپنی پوزیشن بدل لو.... اس کرسی پر بیٹھ جاؤ....!“

روشی اٹھ کر اس کی دائیں جانب والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

”اب وہ دیکھو....! اس گوشہ میں....!“

”اوہو....!“ روشی چونک پڑی پھر اسے ہنسی آگئی.... اور اس نے کہا۔ ”اگر تم اس آدمی کے متعلق کہہ رہی ہو جو اپنی میز پر تنہا ہے تو یہ تمہارا وہم ہی ہوگا۔!“

”ہاں میں اسی کے بارے میں کہہ رہی ہوں....!“

”تب تو پھر وہ کوئی اور ہی ہوگا جو تمہارے فارم پر کام کرتا ہے.... یہ تو یہاں کا ایک بڑا صنعت کار ظفر الدین سپاٹا ہے۔!“

”ظفر الدین.... ظفر الدین....! اس کا نام بھی ظفر ہی ہے....؟“

”ہو سکتا ہے.... ایسے اتفاقات بھی ہوتے ہیں.... دو آدمیوں کے درمیان مشابہت بھی ہو سکتی ہے.... اور ان کے نام بھی ایک ہی ہو سکتے ہیں۔!“

”لیکن عادتیں تو ایک سی نہیں ہو سکتیں....!“

”ہاں اس باب میں اختلاف ہو سکتا ہے۔!“

”دیکھو....! وہ بار بار اپنے دہانے کا بایاں گوشہ بھینچتا رہتا ہے.... یہ ممکن ہے کہ میرے فارم پر کام کرنے والا بھی اس مرض میں مبتلا ہو....!“

”اگر یہ بات ہے تو پھر سوچنا پڑے گا۔!“

”یہ آدمی عرصہ سے میرے لئے الجھن کا باعث رہا ہے.... اور وہ میری چھٹی حس تھی۔ میں تصور بھی نہیں کر سکتی تھی کہ یہ حقیقتاً اتنا ہی پُراسرار ہوگا۔!“

روشی اُسے بڑے غور سے دیکھے جا رہی تھی۔!

”تم مجھے اس طرح کیوں دیکھ رہی ہو....!“ کلاڈیا گڑبڑا کر بولی۔

”عورت اس شخص کی کمزوری ہے....!“ روشی مسکرائی۔

"تت.... تو.... کیا مطلب....!"

"عورت ہی کیلئے یہ اس حد تک بھی جاسکتا ہے کہ اپنا کام کاج چھوڑ کر مزدوری پر اتر آئے۔!"

"کیا تم اسے جانتی ہو....!"

"یہاں کے سارے شریف آدمیوں سے کچھ نہ کچھ واقفیت ضرور رکھتی ہوں۔!"

"وہ بھی تمہیں جانتا ہے....؟"

"ضروری نہیں.... بہتیرے مجھے نہیں جانتے۔!"

"اچھا اب تم اپنی جگہ آبیٹھو....! میں نہیں چاہتی کہ وہ مجھے یہاں دیکھے۔!" کلاڈیا نے کہا۔

"میں تمہیں اس کے بارے میں کچھ اور بھی بتانا چاہتی ہوں۔!"

روشی پھر سامنے والی کرسی پر جابیٹھی....! اتنے میں ویٹر بھی آگیا اور وہ اسے مطلوبہ ڈشوں کے نام لکھوانے لگی۔ اس کے چلے جانے پر کلاڈیا نے اپنی کہانی شروع کر دی.... روشی بغور سنتی رہی۔ اس دوران میں ویٹر مطلوبہ اشیاء بھی لایا تھا....!

کھانا شروع کرنے سے قبل روشی نے کہا۔ "اگر وہ رویا بھی تھا تو وہاں اس کی موجودگی کا باعث تم ہی ہو سکتی ہو۔!"

"لیکن پاپا کا رویہ میری سمجھ سے باہر ہے.... انہوں نے جس انداز میں مجھے ڈانٹا تھا.... خیر چھوڑو.... دیکھا جائے گا۔!"

کلاڈیا سر جھکا کر کھانے لگی۔! روشی کسی سوچ میں گم تھی....! تھوڑی دیر بعد اس نے کہا۔

"یقیناً فادر کا رویہ غیر واضح ہے.... بلکہ میں تو یہاں تک کہنے کو تیار ہوں کہ وہ اس کی اصلیت سے واقف معلوم ہوتے ہیں۔! ورنہ اتنی رات گئے برآمدے میں ان کی موجودگی کا کیا مطلب ہو سکتا ہے۔!"

"میں اسے تسلیم نہیں کر سکتی....!"

"کیوں....؟"

"جیسا کہ تم نے کہا کہ وہ میرے ہی لئے مزدور بنا ہے تو کیا پاپا اسے گوارہ کرلیں گے۔!"

"ہاں....! یہ مسئلہ بھی قابل غور ہے....!" خیر تم فکر نہ کرو.... میں دیکھوں گی کیا معاملہ ہے.... اور اس کا بھی کسی سے ذکر نہ کرنا کہ تم نے اس مزدور کو اچھی حالت میں دیکھا تھا....

خود اس پر بھی ظاہر نہ ہونے دینا....!"

"اگر اس نے مجھے یہاں دیکھ لیا تو....!"

"کوشش یہی ہونی چاہئے.... کہ وہ تمہیں نہ دیکھ سکے.... ہم یہاں اس وقت تک بیٹھیں گے جب تک کہ وہ اٹھ کر چلا نہ جائے۔!"

* * *

ڈینی ولسن کا اسسٹنٹ ایک بوڑھا آدمی تھا.... اس نے بھی عمران کے ساتھ شکرال کا سفر کیا تھا اور اس کی حیرت انگیز صلاحیتوں کا دل سے قائل تھا۔

"ماسٹر عمران....!" وہ طویل سانس لے کر بولا۔ "ڈینی پچھلے چھ ماہ سے میری سمجھ میں نہیں آرہا....!"

"کیا اس کے سر پر سینگ نکل آئے ہیں....!"

"نکل آئے ہوتے تو مجھے اتنا اچنبھا نہ ہوتا......!"

"اوہو.... کوئی بے حد غیر معمولی بات....!"

"غیر معمولی سے بھی زیادہ ماسٹر عمران.... اس نے شراب بالکل ترک کر دی ہے۔!"

"خوب.... تو اس میں پریشانی کی کیا بات ہے۔!"

"اب وہ ہم سب کو بور کرتا رہتا ہے.... کہ ہم بھی نہ پئیں....!"

"میں پوچھ رہا تھا کہ وہ ہے کہاں....!"

"پتا نہیں.... اس وقت کہاں ہوگا.... ویسے اب وہ زیادہ تر پادریوں کی صحبت میں رہتا ہے۔ فادر جیکسن بیلی کا فارم اس کا مخصوص اڈہ ہے آج کل....!"

"یہ کہاں ہے....!"

"قومی شاہراہ کے پندرھویں میل پر....!"

"اوہو.... اچھا.... لیکن وہاں کیوں رہتا ہے....!"

"یقین کرو ماسٹر عمران میں نہیں جانتا.... وہ جب بھی آتا ہے.... قرب قیامت کی باتیں کرنے لگتا ہے.... دوزخ و جنت کے چرچے اس کی زبان پر رہتے ہیں.... غرضیکہ بہت بور کرتا ہے۔!"

"بزنس کیسا چل رہا ہے....؟"

”سب کچھ جہنم میں گیا....؟“

”خیر چھوڑو.... تم بھی ڈینی ہی کی طرح تجربہ کار آدمی ہو.... میں تم سے ایک خاص مسئلے پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ !“

”ضرور ماسٹر.... میں ہر خدمت کے لئے حاضر ہوں....!“

”ہلاکو اینڈ کمپنی کے کتوں کے بارے میں تم نے بھی سنا ہوگا....!“

”سنا ہے ماسٹر ان کے چرچے تو ہر ایک کی زبان پر ہیں....!“

”کیا اس شہر میں ڈینی کے علاوہ کوئی اور بھی ٹرینر ایسا ہے جو کتوں کو اس طرح سدھا سکے۔ !“

”میری دانست میں تو کوئی بھی ایسا نہیں ہے....!“

”پھر یہ کتے کہاں سے آئے....؟“

”مجھے یہ سوچنے دیجئے....!“ بوڑھے نے کہا اور اس کی پیشانی پر سلوٹیں ابھر آئیں۔ تھوڑی دیر بعد وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ ”میں نے شاید ایک بار ڈینی ہی کی زبانی سنا تھا کہ وہ جانوروں کو اس طرح بھی سدھا سکتا ہے کہ نگران کی عدم موجودگی میں بھی.... اوہو.... میرے خدا؟“

وہ خاموش ہو گیا.... اور عمران نے اس کی آنکھوں میں حیرت کے آثار دیکھے۔

”کیا بات ہے.... مجھے بتاؤ....؟“ اس نے نرم لہجے میں کہا۔

”فادر جیکسن بیلی....!“

”ہوں.... ہوں.... آگے کہو....!“

”غالباً ایک سال پہلے کی بات ہے....!“

اچانک کسی نے دروازے پر دستک دی.... بوڑھا خاموش ہو گیا اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھا.... عمران جیب سے چیونگم کا پیکٹ نکالنے لگا تھا۔ بوڑھے آدمی نے دروازہ کھولا ہی تھا کہ کراہ کر چاروں خانے چت گرا.... اس کی قمیض تازہ خون سے بھیگ رہی تھی۔ عمران نے دروازے کی طرف چھلانگ لگائی.... اس بار خنجر پھر چمکا.... ساتھ ہی ایک بڑے سے کتے نے بھی اس پر چھلانگ لگائی.... وہ ٹھیک عمران کے داہنے ہاتھ ہی پر آیا تھا۔

حملہ آور اس کی گرفت سے نکل گیا.... اور فرش پر خنجر گرنے کی آواز آئی۔ کتا راہ میں حائل تھا اور جھپٹ جھپٹ کر عمران پر حملے کر رہا تھا۔ راہداری اس کی خوف ناک غراہٹ سے گونج رہی تھی۔

بہت ہی ڈراؤنے قسم کا افغان ہاؤنڈ تھا.... حملہ آور تیزی سے دوڑتا ہوا طویل راہداری سے گذر گیا۔

اسی دوران میں بوڑھے کی ہائے ہائے پھر سنائی دینے لگی۔ ادھر کتا تھا کہ جان کو آیا ہوا تھا.... اتنی مہلت ہی نہیں دے رہا تھا کہ عمران ریوالور نکال کر اسے نشانہ بنا سکتا۔ !اچانک فرش پر پڑے ہوئے خنجر پر عمران کا پیر رپٹ گیا.... سنبھلنے کی کوشش کے باوجود بھی چاروں خانے چت گرا۔ کتا اس کے اوپر تھا.... عمران نے دونوں ہاتھوں سے اس کی گردن جکڑلی اور خود کو اس کے خون خوار دانتوں سے بچائے رکھنے کے لئے جدوجہد کرنے لگا۔

کتا غیر معمولی طاقت ور ثابت ہوا تھا.... دفعتاً عمران نے محسوس کیا کہ خنجر کا دستہ اس کی کمر میں چبھ رہا ہے.... اس نے اپنا داہنا ہاتھ کتے کی گردن سے ہٹا کر بڑی پھرتی سے خنجر پر قبضہ کر لیا۔ یہ آسان کام نہیں تھا.... صرف ایک ہاتھ سے کتے کو اس حد تک روکے رکھا کہ اس کے دانت جسم کے کسی حصہ میں پیوست نہ ہونے پائیں۔ ناممکن نہیں تو مشکل ضرور تھا۔

دوسرے ہی لمحہ میں عمران نے اس کا پیٹ چاک کر کے دور اچھال دیا۔

کتے کی آخری چیخیں بڑی بھیانک تھیں۔

عمران اٹھ کر راہداری کے آخری سرے تک دوڑتا چلا گیا.... لیکن باہر جانے کی بجائے وہ صدر دروازے کو بولٹ کر رہا تھا۔ نشست کے کمرے میں واپس آیا تو بوڑھے کو فرش پر بیٹھے پایا.... وہ اپنی قمیض اتارنے کی کوشش کر رہا تھا.... عمران آگے بڑھ کر اس کی مدد کرنے لگا۔

”بازو.... ماسٹر....!“ بوڑھا کراہا.... ”میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ... وہ حرام زادہ...!“

وہ جملہ پورا کئے بغیر بازو کا زخم دیکھنے لگا جو زیادہ گہرا نہیں تھا.... لیکن خون برابر بہے جا رہا تھا۔

”کیا میں تمہیں ہسپتال لے چلوں....!“ عمران نے پوچھا۔

”نہیں ماسٹر....! پتا نہیں کیا چکر ہے....!“

”خیر.... خیر.... فرسٹ ایڈ بکس کہاں رکھا ہے.... مجھے بتاؤ....!“

”وہ.... اس الماری میں.... اُف.... خدایا.... اس نے تاک کر دل پر وار کیا تھا.... قسمت اچھی تھی کہ میں اچانک ترچھا ہو گیا....!“

عمران الماری سے فرسٹ ایڈ بکس نکال کر بوڑھے کی مرہم پٹی کرنے لگا۔

”کیا یہاں اس وقت تمہارے علاوہ اور کوئی موجود نہیں....!“ عمران نے اس سے پوچھا۔

"بس وہی نمک حرام تھا۔۔۔۔؟"

"اوہو۔۔۔۔ تو کیا وہ یہیں تھا۔۔۔۔!"

"ہاں۔۔۔۔ ہاں۔۔۔۔ وینو تھا۔۔۔۔!"

"یہ کون ہے۔۔۔۔ میں نے تو اسے پہلے کبھی یہاں نہیں دیکھا۔۔۔۔!"

"کچھ دنوں پہلے ڈینی نے اسے ملازم رکھا تھا۔۔۔۔! کیا تم نے اسے پکڑ لیا ہے ماسٹر۔!"

"نہیں وہ نکل گیا۔۔۔۔! دراصل ایک افغان باؤنڈ نے مجھ پر حملہ کر دیا تھا۔!"

"افغان باؤنڈ۔۔۔۔ یہاں تو کبھی کوئی افغان باؤنڈ نہیں رہا۔۔۔۔ اوہو دیکھو ماسٹر۔۔۔۔ کہیں وہ مردود گیراج سے جیپ تو نہیں نکال لے گیا۔!"

"کیا تم چل سکو گے میرے ساتھ۔۔۔۔!"

"کہاں۔۔۔۔؟"

"گیراج تک۔۔۔۔!"

"کیوں نہیں۔۔۔۔ کیوں نہیں۔۔۔۔!"

جیپ گیراج میں موجود نہیں تھی۔۔۔۔! عمران اپنی موٹر سائیکل کی طرف جھپٹا۔۔۔۔ وہ ہر طرح محفوظ تھی۔۔۔۔ غالباً حملہ آور نے اس کی طرف دھیان نہیں دیا تھا یا پھر مطمئن رہا ہو کہ افغان باؤنڈ ہی سے چھٹکارا مشکل ہوگا۔!

عمران نے مڑ کر بوڑھے سے کہا۔ "تم سارے دروازے بند کر کے بیٹھو۔۔۔۔ فی الحال پولیس کو فون نہ کرنا۔۔۔۔!"

"لل۔۔۔۔ لیکن۔۔۔۔!"

"میں رک نہیں سکتا۔! ڈینی جہاں کہیں بھی ہوگا خطرے ہی میں ہوگا۔۔۔۔ جیپ کا نمبر بتاؤ۔!"

"کے اے زیڈ۔۔۔۔ تھری او تھرٹین۔۔۔۔!"

پھر وہ آندھی اور طوفان کی طرح نیشنل ہائی وے کی طرف روانہ ہوا تھا۔۔۔۔ لیکن ایک جگہ اسے رکنا پڑا۔ ڈینی کی رہائش گاہ کی نگرانی ضروری تھی۔۔۔۔ اس نے ایک پبلک ٹیلی فون بوتھ سے بحیثیت ایکس ٹو جولیانافٹنر واٹر کو اس سے متعلق ہدایات دیں۔۔۔۔ اور پھر چل پڑا۔

حملہ آور پہلے ہی سے ڈینی کے گھر میں موجود تھا۔۔۔۔ لہٰذا یہ سوچنا ہی فضول تھا کہ وہ اس کا تعاقب کرتا ہوا وہاں پہنچا ہوگا۔!

شہر سے باہر نکلتے ہی اس نے موٹر سائیکل کی رفتار بڑھانی شروع کر دی۔

ہائی وے کے پانچویں میل پر اس نے گرے رنگ کی ایک جیپ کسری جھیل والے ڈاک بنگلے کی طرف مڑتی دیکھی۔!

فاصلہ زیادہ نہیں تھا۔۔۔۔! لہٰذا اس کے نمبر صاف پڑھے جا سکتے تھے۔۔۔۔ اور یہ نمبر وہی تھے جو ڈینی کے اسسٹنٹ نے بتائے تھے۔ اس نے رفتار کم کر دی۔۔۔۔ اب وہ صرف جیپ کی چھت دیکھ سکتا تھا وہ راستہ کچا تھا اور اس کے دونوں اطراف اونچی اونچی جھاڑیاں تھیں۔!

عمران نے موٹر سائیکل سڑک کے کنارے روک دی۔۔۔۔ اور جیب سے ریڈی میڈ میک اپ نکالا اور اسے چہرے پر فٹ کرتا ہوا بڑبڑایا۔ "ایسی شکل تو چنگیز خان کی بھی نہ رہی ہوگی۔!"

پھولی ہوئی ناک کے نیچے گھنی مونچھوں کا سائبان تقاضا کر رہا تھا کہ بڑے بالوں والی منگولی ٹوپی بھی سر پر ضرور ہونی چاہئے۔!

اب وہ بھی ڈاک بنگلے والے راستے پر مڑ رہا تھا۔۔۔۔ جیپ کی رفتار زیادہ تیز نہیں تھی لیکن وہ گرد و غبار میں چھپ کر رہ گئی تھی۔!

اس راستے پر اتنی گرد اڑ رہی تھی کہ اگر عمران کی آنکھوں پر کورڈ گلاسز والی عینک نہ ہوتی تو اسے رک ہی جانا پڑتا۔۔۔۔ ایک فرلانگ طے کرنے کے بعد وہ کھلے میدان میں نکل آیا۔۔۔۔ ڈاک بنگلہ سامنے ہی نظر آ رہا تھا۔۔۔۔ اور جیپ اس طرف بڑھتی جا رہی تھی۔ لیکن قریب پہنچ کر اس کی کمپاؤنڈ میں داخل ہونے کی بجائے بائیں جانب مڑ گئی۔

عمران نے تعاقب جاری رکھا۔۔۔۔ جیپ ڈاک بنگلے کو پیچھے چھوڑتی ہوئی جھیل کی طرف جا رہی تھی۔ اور پھر وہ ایک کنارے روک دی گئی۔۔۔۔! ڈرائیو کرنے والا اتر کر اپنے ہاتھ دھونے لگا۔۔۔۔ منہ پر چھینٹے مارے اور چلوؤں سے پانی پینے لگا۔

واٹر کول انجن والی موٹر سائیکل کی آواز شاید اس نے نہیں سنی تھی ورنہ پیچھے مڑ کر ضرور دیکھتا۔!

عمران نے جیپ سے تھوڑے فاصلے پر رک کر انجن بند کر دیا تھا اور آہستہ آہستہ حملہ آور کی طرف بڑھ رہا تھا۔

''میں تمہاری قمیض پر خون کی چھینٹیں بھی دیکھ رہا ہوں!'' عمران نے اسکے سر پر پہنچ کر کہا۔!

حملہ آور اچھل کر کھڑا ہو گیا اور متحیرانہ نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

"میں نے کہا تمہیں افغان ہاؤنڈ کی رسید بھی دے دوں....!"

"تت.... تم کون ہو....؟" حملہ آور بائیں جانب کھسکتا ہوا بولا۔

عمران نے مصنوعی ناک چہرے سے الگ کر کے جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔ "میں تمہیں افغان ہاؤنڈ کی رسید ضرور دوں گا۔!"

"میں تمہیں مار ڈالوں گا....!" اچانک حملہ آور دانت پیستا ہوا عمران پر جھپٹا۔

لیکن ایک ہی فٹ کے فاصلے پر رہا ہو گا کہ عمران نے پیچھے ہٹ کر اس کے سینے پر لات رسید کی.... اور وہ اچھل کر کئی گز کے فاصلے پر جا پڑا.... پھر دوبارہ اٹھنے بھی نہیں پایا تھا کہ عمران داہنا گھٹنا اس کے سینے پر رکھ کر چڑھ بیٹھا.... اور دو تین زوردار تھپڑ رسید کرنے کے بعد خون خوار لہجہ میں پوچھا۔ "ڈینی کہاں ہے۔!"

"میں نہیں جانتا.... میں کچھ نہیں جانتا....!"

"سارے دانت توڑ کر تمہارے حلق میں ٹھونس دوں گا۔!"

"میں نہیں جانتا....!"

عمران نے اس کی ناک پر ہتھیلی جما کر دباؤ ڈالا.... اور وہ جانوروں کی طرح چیخنے لگا.... یہاں دور دور تک سناٹا تھا.... قریب ہی سے دو بگلے اڑ کر کچھ فاصلے پر جا بیٹھے۔!

"فف.... فادر بیلی....!"

"عمران نے ناک پر سے ہاتھ ہٹا لیا.... مغلوب کہہ رہا تھا....!" فادر بیلی کے فارم میں.... مم.... میں کچھ بھی نہیں جانتا....!"

"فادر بیلی کے لئے کام کر رہے ہو تم....!"

"نن.... نہیں.... فادر بیلی کی میں نے شکل بھی نہیں دیکھی۔!"

"پھر تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ وہاں ہے....!"

"مم.... میں.... آہ.... ہا.... ہاغ....!"

عجیب سی چیخ اس کے حلق سے نکلی اور وہ بے حس و حرکت ہو گیا۔

* * *

شام کے اخبارات نے سارے شہر میں سنسنی پھیلا دی! ہلاکو اینڈ کمپنی کے کتے ابھی تک ایک خاص قسم کی دلچسپی کا سامان بنے رہے تھے۔! لیکن فیاض کے محکمے کی بپتا پڑھ کر وہ مائیں سہم گئیں جن کے بچے بڑے پُر شوق انداز میں ان کھلنڈرے کتوں کا ذکر کیا کرتے تھے۔!

سورج غروب ہوتے ہوتے درجنوں کتے مار دیئے گئے....! میونسپل قوانین کی پرواہ کئے بغیر لوگ شہر میں فائرنگ کرتے رہے۔ لیکن حقیقت تو یہ تھی کہ ان اکتالیس آدمیوں کے غائب ہو جانے کے بعد سے ہلاکو اینڈ کمپنی کا ایک بھی کتا کہیں نہیں دیکھا گیا تھا۔

روشی نے شام کا اخبار بھی پڑھا تھا اور اپنے پڑوس میں کئی فائروں کی آوازیں بھی سنی تھیں۔ آوارہ گرد کتے ختم کئے جا رہے تھے۔!

کلاڈیا ابھی تک روشی ہی کے ساتھ مقیم تھی وہ روشی کو اپنے ہمراہ لے جانا چاہتی تھی۔ ادھر روشی دوپہر سے اب تک کئی بار عمران سے فون پر رابطہ قائم کرنے کی کوشش کر چکی تھی.... آخر تھک ہار کر وہ کلاڈیا کے ساتھ جانے پر تیار ہو گئی۔ کلاڈیا کا اصرار تھا کہ وہ دو تین دن اس کے ساتھ گذارے۔

قریباً آٹھ بجے وہ فارم پر پہنچیں.... جیکسن بیلی انہیں برآمدے میں ملا.... روشی کے سلام کا جواب دے کر وہ کلاڈیا کو گھورتا رہا تھا.... پھر بولا تھا۔ "اگر تم شہر گئی تھیں تو کہہ کر جانا چاہئے تھا۔!"

لہجے کی تلخی روشی نے بھی محسوس کی تھی....! لیکن کلاڈیا کچھ کہے بغیر آگے بڑھتی چلی گئی۔ روشی کو فادر کی مزاج پرسی کے لئے رکنا پڑا۔

"بہت دنوں سے میری خواہش تھی کہ کچھ دن کھلی ہوا میں گذاروں....!" روشی نے فادر بیلی سے کہا۔ "آج کلاڈیا سر ہو گئی کہ چلو میرے ساتھ....!"

"بڑی خوشی کی بات ہے بیٹی....!" پادری نے نرم لہجے میں کہا۔ "تمہارا گھر ہے.... جب تک دل چاہے قیام کرو....!"

کسی قدر مزید رسمی گفتگو کے بعد جیکسن بیلی وہاں سے چلا گیا تھا.... اور روشی کلاڈیا کے کمرے میں چلی آئی تھی۔!

رات کے کھانے کے بعد وہ بیرونی برآمدے میں آبیٹھیں اور وہیں کافی نوشی کی ٹھہری۔

آسمان بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا اور ہوا بھی بند تھی.... بارش کے آثار تھے۔!

روشی نے آہستہ سے پوچھا۔ “کیا وہ اس وقت یہاں موجود ہے....؟”

“معلوم نہیں....!” کلاڈیا نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

“میں دیکھنا چاہتی ہوں وہ یہاں کس حال میں رہتا ہے۔!”

“اگر میں پاپا کو بتاؤں... تو وہ اسے بھی میرا وہم قرار دیں گے۔ ان کا خیال ہے کہ سری ادب کے مطالعہ نے مجھے کسی قسم کے ذہنی مرض میں مبتلا کر دیا ہے۔!”

“وہ رہتا کہاں ہے....؟”

“عمارت کے بائیں بازو میں ملازمین کے لئے کمرے ہیں انہیں میں سے ایک میں اس کی رہائش ہے۔!”

“یہاں کتے تو نہیں ہیں....!”

“پاپا کو کتوں سے نفرت ہے....! لیکن وہ السیشین جو ظفر کے پاس ہے....!”

“اچھا.... وہ جو ظفر کو ڈرائیور نے دیا تھا....!”

“ہاں.... اور پاپا نے ناپسندیدگی کے باوجود اسے فارم میں رکھنے کی اجازت دے دی۔!”

“خیر کتے کا انتظام بھی ہو جائے گا....!” روشی طویل سانس لے کر بولی۔

“مجھے بہر حال یہ دیکھنا ہے کہ وہ ظفر سپاٹا ہی ہے یا نہیں....!”

تھوڑی دیر بعد کافی آگئی.... اور انہوں نے وہ کتا بھی دیکھا جسکے بارے میں ابھی گفتگو ہو رہی تھی۔ وہ لان سے گزرتا ہوا برآمدے میں داخل ہوا اور کلاڈیا کے پیروں کے قریب بیٹھ گیا۔

روشی اسے متحیرانہ نظروں سے دیکھے جا رہی تھی۔

“یہ کل کا آیا ہوا تو نہیں معلوم ہوتا....؟” اس نے کلاڈیا سے کہا۔

کلاڈیا کچھ نہ بولی.... وہ باہر اندھیرے میں گھورے جا رہی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کچھ یاد کرنے کی کوشش کر رہی ہو۔!

“تم کیا سوچ رہی ہو.... فکر نہ کرو.... میں دیکھوں گی کیا بات ہے.... کیوں نہ ہم کچھ دیر باہر ٹہلیں....!” روشی نے اسے اپنی طرف متوجہ کر کے کہا۔

“اس اندھیرے میں.... یہاں اکثر سانپ بھی دکھائی دیتے ہیں۔!”

“پھر وقت کیسے گذارا جائے....!”

“رمی کھیلیں....!”

“میں یہاں رمی کھیلنے نہیں آئی... میں تو صرف یہ دیکھنا چاہتی ہوں کہ وہ ظفر سپاٹا ہی ہے یا نہیں۔!”

“اسے میں یہیں بلوائے لیتی ہوں.... اس وقت جواز موجود ہے لیکن اگر وہ خود بھی موجود ہوا تو....!” کلاڈیا نے کہا اور کسی ملازم کو آواز دی۔ اس نے اس سے ظفر کو بلانے کو کہا تھا۔

وہ جلد ہی واپس آیا.... ظفر اس کے ساتھ تھا۔! اس نے ملیشیا کی قمیض اور شلوار پہن رکھی تھی۔

“جی میم صاحب....!” اس نے بڑے ادب سے پوچھا۔

“اسے یہاں سے لے جاؤ.... مجھے وحشت ہوتی ہے۔!” کلاڈیا نے کتے کی طرف اشارہ کر کے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

“بہت بہتر میم صاحب.... لیکن دیکھئے تو ایسا لگتا ہے.... جیسے اس نے آپ ہی کے ہاتھوں پرورش پائی ہو....!” ظفر نے کہہ کر داد طلب نظروں سے روشی کی طرف دیکھا لیکن وہ ایسی بنی بیٹھی رہی جیسے اردو سمجھتی ہی نہ ہو۔!

“فضول باتیں نہ کرو.... اسے لے جاؤ.... یہاں سے....!”

ظفر نے کتے کا پٹا پکڑ کر اسے اٹھایا.... اور برآمدے کے نیچے اتار لے گیا۔!

روشی اس دوران میں چپ چاپ کافی کی چسکیاں لیتی رہی تھی۔!

“وہی ہے....!” اس نے آہستہ سے کہا۔ “تمہیں ہوشیار رہنا چاہئے۔!”

“تو پھر.... پاپا کو بتایا جائے....!”

“ابھی ٹھہرو....! اس کے سلسلے میں ان کا رویہ بھی مشتبہ ہے۔!”

“مشتبہ....!” کلاڈیا چونک پڑی۔

“کوئی خاص بات نہیں.... تم کسی الجھن میں نہ پڑو.... لیکن میری دانست میں بہتر یہی ہوگا کہ ابھی فادر سے اس کا ذکر نہ کرنا....!”

روشی نہیں چاہتی تھی کہ عمران کے علم میں لائے بغیر اس سلسلے میں مزید کوئی قدم اٹھایا جائے.... ظفر الدین سپاٹا کی افتاد طبع سے اسے کوئی غرض نہیں تھا لیکن اسی کی وساطت سے کسی

ایسے کتے کا وجود یقیناً فکر کی نئی راہیں کھول سکتا تھا.... وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ عمران ہلاکو اینڈ کمپنی کے کتوں کی طرف سے غافل نہ ہوگا۔

✧

سائیکو مینشن کی کنفیشن چیئر پر اس نے سب کچھ اُگل دیا.... اسے ڈینی کے یہاں ملازمت دلائی گئی تھی.... اور ہدایت کی گئی تھی کہ وہ وہاں آنے جانے والوں پر نظر رکھے خصوصیت سے ڈینی کے اسسٹنٹ کی نگرانی پر زور دیا گیا تھا۔

"تم نے اس پر حملہ کیوں کیا تھا....!" عمران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"مجھ سے کہا گیا تھا کہ اگر کبھی کوئی شخص کتوں کی ٹریننگ کے بارے میں کچھ پوچھنے کے لئے آئے تو زبان کھولنے سے پہلے ہی بوڑھے کو ختم کر دینا....!" قیدی نے کہا اور ایک طرف گردن ڈال کر ہانپنے لگا۔

اب اسے کنفیشن چیئر سے اٹھا کر معمولی کرسی پر بٹھا دیا گیا تھا....!

عمران نے صفدر سے کہا۔ "اسے پانی پلاؤ....!"

دس منٹ خاموشی سے گذر گئے پھر عمران نے اسے مخاطب کیا....! "اب بتاؤ کہ تمہیں کس نے ڈینی کے یہاں ملازمت دلائی تھی۔!"

"ظفر نے.... وہ فادر بیلی کے فارم پر کام کرتا ہے....!"

"کیا کام کرتا ہے....!"

"مزدور ہے....!"

"بوڑھے کو مار ڈالنے کی ہدایت کس سے ملی تھی۔!"

"ظفر ہی سے....!"

"کیا پھر تمہیں اسی خوف ناک کرسی پر بٹھا دیا جائے....!" عمران اسے گھورتا ہوا غرایا۔

"نہیں...." وہ بلبلا پڑا.... "آپ اسے ہی پکڑوا کر بٹھا دیجئے اس کرسی پر.... جھوٹ سچ معلوم ہو جائے گا۔!"

"ایک معمولی مزدور کے کہنے پر تم کسی کو قتل کر دینے پر آمادہ ہو جاؤ گے اتنے احمق تو نہیں معلوم ہوتے۔!"

"لل.... لالچ بُری بلا ہے.... جناب.... سو روپے ماہوار مجھے ڈینی صاحب دیتے تھے اور پانچ سو روپے ماہوار ظفر دیتا تھا.... اس نے وعدہ کیا تھا کہ اگر ضرورت پڑنے پر میں نے بوڑھے کو ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیا تو اس کا معاوضہ کم از کم دس ہزار ہوگا۔!"

"صفدر اسے پھر بٹھاؤ اسی کرسی پر....!" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"اس سے بہتر یہ ہوگا کہ آپ مجھے گولی مار دیں....!" قیدی گڑگڑایا۔ "آخر میں آپ کو کیسے یقین دلاؤں.... ظفر نے مجھ سے کہا تھا وہ خود کسی کے لئے کام کر رہا ہے۔!"

"جیکسن بیلی کے لئے....؟"

"اس نے کسی کا نام نہیں لیا تھا....! مجھے بھی نام پوچھنے کی کیا ضرورت تھی۔ جب کہ پہلے ہی مہینہ کے اختتام پر مجھے پانچ سو روپے مل گئے تھے۔!"

"کیا ظفر نے تمہیں یہ بھی بتایا تھا کہ ڈینی جیکسن بیلی کے فارم پر رہتا ہے۔!"

"جج.... جی نہیں.... وہ تو میں نے ڈینی صاحب ہی کی زبانی سنا تھا....!"

"ظفر کہاں رہتا ہے....!"

"فارم پر....!"

"خیر!" عمران طویل سانس لے کر بولا۔ "اگر تمہارا بیان غلط ثابت ہوا تو پھر دیکھنا اپنا حشر!"

پھر قیدی تو وہیں رہ گیا تھا.... اور تھوڑی دیر بعد ایک بند گاڑی سائیکو مینشن کے گیراج سے نکلی تھی اور عمران کے فلیٹ کی طرف روانہ ہو گئی تھی۔

عمارت کی عقبی گلی میں پہنچ کر عمران گاڑی سے اتر گیا اور اوپر پہنچنے کے لئے عقبی ہی زینے استعمال کئے۔ رات کے دس بجے تھے....! باورچی خانے میں روشنی نظر آرہی تھی جس کا مطلب یہ تھا کہ سلیمان "کھوتے دا پتر" دیکھنے نہیں گیا۔

اس طرف کا راستہ باورچی خانے ہی سے گزرتا تھا۔ عمران دروازے کے قریب رک گیا.... باورچی خانے سے سلیمان اور جوزف دونوں کی آوازیں آرہی تھیں۔

عمران نے دستک دی.... اور سلیمان نے ڈپٹ کر پوچھا۔ "کون ہے....؟"

"تم دونوں کی شامت....!"

"ارے باپ رے....!" اندر سے آواز آئی اور دروازہ کھول دیا گیا۔

سامنے ہی چولہے پر ایک بڑا سا دیگچہ چڑھا ہوا تھا جس کا منہ ڈھکن سمیت گیلے آٹے سے بند کر دیا گیا تھا۔

”ہائیں.... تو کیا کھوتے دا پتر پک رہا ہے۔!“ عمران نے احمقانہ انداز میں دیدے نچائے۔

”مسلم بھیڑ کا بچہ.... جناب عالی....!“ سلیمان نے نظریں جھکا کر شرمیلے لہجے میں کہا۔

”بوہیمین ڈش....!“

”ہوں.... تو یہ ہوتا ہے میری عدم موجودگی میں.... اور میرے لئے مونگ کی دال پکائی جاتی ہے.... کتنے کا ملا تھا بھیڑ کا بچہ....!“

”وہ.... وہ.... جی دس آپ نے دیئے تھے.... دس میں نے ملائے اور دس اس نے دیئے تھے۔!“ سلیمان نے جوزف کی طرف دیکھ کر کہا۔

”کھوتے دا پتر دیکھنے کیوں نہیں گیا....؟“

”وہ سوٹ ہی نہیں ملا مجھے جو آپ نے پچھلے مہینے سلوایا تھا....!“

”لانڈری میں ہے....!“ عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

”آپ تو کھانا کھا چکے ہوں گے....!“ سلیمان نے چہک کر پوچھا۔

”میرے لئے چار آنے کے شاہی مرغ چھولے اور دو تنوری روٹیاں لا دے۔!“

”نکالئے اٹھنی....!“

”کیا بکتا ہے....؟“ جوزف آنکھیں نکال کر بولا۔

”پھر کیا کروں....!“ سلیمان اسے گھورنے لگا۔

”باس بھی یہی کھائے گا....!“

”یہ تو چندے کا ہے.... میں خدا کو کیا منہ دکھاؤں گا.... کھانا ہے تو نکالیں دس کا نوٹ.... میں اسے کھوتے دا پتر کے اکاؤنٹ میں جمع کر لوں گا....!“

”جی نہیں....! میں خود دیکھ آؤں گا کھوتے دا پتر.... آپ مجھے مرغ چھولے لا دیجئے۔!“

”ارے صاحب.... ہاں.... وہ مس روشی.... تین چار مرتبہ فون پر آپ کو پوچھ چکی ہیں۔!“ سلیمان نے کہا۔

اور عمران سر کو جنبش دے کر نشست کے کمرے کی طرف چل پڑا۔

* * *

روشی سونے کی تیاری کر رہی تھی کہ کسی نے دروازے پر دستک دی.... شب خوابی کا لبادہ پہن کر اس نے دروازہ کھولا۔

جیکسن بیلی اس کے سامنے کھڑا تھا۔

”یس فادر....!“

”تمہاری فرم کے منیجر کا فون ہے.... شاید سیف کی چابی تمہارے پاس رہ گئی ہے....!“ پادری نے کہا۔

”اوہ.... اچھا.... عجیب آدمی ہے.... یہ منیجر بھی.... میں اسے بتا کر آئی تھی کہ سیف کی چابی.... اس کی میز کی دراز میں رکھ دی ہے....!“ روشی نے کہا اور اس کمرے میں جانے کے لئے تیار ہو گئی جہاں فون تھا۔ اسے یقین تھا کہ یہ کال عمران ہی کی ہو گی.... کیونکہ وہ ملازمہ کو ہدایت کر آئی تھی کہ اگر عمران کی کال آئے تو اسے فارم کے نمبر بتا دے۔

”ہلو.... اٹ از روشی....!“ اس نے ماؤتھ پیس میں کہتے وقت مڑ کر دیکھا.... جیکس بیلی اس کے پیچھے پیچھے نہیں آیا تھا۔!

”ڈھمپ....! تم وہاں کیا کر رہی ہو....!“ دوسری طرف سے آواز آئی۔

”تمہارے لئے یہاں ایک سنسنی خیز سچویشن ہے....!“ روشی نے احتیاطاً برمی زبان میں کہا۔

”میں نہیں سمجھا....!“

”کسی بہانے یہاں پہنچنے کی کوشش کرو....!“

”کیا تمہیں وہ ڈینی ولسن یاد ہے جو میرے ساتھ شکرال گیا تھا....!“

”ہاں.... ہاں.... کیوں....؟“

”کیا وہ فارم پر موجود ہے....!“

”نہیں تو.... مجھے تو نہیں دکھائی دیا....!“

”تم وہاں پہنچیں کس طرح....!“

”لڑکی سے دوستی ہے....!“

"کتے ہیں وہاں....!"

"صرف ایک عدد....!" روشی نے کہا۔

"خیر جاؤ.... چپ چاپ سو جاؤ....!" دوسری طرف سے کہا گیا.... اور روشی بھی کچھ کہنے ہی والی تھی کہ سلسلہ منقطع ہونے کی آواز آئی۔

بُرا سا منہ بنا کر اس نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ کمرے سے باہر نکلی تو بدستور سناٹا تھا لیکن کتا برآمدے میں نظر آیا۔ روشی کو اس نے اپنی سرخ سرخ آنکھوں سے دیکھا تھا.... اس وقت تو اس کی ہیئت ہی بدل گئی تھی۔ بڑا خون خوار لگ رہا تھا۔

چند ہی گھنٹے پہلے وہ کتنی بے چارگی سے کلاڈیا کے قدموں میں پڑا رہا تھا.... لیکن اس وقت اس کی آنکھیں کہتی معلوم ہو رہی تھیں "خبردار.... اب کمرے سے باہر قدم نہ نکالنا....!"

پھر کمرے میں پہنچ کر روشی نے اس کی غراہٹ بھی سنی تھی....! دروازہ بولٹ کر کے وہ بستر پر گر گئی۔ پتا نہیں کب نیند آ گئی تھی۔ دوسری صبح اٹھی تو ذہن پر کسی قسم کی گرانی نہیں تھی۔ سرد ہوا کے جھونکے تازگی کا پیغام لائے تھے۔ شہر کی صبحیں بھی تو جاندار نہیں تھیں۔ آنکھ کھلتے ہی پٹرول کے دھوئیں کی بو دماغ منتشر کر دیتی تھی!

ناشتہ کر کے وہ دونوں لان پر نکل آئیں.... اور پھر کھیتوں کے درمیان ٹہلنے کی ٹھہری۔

"میں پورا فارم دیکھنا چاہتی ہوں....!" روشی نے کہا۔

"تب تو ہمیں ٹریکٹر استعمال کرنا پڑے گا....!" کلاڈیا بولی۔ "چلتے چلتے تھک جاؤ گی.... میں ٹریکٹر چلا سکتی ہوں.... ٹھہرو پاپا سے کنجی لاؤں....!"

وہ اندر چلی گئی.... اور روشی پُر تشویش نظروں سے چاروں طرف دیکھتی رہی۔

کچھ دیر بعد کلاڈیا بہت ہی خراب موڈ کے ساتھ برآمد ہوئی۔

"انہوں نے کنجی نہیں دی....! کھیتوں میں جراثیم کش دوا چھڑکی گئی ہے!" اس نے غصیلے لہجے میں کہا!

"چلو پیدل ہی چلیں....!"

"جراثیم کش دوا کی وجہ سے وہ نہیں چاہتے کہ کوئی کھیتوں کے درمیان سے گذرے....!"

"خیر چھوڑو.... گاڑی نکالو.... کسی اور طرف چلتے ہیں....!"

کلاڈیا کچھ کہنے ہی والی تھی کہ ظفر کھیتوں کی طرف سے دوڑتا آتا دکھائی دیا اور پھر ان کے قریب ہی سے گذرتا ہوا اندر چلا گیا۔ واپسی میں بھی اتنی دیر نہیں لگی تھی کہ وہ دوبارہ گفتگو کا سلسلہ شروع کر سکی ہوتیں۔ اس کے ہاتھوں میں بندوق تھی۔

"کیوں.... کیا بات ہے....!" کلاڈیا نے بوکھلا کر اس سے پوچھا۔

"کسی نے ابھی ابھی کتے کو گولی مار دی میم صاحب....!" وہ رک کر اس کی طرف مڑا۔

"ابھی.... ابھی....!" کلاڈیا کے لہجے میں حیرت تھی لیکن ہم نے تو فائر کی آواز نہیں سنی۔!"

"شائد سائیلنسر....!" وہ کہتے کہتے رک کر کھانسنے لگا.... پھر بولا۔ "میں نہیں جانتا کہ وہ کیسے ہوا.... لیکن وہ تڑپ رہا تھا.... اور گولی اس کے سر میں لگی تھی۔!"

اس کے بعد وہ پھر دوڑتا ہوا اسی طرف چلا گیا۔ جدھر سے آیا تھا!

کلاڈیا طویل سانس لے کر بولی۔ "وہ اپنی اصلیت ظاہر کرتے کرتے رہ گیا۔!"

"سائیلنسر...." روشی ہنس پڑی۔

"یقیناً.... بھلا معمولی مزدور آتشیں اسلحہ کی اقسام کیا جانیں گے۔!"

روشی فکر مند ہو گئی تھی.... اس نے کلاڈیا سے کہا۔ "آخر یہ شخص کھیتوں کے درمیان کیوں دوڑتا پھر رہا ہے۔ اسے بھی جراثیم کش دواؤں سے نقصان پہنچ سکتا ہے۔!"

دفعتاً پادری باہر آیا.... اور کلاڈیا سے گھبرائے ہوئے انداز میں پوچھنے لگا۔ "وہ بندوق کہاں لے گیا ہے۔!"

"کہہ رہا تھا کہ کسی نے کتے کو گولی مار دی ہے۔!"

"کس نے.... اوہ.... وہ کدھر گیا ہے۔!"

روشی نے ہاتھ اٹھا کر بائیں جانب اشارہ کیا اور پادری بھی اسی سمت چلا گیا۔

"چلو اب ہم بھی چلیں.... یہ کیا بات ہوئی بھلا....!" روشی نے کلاڈیا کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوئے کہا۔

کچھ دور چلنے کے بعد انہوں نے کھیت میں کتے کی لاش دیکھی ظفر بندوق لئے پاگلوں کی طرح اِدھر اُدھر دوڑتا پھر رہا تھا۔

پادری ایک جگہ خاموش کھڑا تھا.... اس کی پیشانی پر سلوٹیں نظر آ رہی تھیں۔

"یہ کس کی تلاش میں پاگل ہو رہا ہے....!" کلاڈیا نے پادری سے پوچھا۔

"میں نہیں جانتا....!" پادری کے لہجے میں جھلاہٹ تھی۔

پھر وہ روشی کی طرف مڑ کر بولا۔ "مناسب یہی ہوگا کہ تم شہر واپس جاؤ.... کلاڈیا کو بھی ساتھ لے جاؤ.... کچھ مقامی لوگ ہمارے دشمن ہو گئے ہیں۔!"

"صرف کلاڈیا ہی نہیں فادر.... میں اسے اپنی خوش نصیبی سمجھوں گی۔ اگر آپ بھی میرے ہمراہ چلیں....!" روشی نے بڑے ادب سے کہا۔

"یہاں میری موجودگی ضروری ہے۔!"

"آپ کا یہ مزدور بہت تیز معلوم ہوتا ہے.... مقامی آدمی ہے.... میرا خیال ہے کہ یہ آپ کی عدم موجودگی میں بھی مقامیوں سے نپٹ لے گا۔!"

"میں بھی تمہیں تنہا نہیں چھوڑ سکتی پاپا....!" کلاڈیا بولی۔

"میں کہتا ہوں مجھے اور زیادہ پریشان نہ کرو.... جاؤ....!"

کلاڈیا کے چہرے کی رنگت بدل گئی.... وہ کچھ کہنے ہی والی تھی کہ روشی نے اس کا ہاتھ دبا دیا۔

پھر دونوں عمارت میں پلٹ آئیں.... کلاڈیا کے چہرے پر زردی چھا گئی تھی۔ روشی نے اسے غور سے دیکھا اور بولی۔ "اس میں پریشان ہونے کی کیا بات ہے.... چلو کچھ دن میرے ساتھ رہنا....!"

"میں پاپا کو تنہا نہیں چھوڑ سکتی.... آخر انہیں کیوں نہ بتا دیا جائے کہ ظفر کون ہے۔!"

روشی نے سوچا کہ عمران فارم کی راہ پر تو لگ ہی چکا ہے پھر کیوں نہ وہ کلاڈیا سے متفق ہو جائے۔ اس نے کہا۔ "اچھی بات ہے.... اپنے پاپا کو یہاں الگ بلا کر بتاؤ۔!"

پادری نے اس انکشاف پر حیرت سے آنکھیں پھاڑ دی تھیں.... اور اس کے چہرے پر زردی سی چھا گئی تھی۔ پھر غالباً وہ خود کو سنبھالنے کی کوشش کرتا ہوا بولا تھا۔ "کلاڈیا.... یہ تمہارے وہم کی انتہا ہے۔!"

اس کے بعد وہ نروس سی ہنسی کے ساتھ روشی کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔

"ہے نا مضحکہ خیز بات.... کہاں ایک مل اونر اور کہاں ایک مزدور....!" اس نے کہا۔

"آپ اسے یہاں طلب کر سکتے ہیں فادر.... میں اس کی قلعی کھول دوں گی.... میں نے

ہی کلاڈیا کو بتایا تھا کہ وہ کون ہے۔!"

"تو پھر یہ کوئی بہت بڑی سازش ہے میرے خلاف....!" دفعتاً وہ خوف زدہ سی آواز میں بولا۔ "وہ میرے ان مقامی دشمنوں کا شریک کار بھی ہو سکتا ہے.... میرے خدا....!"

پادری نے دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپا لیا۔

◆

ظفر وحشیانہ انداز میں بندوق لئے چاروں طرف دوڑتا پھر رہا تھا۔ اچانک وہ رکا.... چند لمحے کھڑا کچھ سوچتا رہا.... پھر بائیں جانب مڑ کر تیزی سے چلنے لگا.... ایسا لگتا تھا جیسے اب وہ کسی خاص جگہ پہنچنا چاہتا ہو۔ کھیتوں کا سلسلہ ختم ہوتے ہی ڈھلان شروع ہو گئی۔ اب وہ دوڑتا ہوا نیچے اتر رہا تھا۔

بندوق اب بھی اس کے ہاتھ میں تھی.... سطح زمین پر پہنچ کر وہ پھر بائیں جانب مڑا۔

یہاں چاروں طرف جھاڑیاں ہی جھاڑیاں تھیں.... کہیں کہیں کیکر کے درخت بھی نظر آتے تھے۔

جھاڑیوں کے درمیان وہ ایک پگڈنڈی پر چل رہا تھا.... دفعتاً کسی آواز پر چونک کر پیچھے مڑا۔

واٹر کول انجن والی ایک موٹر سائیکل اپنے پیچھے گرد کے بادل اڑاتی ہوئی اسی پگڈنڈی پر آگے بڑھتی آ رہی تھی۔

ظفر اس کا راستہ روک کر کھڑا ہو گیا.... کیونکہ سوار کے کاندھے پر اسے رائفل بھی نظر آ رہی تھی۔ عجیب ڈراؤنے حلیے کا آدمی تھا۔ پھولی ہوئی بھدی ناک کے نیچے اتنی گھنی مونچھیں تھیں کہ دہانہ غائب ہو گیا تھا۔

ظفر نے بندوق سیدھی کر لی۔ موٹر سائیکل اس سے ایک گز کے فاصلے پر رکی تھی۔

"یعنی کہ.... یعنی کہ....!" بھدی ناک والا ہکلایا۔

"تو وہ تم تھے....!" ظفر دانت پیس کر بولا۔

"جناب.... جناب.... میں تھا نہیں بلکہ ہوں۔ آپ کو کیا تکلیف ہے.... راستہ چھوڑیے" بھدی ناک والا ناخوش گوار لہجہ میں بولا۔

"تم نے میرے کتے کو گولی ماری تھی....!"

"کس سال کی بات کر رہے ہو....؟"

"ابھی کچھ دیر پہلے کی بات ہے۔!"

"بھلا میں نے کس چیز سے گولی ماری ہوگی آپ کے کتے کو....؟"

"میں تمہیں جان سے مار دوں گا ورنہ بتاؤ کیوں مارا میرے کتے کو....!"

"بھائی ہوش میں ہو یا نہیں.... میں تو ایئر گن سے بڑی فاختاؤں کا شکار کرتا پھر رہا ہوں.... چار عدد میرے تھیلے میں بھی موجود ہیں۔!"

ظفر نے آگے بڑھ کر اس کی رائفل میں ہاتھ ڈال دیا.... لیکن وہ اس کا ہاتھ پکڑتا ہوا بولا۔

"میاں اگر ڈاکو ہو تو دیسی بات کرو.... میری جیب میں صرف تین روپے پچھتر پیسے ہیں۔!"

"میں صرف یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ یہ کیسی ایئر گن ہے....!"

"میرے چچا ٹمبکٹو سے لائے تھے.... دور سے بالکل رائفل معلوم ہوتی ہے۔!" بھدی ناک والے نے خوش ہو کر کہا اور رائفل کاندھے سے اتار کر اسے دے دی۔

ظفر نے اسے دیکھا واقعی ایئر گن ہی تھی۔ اس کے پاس سے ظفر ایک قلم تراش چاقو کے علاوہ اور کچھ بھی نہ بر آمد کر سکا۔

"معاف کرنا دوست....!" وہ اس کا شانہ تھپک کر بولا۔ "میں اپنے کتے کے قاتل کی تلاش میں ہوں.... کیا تم مجھے کچھ دور اپنی موٹر سائیکل پر لے چلو گے۔!"

"ضرور.... ضرور.... بیٹھ جاؤ.... پیچھے....!"

وہ دونوں وہاں سے روانہ ہو گئے.... اور ظفر اسے بتانے لگا وہ کتنا شاندار رکھوالی کا کتا تھا۔! اس نے یہ بھی بتایا کہ وہ فادر بیلی کے فارم پر کام کرتا ہے۔!

موٹر سائیکل آگے بڑھتی رہی.... پھر وہ ایک ایسی جگہ پر آپہنچے جس کے چاروں طرف اونچے اونچے ٹیلے تھے اور یہاں کوئی کام ہو رہا تھا۔ ظفر ہی اجنبی کو راستہ بتاتا ہوا یہاں تک لایا تھا۔

"یہاں کیا ہو رہا ہے....!" اجنبی نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "ادھر تو میں پہلی بار آیا ہوں۔!"

"ایک فرم یہاں ہالی ڈے کیمپ بنا رہی ہے۔!"

"احمقوں کی فرم معلوم ہوتی ہے.... ادھر کون آنا پسند کرے گا۔!"

"وہ ادھر ایک سڑک بھی بنا رہے ہیں جو نیشنل ہائی وے سے ملا دی جائے گی۔!"

"تب تو ٹھیک ہے....!" اجنبی نے سر ہلا کر کہا۔

لکڑی کے بنے ہوئے کیبن کے قریب ظفر نے موٹر سائیکل رکوائی.... اور اجنبی نے اس سے پوچھا۔ "کیا یہاں پینے کا پانی مل سکے گا۔!"

"ضرور.... ضرور.... ٹھہرو.... میں لاتا ہوں....!" وہ اجنبی کو وہیں چھوڑ کر کیبن کے اندر گیا۔

یہاں ایک بوڑھا یوریشین کرسی پر بیٹھا اخبار دیکھ رہا تھا۔ ظفر پر نظر پڑتے ہی اچھل پڑا۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے....!" وہ اس کی طرف اخبار بڑھاتا ہوا بولا۔

"کل شام کا اخبار ہے....!" ظفر نے ہنس کر پوچھا۔

"ہاں.... وہ اکتالیس آدمی کہاں گئے.... تم نے تو مجھ سے وعدہ کیا تھا....؟"

"اس سلسلے میں تمہاری زبان بند ہی رہنی چاہئے۔!" ظفر نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"میں پوچھتا ہوں میرے ٹرینڈ کئے ہوئے کتے غیر قانونی حرکت کیلئے کیوں استعمال کئے گئے۔!"

"آواز زیادہ بلند نہ کرو.... ڈینی ولسن ورنہ گولی مار دوں گا۔!" ظفر بندوق سیدھی کرتا ہوا بولا۔ "تمہاری لاش تک کا پتہ نہ چلے گا۔!"

"اوہ.... کیا تم مجھے بزدل سمجھتے ہو....!" ڈینی سینہ تان کر اس کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔

اور اچانک کسی نے پیچھے سے ظفر کی بندوق چھین لی.... اس نے مڑ کر اس سے لپٹ پڑنا چاہا.... لیکن خوف ناک صورت والے اجنبی کا گھٹنا اس کے پیٹ پر لگا اور وہ کئی قدم پیچھے ہٹتا چلا گیا.... پھر دونوں ہاتھوں سے پیٹ دباتے ہوئے بولا۔ "تم.... تم.... یہ کیا حرکت....!"

"کچھ بھی نہیں....!" اجنبی نے پر سکون لہجے میں کہا۔ "کچھ دیر پہلے اسی بندوق سے تم مجھے دھمکا چکے ہو.... اور اب اس شریف آدمی سے چھیڑ چھاڑ کی سوجھی ہے۔!"

"بندوق مجھے دو.... ورنہ جان سے مار دوں گا۔!"

"اب کاہے سے مارو گے.... بندوق تو میرے پاس ہے۔!" اجنبی ہنس کر بولا۔

"میں کہتا ہوں بندوق واپس کر دو.... ورنہ میرے ایک اشارے پر وہ ڈیڑھ سو آدمی جو یہاں کام کر رہے ہیں تمہاری تکا بوٹی کر دیں گے۔!"

"ارے باپ رے....!" دفعتاً اجنبی نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔! "میں تو یونہی مذاق کر رہا

تھا.... یہ لو بندوق اور مجھے پانی پلواؤ....!"

"جیسے ہی وہ آگے بڑھا بندوق کا کُندا اس کی داہنی کنپٹی پر پڑا......اس نے غالباً چیخنے ہی کیلئے منہ کھولا تھا لیکن آواز نہ نکل سکی اور وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا.... اجنبی نے بندوق اس کے قریب ہی ڈال دی اور ڈینی سے بولا۔ "تم خطرے میں ہو.... فوراً یہاں سے نکل چلو....!"

"تت.... تمہاری.... آواز جانی پہچانی سی لگتی ہے.... لل.... لیکن....!" ڈینی ہکلایا۔

"لیکن صورت سے خبیث لگتا ہوں.... اس کی پرواہ نہ کرو.... فی الحال جان بچانے کی سوچو.... مطلب براری کے بعد یہ لوگ تمہیں زندہ نہ چھوڑیں گے جب کہ شاید تمہیں بھی دھوکہ میں رکھا گیا تھا....!"

"بالکل دھوکے میں رکھا گیا تھا....!"

"باتیں پھر کریں گے چلو....!"

ڈینی نے بیہوش ظفر کی طرف دیکھا....!

"ایک گھنٹے سے پہلے ہوش میں نہ آسکے گا....!" اجنبی نے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا اور وہ دونوں باہر آئے۔

موٹر سائیکل روانہ ہو گئی.... کسی نے آنکھ اٹھا کر ان کی طرف دیکھا بھی نہیں.... سب اپنے اپنے کاموں میں مشغول رہے۔

اونچے نیچے راستوں سے گزر کر ہائی وے تک پہنچنے میں قریباً پندرہ منٹ لگے تھے۔

"تم مجھے کہاں لے جا رہے ہو.... دوست....!"

"تمہارے گھر تو ہرگز نہیں لے جاؤں گا.... کیونکہ تمہارے اسسٹنٹ پر بھی کل قاتلانہ حملہ ہو چکا ہے۔!"

"نن.... نہیں....!"

"یقین کرو.... تمہارے نئے ملازم دینو نے یہ حرکت کی تھی۔!"

"گیسپر.... گیسپر.... کیا وہ مر گیا....!"

"نہیں زندہ ہے.... خنجر سینے کی بجائے بازو پر لگا تھا....!"

"میرے خدا.... یہ سب کیا ہو رہا ہے تم کون ہو....!"

"میں نے پہلے تمہیں کبھی نہیں دیکھا.... لیکن آواز....!"

"تم نے مجھے شکرال میں دیکھا تھا ڈینی ولسن....!"

"اوہ خدایا.... اوہ.... یہ آواز.... ماسٹر عمران کے علاوہ اور کسی کی نہیں ہو سکتی.... ماسٹر عمران.... تم مجھ گنہگار کی اس قدر خبر گیری کیوں کرتے ہو....!"

"سنا ہے.... تم نے شراب ترک کر دی ہے....؟" عمران نے پوچھا۔

"اب پھر شروع کر دوں گا....!" ڈینی نے بے حد غصیلے لہجہ میں کہا۔

"کیوں....؟ کیا اس لئے کہ میں نے پوچھ لیا ہے۔!"

"نہیں....؟ اس لئے کہ میں نے ایک بہت بڑے فراڈ آدمی کے کہنے سے شراب ترک کر دی تھی۔!"

"تمہارا اشارہ غالباً فادر بیلی کی طرف ہے....!"

"اوہ تو تم سب کچھ جانتے ہو....!"

"صرف اسی حد تک جانتا ہوں.... کہ تم پادریوں کی صحبت میں رہنے لگے ہو۔!"

"میں تمہیں بتاؤں گا.... سب کچھ اطمینان سے بتاؤں گا۔!"

◆

روشی کلاڈیا کو اپنے ساتھ لائی تھی.... اس وقت رات کے دس بجے تھے اور کلاڈیا بہت زیادہ پریشان دکھائی دیتی تھی۔ روشی کے استفسار پر اس نے کہا۔

"میں پاپا کے لئے پریشان ہوں.... شام سے کئی بار فون کر چکی ہوں لیکن یہی جواب ملتا ہے وہ فارم پر موجود نہیں ہیں....! سمجھ میں نہیں آتا کیا کروں....!"

"ہو سکتا ہے وہ کہیں چلے گئے ہوں.... آخر اس میں پریشانی کی کیا بات ہے....!" روشی نے اس کا شانہ تھپک کر کہا۔

"اب تم سو جاؤ....!"

کلاڈیا تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی.... پھر دوسرے کمرے میں چلی گئی۔

روشی کو عمران کا انتظار تھا....اس نے فون پر اس سے کہا تھا کہ وہ رات کو کسی وقت اسکے گھر آئے۔ ساڑھے دس بجے اس نے پھر عمران کے نمبر رنگ کئے.... لیکن سلیمان سے جواب ملا "ان

کادور دور تک کہیں پتہ نہیں....! کہیں اور سے آپ کو فون کیا ہوگا.... اگر آئے تو بتادوں گا۔!"

روشی.... ریسیور رکھ کر صوفے پر آبیٹھی.... وہ سوچ رہی تھی کہ عمران یقینی طور پر ظفر کے پیچھے لگ گیا ہوگا کیونکہ جب یہاں اس کی کال آئی تھی تو اس نے اس کو ظفر کے بارے میں سب کچھ بتادیا تھا! ظاہر ہے کہ عمران اس دوران میں خود اس کی نقل و حرکت سے بھی پوری طرح واقف رہا ہوگا۔ تب ہی تو اس نے اسے فلیٹ کے نمبر پر فون کیا تھا اور ہو سکتا ہے اس کتے کا اختتام بھی اسی کے ہاتھوں ہوا ہو۔!

بہر حال اب تو اسے عمران کا انتظار کرنا ہی تھا.... اچانک اسے یاد آیا کہ عمران نے پچھلی رات اس سے ڈینی ولسن کے بارے میں پوچھا تھا کہ وہ بھی فارم پر موجود ہے یا نہیں....! آخر ڈینی ولسن کیوں....؟ اسے دھیان نہیں رہا تھا کہ باتوں باتوں میں کلاڈیا ہی سے ڈینی کے بارے میں کچھ معلوم کرنے کی کوشش کرتی۔

اچانک کسی نے باہر سے گھنٹی بجائی.... اس وقت فلیٹ میں ان دونوں کے علاوہ اور کوئی موجود نہیں تھا.... روشی نے ملازمہ کو بھی چھٹی دے دی تھی۔!

وہ ڈرائینگ روم سے صدر دروازے پر آئی.... اور بولٹ گرا کر دروازہ کھولا۔

لیکن آنیوالا عمران نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ وہ اسے بڑی بے دردی سے دھکیلتا ہوا اندر گھس آیا تھا۔

"تم....!" روشی غرائی.... آنے والا ظفر الدین سپاٹا تھا۔ لیکن اس وقت وہ مزدود کے روپ میں نہیں تھا.... چہرے کا ایک حصہ متورم نظر آرہا تھا۔

ظفر کے ہاتھ میں ریوالور تھا.... اور اس کا رخ روشی ہی کی طرف تھا۔

"چلو کہیں بیٹھ کر باتیں کریں گے....!" وہ ریوالور کو جنبش دے کر بولا۔

روشی دروازے کی طرف مڑتی ہوئی بولی۔ "ریوالور جیب میں رکھ لو اس کے بغیر بھی باتیں ہو سکتی ہیں۔!"

اس کے لہجے میں بے پروائی کا انداز تھا.... وہ ڈرائینگ روم میں آئے۔

"میں کہتی ہوں.... اسے جیب میں رکھ لو....!" روشی نے سخت لہجے میں کہا۔

"عمران کہاں ہے....!" اس بار ظفر کے لہجے میں سفاکی تھی۔

"میں نہیں جانتی....!"

"یہ مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ تم عمران کی داشتہ ہو....!"

"داشتائیں تم جیسے ذلیل آدمیوں کی ہوتی ہوں گی.... عمران بہت گریٹ آدمی ہے اور تم کان کھول کر سن لو کہ میری زندگی میں کلاڈیا کو ہاتھ بھی نہ لگا سکو گے.... میں نے فادر کو تمہاری اصلیت سے آگاہ کردیا ہے۔!"

"فادر.... پوہ.... وہ بے چارہ میرے ہاتھوں میں کھلونا ہے.... جس وقت چاہوں اسے ایک چیونٹی کی طرح مسل کر رکھ دوں.... پچھلی رات تم نے فارم پر کسی کی کال ریسیو کی تھی۔!"

"اپنے منیجر کی....!"

"اور تم اس سے برمیز میں گفتگو کرتی رہی تھیں.... لیکن تمہارا منیجر برمیز نہیں جانتا۔!"

اچانک ایسی آواز آئی جیسے کسی نے دروازے کا بولٹ چڑھایا ہو.... ظفر غالباً دروازہ بولٹ کرنا بھول گیا تھا.... پھر جیسے ہی وہ ڈرائینگ روم کے دروازے کی طرف مڑا.... غصے سے پاگل ہو گیا.... اس کے سامنے وہی بھدی ناک اور گھنی مونچھوں والا موجود تھا جس نے ہالی ڈے کیمپ میں نہ صرف اس کی پٹائی کی تھی بلکہ ڈینی کو بھی نکال لے گیا تھا۔

"اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ.... ورنہ گولی مار دوں گا....! ریوالور میں تم سائیلنسر دیکھ ہی رہے ہو گے۔!"

"وہ تو میں دیکھ رہا ہوں....!" بھدی ناک والے نے کہا۔ "لیکن آخر تم چوبیس گھنٹوں میں مجھے کتنی بار گولی مارو گے۔!"

"میں کہتا ہوں ہاتھ اوپر اٹھاؤ....!" ظفر گرجا.... اتنے میں اس نے دیکھا کہ کلاڈیا بھی اس آدمی کے پیچھے آکھڑی ہوئی ہے۔

"تم اپنے کمرے میں جاؤ....!" ظفر دھاڑا۔

"یہاں کیا ہو رہا ہے....!" وہ روہانسی آواز میں بولی۔

"کلاڈیا کمرے میں جاؤ....!" روشی نے بھی کہا۔ وہ نہایت اطمینان سے صوفے پر نیم دراز تھی اور ظفر اب اس کی طرف پشت کئے کھڑا تھا۔ اچانک روشی نے شلف پر رکھے ہوئے ہینڈ بیگ سے اعشاریہ دو پانچ کا پستول نکالا.... اور سرد لہجے میں بولی۔ "ظفر اپنا ریوالور فرش پر ڈال دو.... ورنہ میرے پستول کی گولی تمہارے سر میں سوراخ کردے گی۔!"

"اوہو....!" وہ بوکھلا کر مڑا ہی تھا کہ بھدی ناک والے کی لات اس کی کمر پر پڑی اور وہ اپنے

ریوالور سمیت منہ کے بل فرش پر گرا۔ روشی اب بھی پہلے ہی کے سے مطمئن انداز میں صوفے پر نیم دراز تھی اور ظفر دوبارہ اٹھنے کی کوشش کر ہی رہا تھا کہ بھدی ناک والے نے اس کے ہاتھ سے ریوالور جھپٹ لیا۔ کلاڈیا اب بھی وہیں موجود تھی اور ایک گوشے میں کھڑی تھر تھر کانپ رہی تھی۔

"اٹھ کر سامنے والی کرسی پر بیٹھ جاؤ....!" عمران نے ظفر کو گھورتے ہوئے کہا۔

ظفر اٹھا تھا اور چپ چاپ بیٹھ گیا تھا.... لیکن اجنبی کو اس طرح گھورے جا رہا تھا جیسے اس کو کچا چبا جائے گا۔!

"اور خالہ جان....!" اجنبی نے روشی کی طرف مڑ کر کہا۔ "اب تم اپنی پستولچی رکھ دو.... تم اچھی طرح جانتی ہو کہ مجھے دھماکوں سے ہول آتا ہے۔!"

"بہت اچھا.... پیارے طوطے....!" روشی نے ہنس کر کہا۔ عمران کی "ریڈی میڈ" حرکتوں سے اس سے زیادہ اور کون واقف ہو سکتا تھا۔!

"تم کون ہو....!" دفعتاً ظفر نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "اور میرے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو۔!"

"ڈینی کو وہاں سے لے جانے والے کو تم سے محبت تو نہیں ہو سکتی۔!"

"تمہیں ان معاملات سے کیا سروکار....!"

"بلیک میلر ہوں.... تم سے ایک تحریر لے کر چھوڑ دوں گا۔!"

"یہ مردود اس لڑکی کے چکر میں تھا....!" روشی بولی۔

"خالہ جان.... تم بہت بھولی ہو.... لڑکی کے لئے آج کل مزدور نہیں بنا کرتے سرمایہ داری ہی کافی ہوتی ہے....!" بھدی ناک والے نے کہا۔

"پھر....!"

"ھلاکو اینڈ کو....!"

"کیا بکواس ہے....!" ظفر چیخ کر کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھ جاؤ.... ورنہ صورت بھی نہ پہچانی جائے گی.... میرے ہاتھ بندوق کے کندے سے بھی زیادہ سخت ہیں....!"

ظفر بیٹھ کر ہانپنے لگا پھر بولا۔ "ھلاکو اینڈ کو سے کیا مطلب....!"

"دینو سے کیا مطلب جس نے ڈینی کے آدمی گیسپر پر حملہ کیا تھا....!"

"اوہو....! تو کیا عمران کے آدمی ہو....!"

"جی ہاں ظفر الدین سپاٹا صاحب....! دینو، ڈینی اور گیسپر اس وقت عمران کے قبضے میں ہیں۔!"

"مم.... مجھے.... ملادو.... عمران سے.... پولیس کی دلالی کر کے اس کے ہاتھ کیا آتا ہے۔ ایک سڑے سے فلیٹ میں رہتا ہے گھٹیا آدمیوں کی طرح....!"

"مجھے اس سے کیا سروکار.... مجھ سے جو کام وہ لیتا ہے اس کا معقول معاوضہ بھی دیتا ہے۔!"

"لیکن خود اس کی زندگی....!"

"مجھے اپنی زندگی کے علاوہ اور کسی سے کوئی سروکار نہیں....! ویسے اگر تم ان اکتالیس آدمیوں کا پتہ بتا دو تو تمہاری زندگی کی ضمانت ضرور دی جا سکے گی۔!"

"میں ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتا....!"

"تو پھر عمران کو کیوں تلاش کرتے پھر رہے ہو....!"

"یہ میں عمران ہی کو بتا سکوں گا....!"

"کیا تم عمران کو پہچانتے ہو....!"

"پہچانتا ہوں....!"

"اچھا تو پھر چلو میرے ساتھ.... لیکن فائدے ہی کی بات ہونی چاہئے۔!"

ظفر کی آنکھوں میں ہچکچاہٹ کے آثار تھے۔ اجنبی نے آگے بڑھ کر اسکے شانے پر تھپکی دی۔

"نہیں میں اس سے نہیں ملنا چاہتا....!" ظفر نے اسے گھورتے ہوئے کہا اور اس کا ہاتھ اپنے شانے سے جھٹک کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"تو پھر یہ بھی ناممکن ہے کہ تم ان بیچاری عورتوں کو خوف زدہ کرتے رہو.... نکلو یہاں سے۔!"

"اچھی بات ہے....!" ظفر آگے بڑھ کر دروازے کی طرف مڑتا ہوا بولا.... اجنبی اس کے پیچھے تھا.... اچانک ظفر مڑ کر اس سے لپٹ پڑا۔

کلاڈیا دروازے کے پاس سے بھاگ کر روشی کے پاس پہنچ گئی تھی۔

"یہ.... یہ سب کیا ہو رہا ہے....!" وہ خوف زدہ لہجے میں بولی۔

"فکر نہ کرو.... ظفر کی قلعی کھل رہی ہے۔!"

بھدی ناک والے نے ظفر کو کمر پر لاد کر دے پٹخا تھا.... اور اب سینے پر سوار تھپڑوں سے

اس کا منہ لال کئے دے رہا تھا۔

"مجھے ڈر لگ رہا ہے....!" کلاڈیا نے سرگوشی کی۔

"چلو.... ہم تم دوسرے کمرے میں چلیں۔!"

"یہ آدمی کون ہے....؟"

"آؤ....!" روشی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

وہ اسے اس کمرے میں لائی جہاں اس کے سونے کا انتظام کیا تھا۔

"مجھے بتاؤ.... یہ سب کیا ہو رہا ہے....!"

"میں خود نہیں جانتی.... لیکن ان دونوں کی گفتگو سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ علاکو اینڈ کمپنی سے متعلق کوئی معاملہ ہے۔!"

"تو کیا.... تو کیا.... میرے پاپا....!"

"میں یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتی.... تم اب سو جاؤ تمہارا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔! میرے دوست ظفر کے چیتھڑے اڑا دیں گے۔!"

"کیا وہ خوف ناک چہرے والا پولیس کا آدمی ہے۔!"

"ہو سکتا ہے....!"

"ظفر یہاں کیوں آیا تھا....!"

"تمہارے لئے....!"

"میرے خدا.... اور پاپا.... کہاں ہیں....!"

"اس وقت بھی فارم پر موجود نہیں....!"

"کہیں ظفر نے انہیں بھی کوئی نقصان نہ پہنچایا ہو....!"

"کلاڈی ڈیئر.... اب تم سو جاؤ.... میرے دوست انہیں بھی دیکھ لیں گے۔!"

"میں تنہا نہیں سوؤں گی....؟"

"اچھا.... اچھا.... میں بھی یہیں رہوں گی۔!"

دفعتاً کلاڈیا اس سے لپٹ کر رو پڑی.... ساتھ ہی وہ کہے جا رہی تھی۔ "پاپا نے کبھی کوئی غیر قانونی کام نہیں کیا.... وہ یہاں کے شہری اور ایک محب وطن ہیں....!"

"میں جانتی ہوں.... میں جانتی ہوں....!" روشی اس کی پشت پر ہاتھ پھیرتی ہوئی بولی۔

◆

ظفر کو ہوش آیا تو اس نے خود کو ایک ایسے کمرے میں پایا جہاں اس کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا....! لیکن یہ وہ کمرہ تو نہیں تھا جہاں بھدی ناک والے ڈراؤنے آدمی نے اس کی مرمت کی تھی۔

ظفر کو بس اتنا ہی یاد تھا کہ وہ اس کے منہ پر پے در پے تھپڑ رسید کرتا گیا تھا اور شدید ترین غصے اور بے بسی کے احساس کے مابین جو کشمکش ہوئی تھی۔ اس نے بالآخر اسے ہوش و حواس کی سرحدوں سے پرے دھکیل دیا تھا۔

اس نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر کر طویل سانس لی اور بستر سے اٹھ گیا۔ فرش پر بیش قیمت قالین نظر آیا اور بیڈ روم کا فرنیچر بھی اعلیٰ درجے کا تھا!

دروازے کا ہینڈل گھمایا .... لیکن دروازہ نہ کھل سکا.... غالباً باہر سے مقفل کر دیا گیا تھا.... قفل کے سوراخ سے دوسری طرف جھانکنے کی کوشش کی۔ مگر اندھیرے کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔ کیا وہ اسی آدمی کی قید میں ہے....؟ اس نے سوچا.... اس آدمی کی قید میں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ پوری طرح عمران کی گرفت میں آ گیا ہے۔!

دفعتاً کسی نے دروازے کے قفل میں کنجی گھمائی اور دروازہ کھلتا چلا گیا۔ ظفر بے حس و حرکت بیٹھا رہا اور پھر اس کی آنکھوں میں بجلی سی کوند گئی۔ بڑی خوب صورت عورت تھی۔ کسی مغربی ملک سے تعلق رکھتی تھی.... ظفر بستر سے اٹھ گیا۔

"ہلو چارمنگ....!" وہ بڑے پیار سے بولی۔ "کیسے ہو....!"

"شکریہ....!" ظفر اپنی اذیتیں بھول کر لگاوٹ کے ساتھ مسکرایا۔

"کیا پیو گے....!"

"جو کچھ بھی نصیب ہو جائے۔!"

عورت نے الماری کھول کر شراب کی بوتل اور سوڈے کا سائفن نکالا اور اس کے لئے گلاس تیار کرنے لگی۔!

ظفر نے شکریے کے ساتھ گلاس قبول کر کے کہا تھا۔ "کیا تم نہ پیو گی۔!"

"میں آٹھ بجے کے بعد قطعاً نہیں پیتی....!"

ظفر اسے غور سے دیکھے جا رہا تھا.... اس نے ابھی تک یہ بھی نہ پوچھا تھا کہ خود کہاں ہے اور وہ عورت کون ہے....؟

گلاس ختم کر کے اس نے جیبیں ٹٹولیں.... اور سگریٹ نکال کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ غالبًا سلگانے کے لئے اس کے پاس کچھ نہیں تھا۔

عورت نے الماری میں سے لائٹر نکال کر اس کا سگریٹ سلگایا۔

"تم بہت خوب صورت ہو....! ایسی حسین آنکھیں میں نے پہلی بار دیکھی ہیں۔!" وہ سگریٹ کا کش لے کر بولا۔

"تمہارا چہرہ متورم نہ ہوتا تو تم بھی خاصے دل کش لگتے....!" عورت نے دلآویز سی ہنسی کے ساتھ کہا۔

"ہاں.... ہاں....!" وہ بُرا سا منہ بنا کر بولا۔ "میں سوچ بھی نہیں سکتا کہ اس بھدے اور بے ہنگم آدمی سے تمہارا کوئی تعلق ہوگا۔!"

"وہ میرا ملازم ہے....!"

"اوہو.... اس نے تو کہا تھا کہ وہ عمران کا آدمی ہے۔!"

"وقتی طور پر عمران بھی میرا ملازم ہے۔!"

"ہوں....! تو تمہاری وجہ سے میں اس حال کو پہنچا ہوں....!"

"نہیں اپنی وجہ سے....!"

"میں نہیں سمجھا....!"

"میں خلوص نیت سے چاہتی ہوں کہ اب تم اس وحشی کے ہتھے نہ چڑھو قتل کر دینا اس کی ہابی ہے۔ اسے اپنے شکاروں کی صحیح تعداد بھی یاد نہیں۔!"

"تم کیا چاہتی ہو....!"

"ان اکتالیس آدمیوں کی بازیابی.... کسی وجہ سے میرے سفارت خانے پر شبہ کیا جا رہا ہے۔ اور ہم اسے پسند نہیں کرتے۔!"

"کس سفارت خانے سے تمہارا تعلق ہے۔!"

"یہ نہیں بتایا جا سکتا....!"

"یقین کرو.... میں نہیں جانتا کہ وہ اکتالیس آدمی کہاں ہیں....؟"

"پھر کون جانتا ہے....!"

"اس کا بھی مجھے علم نہیں.... کیا ڈینی اور ڈینو بھی تمہارے ہی قبضے میں ہیں۔!"

"ظاہر ہے.... عمران میرے ہی لئے کام کر رہا ہے۔ میری معلومات کے مطابق تم ایک ذمہ دار اور باعزت شہری ہو اگر تمہیں پولیس کے حوالے کر دیا گیا تو تمہاری ساکھ بگڑ جائے گی۔!"

"تو پھر.... تو پھر....!" ظفر نے مضطربانہ کہا۔

"اگر وہ اکتالیس آدمی مجھے مل جائیں تو کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوگی کہ تم بھی اس سازش میں ملوث تھے۔!"

"یقین کرو.... مجھے نہیں معلوم کہ وہ کہاں ہیں.... اس میں شک نہیں کہ کتوں کو ٹرینڈ کرانے میں میرا بھی ہاتھ تھا لیکن میں مقصد سے ناواقف ہوں۔!"

"غالبًا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ تمہاری حیثیت ایک آلہ کار سے زیادہ نہیں....!"

"یہی حقیقت بھی ہے....!"

"کس کے آلہ کار ہو....!"

"میں نہیں جانتا....!"

"موسیو ظفر.... مجھے بہلانے کی کوشش نہ کرو.... تم ایک کروڑ پتی آدمی ہو.... آخر تمہیں کس مجبوری نے کسی کا آلہ کار بنا دیا....!"

"صرف دولت کی ہوس ہی سب سے بڑی مجبوری نہیں ہے۔!"

"تو پھر....!" وہ اسے غور سے دیکھتی ہوئی بولی۔

"بلیک میلنگ....! پہلے اس نے مجھے بلیک میل کیا اور پھر مجھ سے کئی اور دوسرے لوگوں کو بلیک میل کراتا رہا ہے....! فادر بیلی بھی ان میں شامل ہے.... اکثر سوچتا ہوں کہ اس شریف اور نیک نفس آدمی کو خواہ مخواہ ان معاملات میں الجھایا گیا ہے۔!"

"تم نے اس سے کتنی رقم اینٹھی ہے....!"

"رقم....!" ظفر مسکرا کر بولا۔ "ایک حبہ بھی نہیں وہ تو بلیک میل کر کے لوگوں کو اپنا غلام بناتا ہے.... تاکہ ان سے ان کے ضمیر کے خلاف بھی کام کراتا رہے.... مجھے دیکھو میں فادر بیلی

کے فارم پر ایک مزدور کی حیثیت سے کام کرتا ہوں....!“

”بڑی عجیب بات ہے....! بھلا اس کا کیا مقصد ہے....!“

”میرے لئے ایک گلاس اور بنادو اچھی خاتون.... پھر میں تمہیں اپنی کہانی شروع سے سناؤں گا۔!“

وہ پھر اس کے لئے شراب انڈیلنے لگی.... ظفر کے دل میں نہ اس کے خلاف نفرت تھی اور نہ کوئی اور جذبہ.... وہ اسے خالی خالی نظروں سے دیکھے جارہا تھا۔ دوبارہ گلاس لے کر اس نے اس کا شکریہ ادا کیا اور چھوٹے چھوٹے گھونٹ لینے لگا۔

پھر تھوڑی دیر بعد بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ ”تین سال پہلے کی بات ہے کہ مجھے اس کا پہلا خط ملا تھا جس میں اس نے میرے ایک ایسے راز کا ذکر کیا تھا جس کے افشا ہو جانے پر میں موت کو ترجیح دیتا.... اس طرح اس نے مجھے مجبور کر دیا کہ میں اس کے لئے کام کروں.... اور یہ کام زیادہ تر دوسروں کو بلیک میل کر کے اس کے لئے کار آمد بنانا تھا۔!“

”لیکن ابھی تم نے بتایا تھا کہ تم فادر بیلی کے فارم پر مزدور کی حیثیت سے بھی کام کرتے رہے ہو۔!“

”ہاں یہ درست ہے.... ایک خاص کام کی نگرانی کے لئے مجھے ایسا کرنا پڑا تھا....؟ فارم کے قریب ہی ٹیلوں کے درمیان وہ ایک ہالی ڈے کیمپ تعمیر کرا رہا ہے جس کی نگرانی میرے سپرد ہے۔ ایک فراڈ فرم بنائی گئی ہے جس کا سب سے بڑا حصہ دار میں خود ہوں.... اور دوسرے حصہ دار وہ ہیں جو میرے ذریعہ بلیک میل کئے گئے ہیں۔ فادر بیلی بھی انہیں میں شامل ہے۔ میرا خیال ہے کہ فادر بیلی محض اس لئے بلیک میل کیا گیا ہے کہ اس کے فارم کے قریب ہالی ڈے کیمپ کی تعمیر اور کتوں کی ٹریننگ کا انتظام کرنا تھا.... ڈینی ولسن کی نگرانی میں کتے وہیں ٹرینڈ کئے جاتے ہیں اسی دوران میں وہ مردود مجھے یہ یقین دلانے کی کوشش کر رہا تھا کہ ہم سب ایک نیک مقصد کے حصول کے لئے بلیک میل کئے جارہے ہیں.... ایک ایسے بزنس کا قیام اس کا مقصد بتایا جاتا تھا جس سے غریبوں کو اعلیٰ پیمانے پر فائدہ پہنچنے کا امکان ہو سکتا تھا.... مجھ سے کہا گیا تھا کہ اعلیٰ تربیت یافتہ کتے پبلسٹی کا بہترین ذریعہ ثابت ہوں گے اور میں نے دیکھا کہ چند ہی دنوں میں ان کتوں کی دھوم سارے ملک میں ہو گئی۔ خود ڈینی بھی یہ نہیں سمجھتا تھا کہ وہ کوئی غیر معمولی کام کر رہا ہے۔ وہ تو اس وقت سب کی آنکھیں کھلیں جب اکتالیس سرکاری آدمیوں کے غائب ہو جانے کی خبر اخبارات میں شائع ہوئی.... فادر بیلی پر زبردست ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔!“

”اب وہ کہاں غائب ہو گیا.... فارم پر موجود نہیں ہے....!“

”میں نہیں جانتا.... بے حد ڈرپوک آدمی ہے.... مجھے فارم پر رہنے کی ہدایت اس لئے بھی دی گئی تھی کہ میں فادر بیلی کی دیکھ بھال بھی کرتا ہوں.... کہیں وہ کوئی ایسی احمقانہ حرکت نہ کر بیٹھے جس سے قبل از وقت ہی بھانڈا پھوٹ جائے۔!“

”کیسا بھانڈا....!“ عورت اسے گھورتی ہوئی بولی۔

”اس کے بارے میں بھی میں کچھ نہیں جانتا تھا....!“

”تمہارے بیان سے یہ قطعاً ثابت نہیں ہوتا کہ تم اسے محض ایک اچھے کام کی حیثیت سے دیکھتے رہے ہو.... کیونکہ ڈینی کے اسسٹنٹ پر حملہ تمہی نے کرایا تھا.... اگر وہ نیک مقصد رکھنے والا کام تھا تو اس کے لئے قتل کیا معنی رکھتا ہے۔!“

”انہی سب باتوں کی وجہ سے میں ہمیشہ تذبذب میں رہا.... لیکن میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ اپنے اس راز کے افشا پر موت کو ترجیح دیتا اور اب بھی مرنے کے لئے تیار ہوں اس راز کے بدلے۔!“

”ڈینی جیسے آدمی سے شراب کیونکر ترک کرائی گئی۔!“

”یہ کام فادر بیلی کے سپرد کیا گیا تھا اور شراب محض اس لئے چھڑائی گئی تھی کہ کہیں وہ نشے میں ان کتوں کی ٹریننگ کا احوال نہ بیان کرتا پھرے....!“

”کیا اسے بھی بلیک میل کیا گیا تھا....!“

”نہیں....! معقول معاوضے پر اس کی خدمات حاصل کی گئیں تھیں....!“

”فادر بیلی کو تم نے کیونکر بلیک میل کیا تھا....!“

”اگر میں نے فادر بیلی کا راز ظاہر کر دیا تو اپنا بھی ظاہر کرنا پڑے گا۔!“ وہ عورت کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرا کر بولا۔ ”میں اس کے راز کے لئے بھی مرنے کو تیار ہوں.... صرف اسی کے لئے نہیں بلکہ ہر اس آدمی کے لئے جو میرے ذریعہ بلیک میل ہوا ہے.... یقین کرو کہ کوئی آسمانی حور بھی مجھ سے کسی کا کوئی راز نہیں معلوم کر سکتی.... اس معاملے میں اس مردود آدمی کے انتخاب کی داد دینی پڑے گی کہ اس نے مجھ جیسے آدمی کو آلہ کار بنایا اور ہاں وہ آدمی بھی بہت چالاک معلوم ہوتا ہے جس نے تم جیسی خوبصورت خاتون کو میرے پاس بھیجا ہے۔ ورنہ وہ تشدد

کی بھی سوچ سکتا تھا۔ !"

"تم یقیناً بہت ذہین آدمی ہو....!" عورت بھی بڑے دلآویز انداز میں مسکرائی پھر سنجیدگی اختیار کر کے بولی۔ "اصل بات تو جہاں تھی وہیں رہ گئی.... ان اکتالیس آدمیوں کی بازیابی....!"

"اگر مجھے معلوم ہوتا کہ وہ کہاں ہیں تو میں خود ان کی رہائی کی فکر کرتا.... سرکاری آدمیوں سے میں کبھی نہیں الجھا....! رہا ڈینی کے اسسٹنٹ کا معاملہ تو میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ کوئی سچ مچ ڈینی تک پہنچے گا جبکہ یہاں بہتیرے ٹریز موجود ہیں۔ ! یقیناً یہ میری ناتجربہ کاری تھی کہ میں نے ایسا اقدام کیا.... ڈینی ہی کو اس طرح الجھاتا کہ وہ پھر اپنے آدمیوں میں پہنچ ہی نہ سکتا۔ ! دینو کا وجود ہی گرفت کا باعث بن گیا۔ !"

"جس شخص سے تم احکامات حاصل کرتے ہو.... اس سے کبھی ملے بھی ہو۔ !"

"اکثر ملاقات ہو جاتی ہے.... بے حد چالاک آدمی ہے.... میں نے کئی بار کوشش کی ہے کہ اسے مار ڈالوں لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔ !"

"ملاقات کا طریقہ کیا ہے۔ !"

"جب بھی ملنا ہوتا ہے.... کسی جگہ طلب کر لیتا ہے.... اور یہ اطلاع عموماً دستی خط کی صورت میں ہوتی ہے.... کہیں نہ کہیں کوئی اجنبی مجھے اس کا خط تھما دیتا ہے۔ !"

"وہ کوئی مقامی آدمی ہے....!"

"نہیں کسی مغربی ملک سے تعلق رکھتا ہے.... ایسا بے جان چہرہ میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ مُردوں کی سی آنکھیں ہیں لیکن بے پناہ جسمانی طاقت رکھتا ہے ایک بار میں اس سے لپٹ پڑا تھا۔ لیکن اس نے مجھے تنکے کی طرح اچھال پھینکا۔ !"

"تو پھر ان اکتالیس آدمیوں کی بازیابی کے لئے کیا کیا جائے۔ !"

"میں اتنا کر سکتا ہوں کہ تمہیں ان آدمیوں کے نام اور پتے لکھوا دوں جو میرے ذریعہ سے بلیک میل کئے گئے ہیں.... ہو سکتا ہے اس قسم کا کوئی کام ان میں سے کسی کے سپرد کیا گیا ہو۔ !"

"لیکن ابھی تم کہہ رہے تھے کہ انہیں سارے احکامات تمہارے ہی ذریعہ سے ملتے ہیں۔ !"

"لیکن میرے توسط سے کسی کو کوئی ایسا پیغام نہیں پہنچا....!"

"خیر.... تم ان کے نام اور پتے.... لکھواؤ....!" عورت نے کاغذ پنسل سنبھالتے ہوئے کہا۔

ظفر نے آٹھ نام لکھوائے یہ سب ذی حیثیت لوگ تھے۔ انمیں تین بڑے عہدیدار بھی تھے۔

"کیا میں تمہارے لئے تیسرا گلاس بناؤں....!" عورت نے مسکرا کر پوچھا۔

"نہیں شکریہ.... بے ہوش ہو جانے کی حد تک نہیں پیتا....!"

"تو پھر اب آرام کرو.... اگر ہماری اسکیم سے متفق ہو گئے تو تمہیں کوئی گزند نہیں پہنچے گا اور اپنی عزت د شہرت سمیت زندہ رہ سکو گے۔ !"

"اس شرط کے ساتھ کہ مجھ سے میرا اپنا وہ راز اگلوانے کی کوشش نہ کی جائے جس کے اخفا کے لئے میں اس دلدل میں پھنسا تھا... اور دوسروں کے راز بھی تم مجھ سے نہ معلوم کر سکو گی۔ !"

"ہمیں کسی کے بھی رازوں سے دلچسپی نہیں....!" عورت نے خشک لہجے میں کہا اور اٹھ کر چلی گئی.... کمرہ باہر سے مقفل کر دیا گیا تھا۔

✡

اچانک روشی کی آنکھ کھل گئی.... کوئی باہر سے مسلسل گھنٹی بجائے جا رہا تھا۔ ظفر اور عمران سے چھٹکارا پانے کے بعد بمشکل تمام ڈیڑھ گھنٹے سو سکی ہو گی.... اس وقت ٹائم پیس رات کے تین بجا رہی تھی۔

روشی نے تکیے کے نیچے سے پستول نکالا اور بڑی احتیاط سے صدر دروازے کی طرف بڑھی۔

"کون ہے....!" دروازے کے قریب پہنچ کر اس نے سخت لہجے میں پوچھا۔ !

"میں ہوں.... میری بچی....!" باہر سے فادر بیلی کی آواز آئی۔

"اوہ.... فادر....!" روشی نے بوکھلائے ہوئے انداز میں دروازہ کھولا.... اور اسی طرح اس نے اندر گھس کر دروازہ بولٹ کیا جیسے ملک الموت تعاقب میں ہو۔

پھر وہ وہیں کھڑے کھڑے خاموشی سے ہانپتا رہا۔

اس کا چہرہ زرد تھا اور ہاتھ بُری طرح لرز رہے تھے۔

"کیا بات ہے.... فادر.... اندر چلئے....!"

"ہاں.... ہاں.... کک.... کلاڈیا کہاں ہے....؟"

"آرام سے سو رہی ہے۔ !"

وہ اسے نشست کے کمرے میں لائی.... اور بولی۔ "میں پانچ منٹ میں آپ کے لئے کافی

تیار کرلوں گی.... آپ بہت زیادہ پریشان اور تھکے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔!“

”میں ایک بڑی مصیبت میں پھنس گیا ہوں میری بچی.... ظفر دراصل ایک بہت بڑا بلیک میلر ہے....!“

”آپ بالکل فکر نہ کیجئے....!وہ مناسب ہاتھوں میں پہنچ چکا ہے۔!“

”کک.... کیا مطلب....!“

”قانون کے محافظوں کے ہاتھوں میں۔!“

”کک.... کیا....!“ جیکسن بیلی کی آنکھیں پھیل گئیں.... لیکن یہ حیرت کا اظہار نہ تھا۔ بلکہ اُسے خوف کی شدت ہی سے تعبیر کیا جاسکتا تھا۔ پھر آہستہ آہستہ اس کی آنکھیں بند ہوتی گئیں اور وہ صوفے سے لڑھک کر فرش پر آرہا۔

روشی نے کلاڈیا کو بھی جگا دیا.... اور دونوں اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگیں.... پندرہ یا بیس منٹ بعد پادری نے دوبارہ آنکھیں کھولی تھیں۔

پوری طرح ہوش میں آنے کے بعد اس نے ظفر کی کہانی شروع کی۔ ”وہ مجھے بلیک میل کرکے وہاں رہنے لگا تھا....!ہر آدمی سے ایک نہ ایک ایسا راز ضرور وابستہ ہوتا ہے جس کا اخفا ہی اسے مزید زندہ رکھ سکتا ہے.... ورنہ پھر موت!میں نہیں جانتا کہ ظفر کو اس کا علم کیونکر ہوا.... بہر حال اس نے ایک آدمی کو میرے سپرد کیا کہ میں تلقین کرکے اس کی شراب نوشی ترک کرادوں۔ وہ آدمی جانوروں کا ٹریز ہے۔ میں اس میں کامیاب ہوگیا۔ ادھر تھوڑے ہی فاصلے پر ظفر نے ہالی ڈے کیمپ تعمیر کرنے کی اسکیم چلادی.... وہیں اس بوڑھے ڈینی ولسن نے کتوں کی ٹریننگ کا کام بھی شروع کردیا۔ اس کے کچھ مخصوص طریقے ہیں جن کی بنا پر کتے ٹریز کی عدم موجودگی میں بھی اپنی بہترین تربیت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔! ظفر نے مجھ سے کہا تھا کہ کتے بزنس کی پبلسٹی کے لئے ٹرینڈ کئے جارہے ہیں.... لیکن.... میرے خدا....!“

اس نے خاموش ہوکر اپنا چہرہ ہاتھوں سے ڈھانپ لیا.... کلاڈیا خوف زدہ نظروں سے اس کی طرف دیکھے جارہی تھی۔ کچھ دیر بعد پادری نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ ”اگر وہ پولیس کے ہاتھ لگ گیا ہے تو میرا وہ راز بھی اگل دے گا.... اور میں اس کے لئے تیار نہیں.... اس سے پہلے ہی مرجانا پسند کروں گا۔!“

”میرا خیال ہے کہ وہ ابھی پولیس تک نہ پہنچا ہوگا.... اسے یہاں سے میرا ایک دوست لے گیا ہے.... اگر میں چاہوں تو اس سے اپنے طور پر بات کرسکتی ہوں.... اور ہوسکتا ہے کہ وہ آپ کو سرکاری گواہ بنانے کی کوشش کرے.... ایسی صورت میں آپ کا وہ راز بھی محفوظ رہ سکتا ہے۔!“

”مم.... میں تیار ہوں.... بالکل تیار ہوں....!“

”بات طے ہوگئی.... اور روشی نے عمران کے دیئے ہوئے مختلف نمبروں پر اس سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش شروع کردی۔ ذرا دیر بعد کامیابی ہوگئی تھی۔ نئی کہانی سن کر عمران نے کہا۔

”اس وقت فادر کو آرام سے سلادو.... صبح میں ادھر آؤں گا لیکن انہیں ہر حال میں اب وہیں روکے رکھنا.... اگر باہر نکلے تو ان کی زندگی کی ضمانت نہ دی جاسکے گی۔!“

عمران سورج طلوع ہوتے ہی روشی کے فلیٹ میں داخل ہوا.... پادری کی حالت ابتر تھی.... اس سے عمران کو صرف اتنا ہی معلوم ہوسکا کہ ظفر نے اس کے فارم کو ہیڈ کوارٹر بنا رکھا تھا اور اس نے آس پاس جو کام چھیڑ رکھے تھے ان کے مقصد سے خود پادری لاعلم تھا۔ ڈینی کے متعلق بھی اتنا ہی بتاسکا جتنا روشی کو پہلے بتاچکا تھا۔!

روشی نے عمران کو پہلے ہی سمجھا دیا تھا کہ وہ اس کے ذاتی راز کے بارے میں کوئی گفتگو نہ کرے جس کی بنا پر وہ بلیک میل کیا گیا ہے۔!

”اب بتاؤ میں اس شخص کا اچار ڈالوں یا تل کر کھاؤں.... یہ تو کچھ جانتا ہی نہیں۔!“ عمران نے بعد میں روشی سے کہا۔ اس وقت نشست کے کمرے میں صرف یہی دونوں تھے۔

”ظفر کا کیا رہا....!“ روشی نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

”فی الحال.... وہ جولیا کے سپرد کردیا گیا ہے....!“

”واقعی تم خطرناک ہو....!“ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرائی۔!”تم خود ظفر کی زبان نہ کھلوا سکتے.... کچھ ایسا ہی ٹائپ ہے اس کا.... بہر حال اب تم کیا کروگے۔!“

”ظفر کو رہا کردیا جائے گا۔!“

”کیا مطلب....!“

”اصل مجرم کوئی اور ہے.... جس نے اس کے توسط سے جیکسن بیلی جیسے کئی اور آدمیوں کو بھی بلیک میل کرکے اپنے قبضہ میں کیا تھا....!“

“اوہو....! تو پھر.... کیا وہ اکتالیس آدمی مل گئے....؟”

“نہیں.... جو لوگ ظفر کے ذریعہ ہاتھ آئے ہیں ان میں سے کوئی بھی ان کے متعلق کچھ نہیں جانتا.... ویسے ظفر.... تمہاری کلاڈیا سے بُری طرح وہ کرنے لگا ہے.... کیا کہتے ہیں اسے۔!”

“جو کچھ بھی کرنے لگا ہے.... اسے تم اپنی زبان پر نہ لاؤ.... یہی بہتر ہے.... ورنہ زبان گندی ہو جائے گی۔!”

“اور کیا....؟” عمران نے کسی احمق بچے کے سے انداز میں سر کو زور سے جنبش دی۔

“ہوں.... تو ظفر کو رہا کر دینے کا مطلب ہوا کہ تم اسے قربانی کا بکرا بنانا چاہتے ہو۔!”

“کیا حرج ہے.... جب کہ وہ خود ہی زندہ نہیں رہنا چاہتا.... جس راز کی بنا پر اسے بلیک میل کیا گیا ہے اس کے ظاہر ہو جانے پر موت کو ترجیح دیتا ہے.... اچھا.... اب تم دونوں باپ بیٹی کو اپنے یہاں سے کھسکا دو.... ورنہ خود بھی کسی بڑی مصیبت میں پڑو گی۔!”

“نہیں یہ اچھی بات نہ ہو گی....!”

“تو پھر تم بھی یہ فلیٹ چھوڑ دو.... ویسے تمہارے لئے کھلی ہوا ہی بہتر ہو گی.... تم بھی ان کے ساتھ ہی فارم پر چلی جاؤ....!”

“اسکیم کیا ہے....!”

“تازہ ہوا پھیپھڑوں کے لئے بے حد مفید ہوتی ہے.... پکے گانوں کی مشق....!”

“بس ختم کرو بکواس.... اگر یہ ضروری ہو تو میں انہیں اس پر آمادہ کرنے کی کوشش کروں۔!”

“بے حد ضروری ہے.... جتنی جلدی ممکن ہو سکے.... روانہ ہو جاؤ.... یہاں سے....!” عمران نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا.... روشی کچھ اور بھی پوچھنا چاہتی تھی.... لیکن پھر وہ کہاں ہاتھ آتا ہے۔!

ساڑھے نو بجے تک ان کی روانگی فارم کی طرف ہو سکی تھی.... روشی نے سوچا اپنی گاڑی بھی لے چلنی چاہئے.... پتہ نہیں کس وقت کیسے حالات سے دوچار ہونا پڑے.... پادری اسٹیشن ویگن ڈرائیو کر رہا تھا۔ کلاڈیا اپنی گاڑی میں تھی.... روشی نے اپنی گاڑی سنبھالی۔

تھوڑی دیر بعد وہ فارم پر پہنچ گئے.... چاروں طرف سناٹا طاری تھا۔ گھریلو ملازمین حسب معمول اپنے کاموں میں لگے ہوئے تھے۔

پادری بے دم سا ہو کر برآمدے کی ایک آرام کرسی میں گر گیا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں.... اور سانس دھونکنی کی طرح چل رہی تھی۔ روشی بھی اس کے قریب ہی بیٹھ گئی.... تھوڑی دیر بعد پادری نے آنکھیں کھول کر کمزور سی آواز میں پانی مانگا!

پانی پی لینے کے بعد اس کے چہرے پر کسی قدر تازگی کے آثار نظر آئے تھے۔

“اب کیا ہو گا....!” اس نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے روشی کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

“سب ٹھیک ہی ہو گا.... فادر.... میرا دوست کوشش کرے گا کہ آپ کی شخصیت داغ دار نہ ہو سکے.... اچھا....! ایک بات بتایئے.... کیا آپ کو علم ہے کہ اصل مجرم ظفر نہیں ہے۔!”

“کیا....؟” پادری بوکھلا کر کھڑا ہو گیا.... اس کی آنکھیں کچھ اور زیادہ پھیل گئی تھیں۔

“ہاں.... فادر.... اصل مجرم کوئی اور ہی ہے.... سب سے پہلے اس نے ظفر کو بلیک میل کر کے قابو میں کیا پھر اسے کچھ دوسرے لوگوں کے راز بتا کر انہیں بلیک میل کرایا.... آپ بھی ایسے ہی لوگوں میں سے ہیں۔!”

“میں کیا کروں.... میں کیا کروں.... کوئی اور بھی میرے راز سے واقف ہے؟” پادری پھر کرسی میں گرتا ہوا کراہا۔

“سب ٹھیک ہو جائے گا فادر.... یقین کیجئے....! میرا دوست آپ کو بچانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دے گا۔!”

“مجھے اطمینان نہیں ہوتا.... میں کیا کروں....!” وہ اٹھ کر ٹہلنے لگا۔ پھر رک کر روشی کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ “کیا تمہیں اپنے دوست کی اس بات کا یقین ہے کہ وہ ظفر سے میرا راز نہیں اگلوا سکا۔!”

“وہ مجھ سے جھوٹ نہیں بول سکتا۔!”

“صورت سے بالکل احمق معلوم ہوتا تھا۔!”

روشی ہنس پڑی.... اور پادری کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات اُبھر آئے جس کی بنا پر اسے فوری طور پر سنجیدگی اختیار کرنی پڑی۔

دوپہر انہوں نے الگ الگ کمروں میں گذاری تھی.... اور شام کو پھر برآمدے میں آبیٹھے تھے۔ پادری بدستور پریشان نظر آ رہا تھا۔! کلاڈیا کا چہرہ بھی ستا گیا تھا۔ روشی نے سوچا ممکن ہے اب

اسے اپنے باپ کی زندگی سے تعلق رکھنے والے کسی گھناؤنے راز کی فکر ہو.... ہونی بھی چاہئے جسے وہ اب تک فرشتہ سمجھتی رہی تھی۔ اچانک کسی غیر قانونی یا غیر اخلاقی معاملے میں ملوث نظر آیا۔

پادری زیادہ تر خالی خالی آنکھوں سے خلا میں گھورتا رہتا۔ اگر کسی کو کھانسی بھی آجاتی تو اس طرح چونک پڑتا جیسے بم کا دھماکا ہوا ہو۔

ابھی سورج غروب نہیں ہوا تھا.... ملازم چائے کی ٹرالی لایا تھا اور انہیں چائے بنا بنا کر دے رہا تھا کہ ایک گاڑی پھاٹک کے اندر داخل ہوئی اور وہیں رک گئی....! پادری بوکھلا کر کھڑا ہوگیا تھا کوئی گاڑی سے اتر کر برآمدے کی طرف آتا دکھائی دیا۔!

"ارے.... اوہ.... یہ تو.... یہ تو....!" پادری ہانپتا ہوا ہکلایا "ظفر معلوم ہوتا ہے۔!"

روشی اور کلاڈیا بھی کرسیوں سے اٹھ کر آگے بڑھ آئیں۔

سچ مچ ظفر ہی تھا اور اس طرح جھومتا جھامتا چلا آرہا تھا جیسے بہت زیادہ پی رکھی ہو۔!

وہ چند لمحے برآمدے کے نیچے کھڑا کلاڈیا کو گھورتا رہا.... پھر اوپر آگیا۔

"مجھے خوش آمدید کہو.... فادر جیکسن....!" وہ جھومتا ہوا بولا۔ "وہ مجھ سے کسی کا راز بھی نہیں معلوم کرسکے.... اور انہوں نے مجھے چھوڑ دیا۔!"

"چلے جاؤ.... یہاں سے بھاگ جاؤ....!" پادری دونوں ہاتھ ہلا کر خوف زدہ لہجے میں بولا۔

"خدا کے لئے.... مجھے اور زیادہ پریشان نہ کرو....!"

لیکن ظفر نہایت اطمینان سے بیٹھ گیا.... اس کے پورے چہرے پر ورم تھا! روشی نے سوچا شاید بہت زیادہ مرمت ہوئی ہے.... اور اسی احساس کو مٹانے کے لئے اس وقت اس نے بہت زیادہ پی ڈالی ہے۔!

"فادر.... کیا تم بتا سکتے ہو کہ کتوں والے معاملے سے کسی غیر ملکی سفارت خانے کا کیا تعلق ہوسکتا ہے۔!" ظفر نے بے ہنگم طریقہ سے انگلی اٹھا کر پادری سے پوچھا۔!

"میں کسی معاملے کے بارے میں کچھ نہیں جانتا.... تم یہاں سے فوراً چلے جاؤ....!" پادری نے کمزور سی آواز میں کہا۔

"بات ابھی پولیس تک نہیں پہنچی۔!"

"کیا مطلب....!" پادری چونک پڑا۔

"کوئی غیر ملکی سفارت خانہ اپنے طور پر یہ معلوم کرنے کی کوشش کررہا ہے کہ اکتالیس آدمی کہاں غائب ہوگئے۔!"

"غیر ملکی سفارت خانہ....!"

"ہاں وہ عورت مجھے اطالوی معلوم ہورہی تھی۔!"

"میں پوچھ رہا ہوں کہ پولیس نے تمہیں چھوڑ کیوں دیا....!"

"کیا تم بہرے ہو.... ابھی میں نے کہا تھا کہ بات پولیس تک نہیں پہنچی.... پولیس اس سفارت خانے کے بعض افراد پر شبہ کررہی ہے۔!"

"لیکن روشی تو کہہ رہی تھی کہ وہ اس کا کوئی دوست ہے....!"

"دوست....!" ظفر نے روشی کی طرف دیکھ کر بُرا سا منہ بنایا۔ چند لمحے اسے گھورتے رہنے کے بعد بولا۔ "وہ کرائے کا ٹٹو ہے کبھی پولیس اسے آلہ کار بناتی ہے اور کبھی وہ قانون شکنوں کے لئے کام کرتا ہے۔ جو بھی معقول معاوضہ ادا کرسکے.... اس سفارت خانے کے آدمیوں نے اس سلسلہ میں اس کی خدمات حاصل کی ہیں....! ڈینی بھی اس کے قبضہ میں ہے.... پولیس تک نہیں پہنچ سکا۔ بہر حال سب کچھ جائے جہنم میں.... میرا بزنس مشرق وسطےٰ کے کئی ملکوں میں بھی ہے۔ ایک ملک کی اعزازی شہریت بھی مجھے حاصل ہے۔ ادھر ہی نکل جاؤں گا۔!"

"تت.... تم.... یقیناً کسی بڑی مصیبت میں گرفتار ہونے والے ہو....!" پادری کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا۔

"وہ کس طرح مسٹر جیکسن بیلی....!"

"انہوں نے تمہیں چھوڑ کیوں دیا۔!"

"میں نے انہیں سچی بات بتادی تھی....! جو کچھ بھی ہوتا رہا ہے.... اس کی ذمہ داری مجھ پر نہیں۔! تم ابھی تک یہی سمجھتے رہے ہو کہ تم میرے آلہ کار ہو لیکن یہ غلط ہے.... وہ کوئی اور ہی ہے کہ جس نے سب سے پہلے مجھے بلیک میل کرکے تم لوگوں کو بلیک میل کرنے پر آمادہ کیا تھا۔"

"تم جھوٹے ہو....!" پادری اچھل کر کھڑا ہوگیا۔ "اس کا پورا جسم بُری طرح کانپ رہا تھا اور آنکھیں اُبلی پڑ رہی تھیں.... سرخ سرخ آنکھیں.... وہ چیخ کر بولا۔ "ہاں ہاں تم جھوٹے ہو.... دغا باز ہو.... اصل مجرم تم ہی ہو۔! تم نے مجھے اور مجھ جیسے دوسرے کئی آدمیوں کو برباد کردیا۔!"

روشی اور کلاڈیا اٹھ کر پادری کو بٹھادینے کی کوشش کرنے لگی تھیں۔

روشی ظفر کو بُرا بھلا بھی کہے جارہی تھی.... پادری بے دم سا ہو کر کرسی پر گر گیا۔!

اس کی آنکھیں بند تھیں اور شانے اس طرح ہل رہے تھے جیسے سانس اکھڑ گئی ہو۔!

اچانک ظفر نے اپنی جگہ سے چھلانگ لگائی.... اور کلاڈیا پر جھپٹ پڑا۔

"ارے.... ارے....!" روشی بوکھلا کر پیچھے ہٹی ہی تھی کہ ظفر نے کلاڈیا کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالا.... اور پھاٹک کی طرف لے بھاگا۔

کلاڈیا چیخنے لگی تھی..روشی تصور بھی نہیں کرسکتی تھی کہ ایسی کسی سچویشن سے دوچار ہونا پڑیگا۔

وہ سنبھلنے بھی نہیں پائی تھی کہ اس نے پادری کو ظفر کے پیچھے بھاگتے دیکھا۔!

لیکن قبل اس کے کہ پادری اس تک پہنچ سکتا اس نے نہ صرف کلاڈیا کو گاڑی میں ڈالا بلکہ اسے اسٹارٹ کر کے ریورس گیئر میں تیزی سے سڑک پر لیتا چلا گیا۔

پادری اب اس کے پیچھے جانے کا خیال ترک کر کے اپنی اسٹیشن ویگن کی طرف دوڑ رہا تھا۔

روشی کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ خود اسے کیا کرنا چاہئے۔

پادری کی اسٹیشن ویگن بھی پھاٹک سے گذر گئی۔

تب اس نے سوچا کہ اس کا اس طرح یہاں کھڑے رہنا مناسب نہ ہوگا اسے بھی ان کے پیچھے جانا چاہئے۔ وہ ہینڈ بیگ اٹھا کر اپنی گاڑی کی طرف جھپٹی....! لیکن گاڑی اسٹارٹ کرنے سے پہلے اس نے اپنا ہینڈ بیگ کھولا تھا....!

"کیسی حماقت ہوئی....!" وہ ہینڈ بیگ سے پستول نکالتی ہوئی بڑبڑائی۔ "مجھے ظفر پر فائر کر دینا چاہئے تھا۔!"

پستول کو گود میں ڈالتے ہوئے اس نے انجن اسٹارٹ کیا اور اس کی گاڑی پھاٹک سے گذرتی ہوئی سڑک پر اسی سمت مڑ گئی جدھر پادری کی اسٹیشن ویگن گئی تھی۔!

رفتار خاصی تیز تھی تھوڑی دیر میں اس نے پادری کی اسٹیشن ویگن کو جالیا تھا لیکن نہ تو وہ اس کے برابر اپنی گاڑی لے گئی اور نہ اس سے آگے ہی نکلنے کی کوشش کی۔

ظفر کی گاڑی کا دور دور پتہ نہیں تھا....! دفعتاً اس نے محسوس کیا کہ پادری اپنی گاڑی کی رفتار بڑھا رہا ہے۔ روشی نے بھی ایک ہی فاصلہ برقرار رکھنے کے لئے ایکسیلیٹر پر مزید دباؤ ڈالا۔

یک بیک اسے خیال آیا کہ ظفر یونہی نہ چھوڑ دیا گیا ہوگا اس کی نگرانی ضرور ہو رہی ہوگی۔

اس نے مڑ کر دیکھا پیچھے کئی گاڑیاں تھیں لیکن پادری کی گاڑی کے پیچھے خود اس کی گاڑی تھی اس لئے یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتی تھی کہ ان میں سے کوئی ظفر کی نگرانی کے لئے بھی ہوگی۔

سورج ابھی غروب نہیں ہوا تھا.... اچانک اس نے پادری کو بائیں جانب کچے راستے پر گاڑی موڑتے دیکھا.... یہ کیا کر رہا ہے.... جب کہ ظفر سیدھا گیا ہے.... وہ سوچنے لگی کہ اسے بہر حال ظفر کا تعاقب جاری رکھنا چاہئے.... ہو سکتا ہے پادری نے ظفر کو روکنے کے لئے کوئی مختصر راستہ اختیار کیا ہو۔

اس نے بائیں ہاتھ سے گود میں پڑے ہوئے پستول کو چھوا اور گاڑی کی رفتار بڑھا دی.... اسے تو تیز رفتاری کا خبط تھا.... ابھی تک محض اس لئے خود کو قابو میں رکھا تھا کہ پادری سے آگے نہیں نکلنا چاہتی تھی.... وہ رفتار بڑھاتی رہی حتیٰ کہ اس کے عقب میں دور تک سڑک سنسان ہوگئی۔

تب اچانک اسے ظفر کی گاڑی دکھائی دی۔ اس کے پیچھے بھی اور کوئی گاڑی نہیں تھی۔!

دفعتاً روشی نے ایکسیلریٹر پر مزید دباؤ ڈالا.... کیونکہ اگلے موڑ پر ظفر کی گاڑی نظروں سے اوجھل ہوگئی تھی۔! لیکن موڑ پر پہنچنے سے پہلے ہی گاڑی کی رفتار کم کرنی پڑی۔

اور پھر جب موڑ سے گذری تو اس نے دیکھا کہ ظفر کی گاڑی روکی جاچکی ہے.... پادری کی اسٹیشن ویگن جو مخالف رخ سے آئی تھی ترچھی ہو کر اس کی راہ میں حائل ہوگئی تھی اور ظفر اپنی گاڑی سے اتر کر ڈھلان میں دوڑا جا رہا تھا۔ اس نے پادری کو بھی اس کے پیچھے دوڑتے دیکھا۔

ابھی اتنا اجالا تھا کہ وہ دونوں بہ آسانی دیکھے جاسکتے تھے روشی اپنی گاڑی روک کر اتری اور ظفر کی گاڑی کی طرف دوڑنے لگی۔ کلاڈیا پچھلی سیٹ پر بے ہوش پڑی تھی.... اس نے اسے ہلا جلا کر بیدار کرنے کی کوشش کی لیکن خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہ ہوا۔

اچانک اسے پادری کا خیال آیا جو بڑے ہیجانی انداز میں ظفر کے پیچھے دوڑا گیا تھا۔ روشی نے سوچا کہ ظفر نشے میں بھی ہے کہیں پادری کو مار ہی نہ ڈالے۔ پادری کتنا خائف تھا.... اسے بار بار نروس اٹیک ہو رہے تھے لیکن بیٹی کے تحفظ کے لئے وہ کتنا دلیر ہوگیا۔!

عجیب سی اداسی اس کے ذہن پر مسلط ہوگئی۔! اس نے سوچا کہ وہ خود کتنی تنہا ہے.... کوئی بھی تو ایسا نہیں جو اس کے لئے ایسے کسی جذبے کا اظہار کرے.... باپ یاد آیا اور اس کی آنکھیں

نم ہو گئیں۔

بے ہوش کلاڈیا کو اس طرح سڑک پر بھی نہیں چھوڑا جا سکتا تھا.... اور پھر یہ مسئلہ بھی حل ہو گیا۔ ظفر کنجی اگنیشن ہی میں چھوڑ گیا تھا۔!

وہ اس کی گاڑی پر بیٹھی اور اسے اسٹارٹ کر کے اسی طرف ڈھلان میں اتارتی لیتی چلی گئی۔

ان دونوں کا کہیں پتہ نہیں تھا.... اچانک بائیں جانب والے ٹیلے کی طرف سے کچھ آوازیں سنائی دیں۔ انجن بند کر کے وہ اتر آئی اپنا بیگ بھی گاڑی ہی میں چھوڑا اور پستول کو مضبوطی سے گرفت میں لیتی ہوئی ٹیلے پر چڑھنے لگی۔

دوسری طرف پادری اور ظفر ایک دوسرے سے گتھے ہوئے تھے۔

اس نے سوچا کہ دخل اندازی کرنی ہی چاہئے۔! ورنہ پادری بڑی چوٹیں کھائے گا۔ ظفر خاصا مضبوط آدمی تھا جوان تھا.... اور پادری کی عمر ساٹھ سال سے کسی طرح بھی کم نہ رہی ہو گی۔

اچانک وہ ان کے سامنے آگئی اور پستول کا رخ ان کی طرف کرتی ہوئی گرجی۔ "ظفر ہٹ جاؤ.... ورنہ گولی مار دوں گی۔!"

"مار دو....!" ظفر کراہا.... "اس اذیت سے تو یہی بہتر ہے کہ تم مجھے گولی مار دو.... یہ بوڑھا خبیث میری ہڈیاں چٹخائے دے رہا ہے۔!"

اب روشی نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ حقیقتاً پادری نے اسے بُری طرح جکڑ رکھا ہے۔

لیکن.... وہ بے تحاشہ چونک پڑی.... یہ آواز ظفر کی تو ہرگز نہیں ہو سکتی تھی۔

اچانک اس نے پھر کہا "تمہارے پستول میں گولیاں نہیں ہیں۔ میں دور سے سونگھ کر بتا سکتا ہوں۔!"

اس بار وہ اس کی آواز پوری طرح پہچان گئی.... پھر پستول کا میگزین اس نے بڑی بوکھلاہٹ میں چیک کیا تھا.... اس میں ایک بھی کارتوس نہیں تھا۔

اب وہ سختی سے ہونٹ بھینچے کھڑی سوچ رہی تھی کہ اسے کیا کرنا چاہئے۔

وہ ظفر نہیں بلکہ عمران تھا....!

تو.... یہ فادر بیلی.... خدا کی پناہ.... وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ ہر وقت نروس سا نظر آنے والا بوڑھا اتنے دل گردے کا بھی ہو سکتا ہے۔ اچانک اس نے عمران کو زمین پر گرا لیا.... اور اس پر اس بُری طرح چھا گیا.... کہ خود روشی کے جسم پر تھرتھری پڑ گئی۔

پستول.... یہ کم بخت پستول.... اچھا تو جناب ہی نے صبح اس وقت جب پادری کی کہانی سننے کے لئے تشریف لائے تھے نظر بچا کر پستول خالی کر دیا ہو گا۔ ورنہ پچھلی رات جب وہ ظفر کے لئے نکالا گیا تھا تو خالی نہیں تھا.... اسکیم پہلے ہی سے تیار تھی۔ اس نے سوچا ہو گا کہ کہیں میں اس وقت فائرنگ نہ شروع کر دوں.... جب وہ ظفر کے لئے کلاڈیا کو اٹھا کر لے جا رہا ہو۔!

اب دونوں بُری طرح گتھے ہوئے تھے۔! یک بیک عمران کسی طرح پادری کو اپنے اوپر سے گرا دینے میں کامیاب ہو گیا اور اس کے بعد اس سے جو حرکت سرزد ہوئی وہ سو فیصد پاگل پن کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔

ہونا یہ چاہئے تھا کہ اب وہ خود اس پر سوار ہو جاتا لیکن وہ تو اسے چھوڑ کر الگ جا کھڑا ہوا تھا اور شکوہ کرنے کے سے انداز میں کہہ رہا تھا "تم فاؤل بہت کرتے ہو.... یہ اچھی بات نہیں....! کشتی دوبارہ ہو گی۔!"

پادری نے اٹھ کر پھر اس پر چھلانگ لگائی لیکن اوندھے منہ زمین پر آ رہا.... عمران جھکائی دے کر ایک طرف ہٹ گیا تھا۔

اور پھر اس نے وہی پرانا کھیل شروع کر دیا.... "پکڑ لو تو جانوں" پادری کو دوڑائے پھر رہا تھا۔ موقع مل جاتا تو ایک آدھ لات رسید کر دیتا.... آخر پادری زچ ہو کر چیخا۔ "عورت.... تو اس پر فائر کیوں نہیں کرتی۔!"

"کاش کر سکتی!" روشی بھنا کر بولی۔ "اس نے جو کچھ کیا ہے اس کی سزا اس کو ملنی ہی چاہئے۔!"

"میں اسے مار ڈالوں گا....!" پادری دھاڑا۔

"پہلے ہی مار ڈالتے.... اب تو تم اسے ہاتھ بھی نہ لگا سکو گے۔!"

"میں اسے مار ڈالوں گا.... تم بکواس نہ کرو....!" پادری غصے سے پاگل ہوا جا رہا تھا۔

اس نے عمران پر چھلانگ لگائی.... اس بار خلاف توقع عمران کسی طرف ہٹنے کی بجائے بڑی پھرتی سے اسی جگہ بیٹھ گیا۔

اور پھر روشی نے دیکھا کہ پادری اچھل کر دور جا پڑا ہے۔

عمران نے اس کے اٹھ جانے سے پہلے ہی اس پر چھلانگ لگائی تھی۔ اس کے بعد اس نے دیکھا کہ وہ پتھر سے پادری کے سر پر ضربیں لگا رہا ہے۔

پھر وہ ہاتھ جھاڑتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا تھا.... پادری چاروں خانے چت بے حس و حرکت پڑا نظر آیا۔ روشی ٹیلے سے اتر کر اس کے قریب پہنچی اور جھلائے ہوئے لہجے میں کہنے لگی "کیا تم احمق نہیں ہو۔!"

"جب جانتی ہو تو پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔!"

"پہلے تم اسے چھوڑ کر کیوں ہٹ گئے تھے۔!"

"ہٹ گیا تھا اسی لئے تم براہِ راست پوچھ رہی ہو کہ میں احمق ہوں یا نہیں.... ورنہ اس سوال کے لئے قیامت کا انتظار کرنا پڑتا۔!"

"کیوں....؟"

"اس لئے کہ یہی وہ انتہائی طاقت ور بلیک میلر ہے جس نے ظفر کو آلہ کار بنایا تھا۔!"

"کیا ثبوت ہے....!" روشی اسے گھورتی ہوئی بولی۔

"میرا جوڑ جوڑ دکھ رہا ہے.... اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے....؟"

"کیا تمہیں یقین تھا کہ وہ آدمی جیکسن بیلی ہی ہوگا....؟"

"میرے پاس جتنے بھی نام تھے سبھوں کو آزمانے کا ارادہ تھا.... کیا تمہیں اس شخص سے اس کی توقع تھی.... یہ کبھی نہ کھلتا اگر میں کلاڈیا کو اس طرح اٹھا کر نہ بھاگتا.... عام حالات میں اس کے متعلق یہ رپورٹ تھی کہ ذرا سی الجھن بھی اس کے لئے اعصابی دورہ بن جاتی ہے۔!"

"ہو سکتا ہے.... ان میں سے کوئی اس سے بھی زیادہ طاقتور ہو....!" روشی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"سب اسی طرح آزمائے جائیں گے اور ہاں آج صبح میں نے ہی تمہارا پستول خالی کر دیا تھا یقین کرو کہ میں نے اس شخص کو تھکا کر مارا ہے.... ورنہ شاید اس پر قابو نہ پا سکتا۔!"

"ظفر کہاں ہے....؟"

"جہاں اسے ہونا چاہئے....! جب تک کہ وہ اکتالیس آدمی نہ مل جائیں کسی کی بھی گلو خلاصی کا امکان نہیں۔!"

◆

فیاض بے خبر سو رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی.... بجتی ہی رہی اور وہ بالآخر جھلا کر اٹھ بیٹھا۔

دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی.... تمہارے اکتالیس آدمی جلوس کی شکل میں تمہاری کوٹھی کی طرف بڑھ رہے ہیں.... ان کی پیشوائی کے لئے تیار ہو جاؤ....!"

"کیا بکواس ہے....!" فیاض غرایا۔

"میں غلط نہیں کہہ رہا.... اب تم سو نہیں سکو گے.... تمہیں اس وقت ریکارڈ روم سے ۱۹۴۳ء کا ایڈولف برانٹ فائل نکلوانا پڑے گا.... مطلب یہ کہ بالکل تیار رہو شب خوابی کا لباس اتار کر کوئی اچھا سا سوٹ پہن لو.... ہو سکتا ہے سر سلطان ہی تمہاری کوٹھی پر پہنچ جائیں۔!"

فیاض کچھ کہنے ہی والا تھا کہ دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز آئی۔ پھر اس نے ریسیور رکھا ہی تھا کہ دوبارہ فون کی گھنٹی بجی.... اس بار عمران کے باپ رحمان صاحب تھے۔ انہوں نے کہا۔ "ریکارڈ روم سے ۱۹۴۳ء کا ایڈولف فائل ابھی اور اسی وقت نکلوا کر بذاتِ خود سر سلطان تک پہنچاؤ....!"

فیاض نے بہت بُرا سا منہ بنا کر "بہت بہتر جناب....!" کہا تھا اور دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز سن کر خود ہی ریسیور رکھ دیا تھا۔

ایک گھنٹے کے اندر اندر فائیل لے کر وہ سر سلطان کی کوٹھی پر پہنچ گیا.... پھر سر سلطان ہی سے اسے معلوم ہوا کہ "اس کے محکمے کے اکتالیس آدمی مختلف ہسپتالوں میں داخل کرا دیے گئے ہیں.... کیونکہ ان کی ذہنی حالت ٹھیک نہیں ہے.... انہوں نے اس سے یہ بھی کہا کہ ان لوگوں کی بازیابی کی تشہیر نہ کی جائے.... مناسب وقت پر اس کا اعلان کر دیا جائے گا۔!"

بہر حال وہ رات بھاگ دوڑ ہی میں کٹی تھی اور صبح ہی صبح فیاض کو آفس بھی پہنچنا پڑا تھا۔

دس بجے عمران کی کال آئی.... فون پر گفتگو کرتے وقت فیاض نے اپنا موڈ ٹھیک رکھنے کی خاص طور پر کوشش کی تھی۔

عمران کہہ رہا تھا۔ "رات کا کھانا تمہارے گھر پر کھاؤں گا.... پھر ہم تفریح کے لئے شہر میں نکلیں گے.... اس کے بعد ہی تمہیں معلوم ہو سکے گا کہ چکر کیا تھا۔!"

"تم دوپہر کا کھانا بھی میرے ساتھ کھا سکتے ہو....!" فیاض نے کہا۔

"دوپہر کے کھانے کے عوض فلم "کھوتے دا پتر" دکھلا دینا.... اچھا ٹاٹا....!"

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو گیا.... فیاض کی آنکھوں میں جھنجھلاہٹ کے آثار تھے۔

لیکن اس نے تہیہ کر لیا تھا کہ اب ایک خاموش تماشائی ہی کی طرح حالات کا جائزہ لینے کی کوشش کرے گا.... وزارتِ خارجہ کا کیس معلوم ہوتا ہے.... اپنا سر کیوں کھپائے۔!

رات کے کھانے پر سچ مچ عمران موجود تھا.... دونوں نے خاموشی سے کھانا کھایا.... اور عمران ہی کی تجویز کے مطابق تفریح کے لئے نکل کھڑے ہوئے.... فیاض بالکل خاموش تھا۔

اسٹیٹ بنک کے قریب پہنچ کر عمران نے اس سے گاڑی روکنے کو کہا اور بولا۔ "پان میٹھا کھاؤ گے یا سادہ....!"

"دماغ تو نہیں چل گیا....!" فیاض بھنا کر بولا۔ "میں پان کہاں کھاتا ہوں۔!"

"پلاؤ کھانے کے بعد ضرور کھایا کرو....!" اس نے کہا اور گاڑی سے اتر گیا.... فیاض کو بھی اترنا پڑا تھا.... طوعاً و کرہاً اس کے ساتھ سامنے والی پان کی دکان پر پہنچا ہی تھا کہ قریب کی عمارت سے بے شمار کتوں کے بھونکنے کی آوازیں آنے لگیں.... وہ شور تھا کہ کان پڑی آواز نہیں سنائی دیتی تھی۔ چاروں طرف بھگدڑ مچ گئی.... فیاض نے اس عمارت کی طرف جھپٹنا چاہا لیکن عمران نے بڑی مضبوطی سے اس کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا.... لوگ اس عمارت پر ٹوٹے پڑ رہے تھے۔

"آؤ.... میرے ساتھ....!" وہ فیاض کا ہاتھ پکڑے ہوئے اسٹیٹ بنک کی کمپاؤنڈ میں داخل ہو گیا۔

"اب تم دیکھو.... یہاں اس وقت کوئی چوکیدار موجود ہے۔!" عمران نے فیاض سے کہا۔

"تم کہنا کیا چاہتے ہو....!" فیاض نے کہا اور مڑ کر اسی عمارت کی طرف دیکھنے لگا جس میں کتے بھونک رہے تھے۔!

"میں کہنا چاہتا ہوں کہ ان اکتالیس آدمیوں کے غائب ہو جانے کی تشہیر کرا کے تمہارے محکمے نے زبردست غلطی کی تھی۔ اسی تشہیر ہی کا نتیجہ ہے.... کہ یہاں کے مسلح چوکیدار بھی اسی عمارت کی طرف دوڑ گئے ہیں.... مجرم یہی چاہتا تھا.... چلو اب اندر چل کر تجوریاں توڑیں.... اور زرمبادلہ کا ذخیرہ پار کر لے جائیں۔!"

"خدا کی پناہ.... تم کیا بک رہے ہو....!"

"سوپر فیاض....! میں بالکل ٹھیک کہہ رہا ہوں.... مجرم پہلے ہی پکڑا جا چکا ہے.... ورنہ اس وقت اس کے پو بارہ ہوتے.... اس عمارت میں کتے نہیں ہیں.... بالکل خالی ہے.... روشندانوں میں لاؤڈ اسپیکر فٹ ہیں.... اور ٹیپ ریکارڈر پر ان آوازوں کا ایک لمبا ٹیپ چل رہا ہے.... مجرم نے یہ انتظامات پہلے ہی سے کر رکھے تھے اور منتظر تھا کہ کسی طرح اکتالیس آدمیوں کے غائب ہو جانے کی شہرت ہو جائے۔! تمہارا ایک آفیسر بھی اس میں ملوث ہے.... جس نے تمہیں نیوز ریلیز کر دینے کا حکم دیا تھا۔ مجرم نے اسے بلیک میل کر کے عرصہ سے اپنی گرفت میں لے رکھا تھا.... لیکن اس بے چارے کو اس کا علم نہیں ہے کہ مجرم کیا چاہتا تھا.... ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ نیوز ریلیز ہوتے ہی میں اس کی راہ پر لگ گیا.... اور اس نے احتیاطاً اس کام میں جلد بازی نہیں کی۔!"

"مجرم کون ہے....!"

"بتا سکتا ہوں.... لیکن تم اسے اپنی ہی ذات تک محدود رکھو گے.... سر سلطان کا محکمہ کسی وجہ سے اس کی پبلسٹی نہیں چاہتا.... اوہو.... ادھر دیکھو عمارت کے دروازے توڑے جا رہے ہیں۔!"

"موضوع سے نہ ہٹو....! بتاؤ کون ہے....!"

"ایڈولف برائٹ.... نازی اسپائی جو دوسری جنگ عظیم کے دوران میں یہاں جاسوسی کرتا رہا تھا.... اتحادیوں کو اس کی تلاش تھی.... لیکن وہ ہاتھ نہیں آیا تھا۔ پھر جنگ عظیم ختم ہو جانے کے بعد کسی نے اس کی خبر نہ لی.... حالانکہ وہ بیس سال کی عمر سے یہیں مقیم تھا.... اور اب وہ ساٹھ کا ہے۔ پادری جیکسن بیلی کے نام سے مشہور تھا۔!"

"اوہ.... وہ.... جس کا فارم ہائی وے پر ہے۔!"

"وہی.... اب وہ ہمارے ایک دشمن ملک کا ایجنٹ بن گیا تھا۔!"

"اسکیم یہ تھی کہ زرمبادلہ کا ذخیرہ اسٹیٹ بینک سے اڑا کر اس کی جگہ جعلی کرنسی رکھ دی جائے.... اب تم خود سوچو کہ جب وہ جعلی کرنسی یہاں سے سرکاری طور پر دوسرے ممالک میں منتقل ہوتی تو ہمارا کیا حشر ہوتا۔!"

"تم نے تو آج رات کی نیند بھی اڑا دی....!" فیاض بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "اچھا.... وہ اکتالیس آدمی کہاں ملے۔!"

"فارم کے قریب ایک ہالی ڈے کیمپ تعمیر کیا جا رہا ہے.... وہیں ایک بڑے تہہ خانے میں قید کر دیئے گئے تھے.... ان میں سے کوئی بھی ہوش کی باتیں نہیں کر رہا.... ڈاکٹروں کا خیال ہے

کہ انہیں ادویات کے ذریعہ اس حال کو پہنچایا گیا ہے۔!"

"میرا سر چکرا رہا ہے....!" فیاض آہستہ سے بولا۔ "پچھلی رات سو نہیں سکا تھا.... مجھے گھر پہنچادو.... کار بھی میں خود نہ ڈرائیو کر سکوں گا۔!"

"چلو....!" عمران اس کا شانہ تھپک کر نرم لہجے میں بولا۔

دوسری صبح جب اس نے یہی کہانی روشی کو سنائی تو اس کے منہ پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔

"میں تصور بھی نہیں کر سکتی تھی.... بہت دنوں سے ان لوگوں سے ربط وضبط تھا....!" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"دشمنوں کے ایجنٹ ایسے ہی ہوتے ہیں۔ ان کی اولاد تک کو بھی ان کی اصلیت نہیں معلوم ہونے پاتی۔!" عمران طویل سانس لے کر بولا۔ "یہ ہم میں اس طرح گھل مل جاتے ہیں کہ ہم انہیں اپنوں ہی میں سے سمجھنے لگتے ہیں....! جیکسن بیلی بھی ایسا ہی تھا.... اس نے ایک دیسی عیسائی خاتون سے شادی کر کے یہاں کہ شہریت بھی حاصل کر لی تھی.... بیچاری کلاڈیا۔!"

"ہاں اس معصوم کی زندگی خواہ مخواہ داغدار ہو گئی۔!"

"بہر حال وہ کمینہ آدمی باپ بھی تھا.... اسی لئے پکڑا بھی گیا.... ورنہ اس پر ہاتھ ڈالنا ناممکن ہوتا.... کلاڈیا کو بچانے ہی کے لئے وہ بے اختیاری میں کھل گیا تھا۔!"

"اور تم اتنے بھیانک ہو میرے طوطے کہ تمہارا ہاتھ ٹھیک دکھتی ہوئی رگ ہی پر پڑتا ہے۔!" روشی پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

"میں نے ہالی ڈے کیمپ والے تہہ خانے سے وہ مصنوعی چہرہ بھی برآمد کر لیا ہے جسے وہ خول کی طرح اپنے سر پر چڑھا کر ظفر سے ملا کرتا تھا.... اچھا بس ٹاٹا.... اب میں مونگ کی دال کا سوپ پینے جا رہا ہوں.... سلیمان نے میرے لئے مونگ کی دال پر خاصی ریسرچ کر ڈالی ہے۔!"

روشی کچھ نہ بولی.... اس کے چہرے پر تھکن کے آثار تھے۔

﴿ختم شد﴾